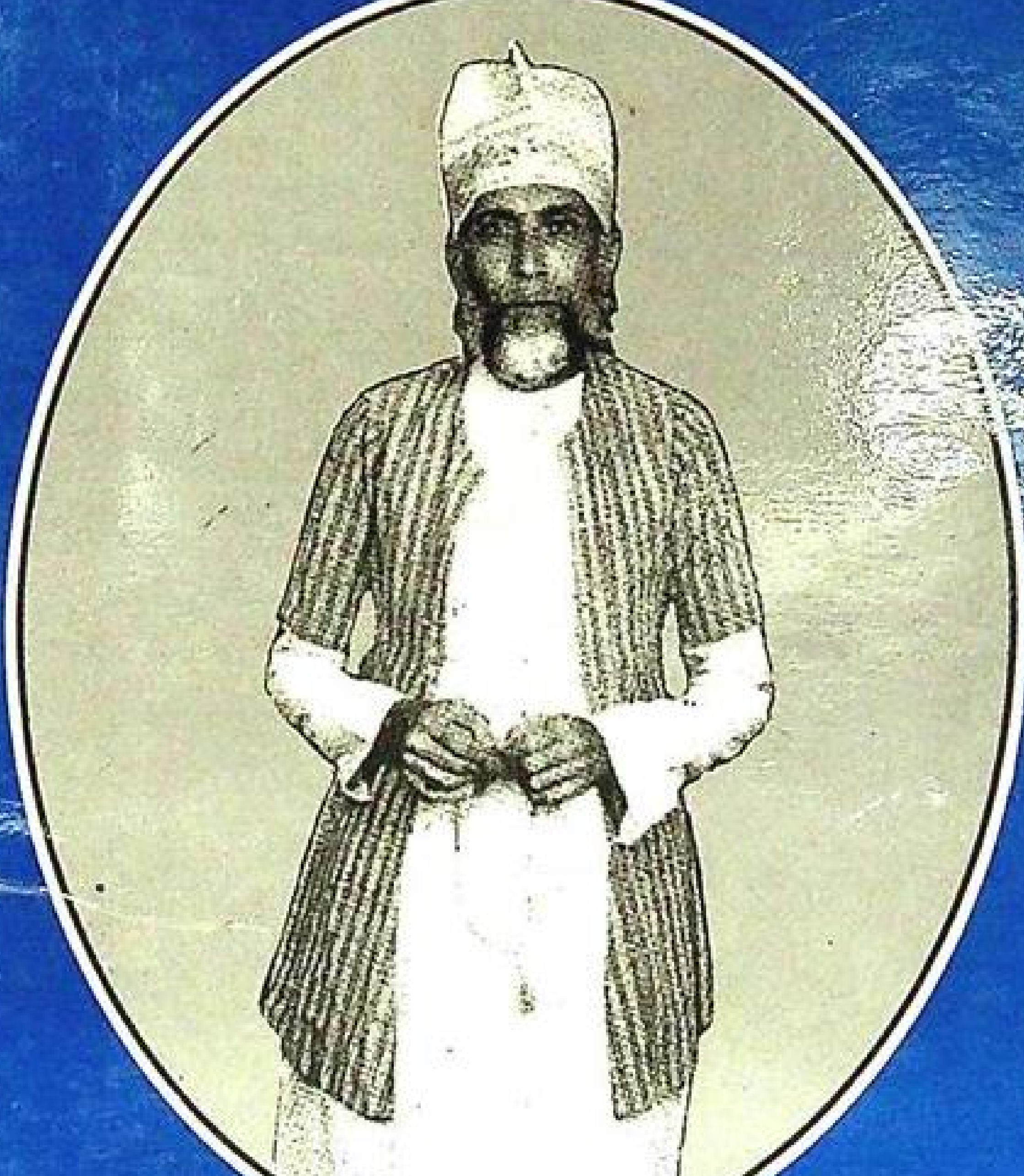
دکنی لغت و تذکرۂ دکنی مخطوطات

تالیف

پروفیسر آغا حیدر حسن مرزا



مرتب

پروفیسر مغنی تبسم

زیرِ اہتمام آغا حیدر حسن مرزا ریسرچ سنٹر، حیدر آباد۔

دکنی لغت و تذکرہ دکنی مخطوطات

تالیف: پروفیسر آغا حیدر حسن مرزا

دکنی لغت و تذکرہ دکنی مخطوطات

تالیف

پروفیسر آغا حیدر حسن مرزا



مرتب

پروفیسر مغنی تبسّم

زیرِ اہتمام: آغا حیدر حسن مرزا ریسرچ سنٹر

© جملہ حقوق محفوظ

اشاعت : جنوری ۲۰۰۲ء

تعداد : پانچ سو

قیمت : تین سو روپے

کمپیوٹر پروسس : جے جے کمپیوٹرس، مہدی پٹنم، حیدرآباد۔ Ph: 3511131

طباعت بہ اہتمام : او۔ ایس۔ گرافکس، نارائن گوڑہ، حیدرآباد۔

ناشر : "آغا حیدر حسن مرزا ریسرچ سنٹر" حیدر منزل، روڈ نمبر ۵، بنجارہ ہلز، حیدرآباد۔ (اے۔ پی) انڈیا۔

کتاب ملنے کے پتے

- "آغا حیدر حسن مرزا ریسرچ سنٹر" حیدر منزل، روڈ نمبر ۵، بنجارہ ہلز، حیدرآباد۔ (اے۔ پی) انڈیا۔
- "سب رس کتاب گھر" ایوانِ اردو، پنجہ گٹہ روڈ، حیدرآباد۔ ۵۰۰۰۸۲ (اے۔ پی) انڈیا۔

DECCANI LUGHAT & TAZKERA-E-DECCANI MAKHTOOTAT

By

Prof. AGHA HAIDER HASAN MIRZA

Edited by

Prof. MUGHNI TABASSUM

Published by

AGHA HAIDER HASAN MIRZA RESEARCH CENTRE

Haider Manzil, Road No. 5, Banjara Hills, Hyderabad-500034 (A.P.) INDIA.

O●O

انتساب

میر معظم حسین صاحب و بیگم معظم حسین صاحبہ

ان کے صاحب زادوں :

میر سرفراز حسین، میر اکبر حسین، ڈاکٹر میر اصغر حسین

صاحب زادیوں :

ڈاکٹر شہناز فاطمہ و بیگم سلطانہ حسن

اور

آغا سرتاج حسن صاحب　　(فرزند آغا حیدر حسن مرزا)

رفعت علی خاں صاحب　　(نبیرہ آغا حیدر حسن مرزا)

جعفری بیگم صاحبہ　　(نبیری آغا حیدر حسن مرزا)

کے نام

فہرست

○●○

پیش لفظ

یہ میرے لیے باعثِ عزت ہے کہ جناب میر معظم حسین صاحب اور بیگم معظم حسین نے خواہش کی کہ میں پروفیسر آغا حیدر حسن مرزا کی تالیف کردہ "دکنی لغت و تذکرہ، دکنی مخطوطات" پر جس کو پروفیسر مغنی تبسم صاحب نے بڑی محنت اور عرق ریزی سے مرتب کرکے کتاب کی شکل دی ہے، پیش لفظ لکھوں۔ ان دو قدآور اور پُر خلوص شخصیتوں کی خواہش کو پورا کرنا میرے لیے باعثِ فخر اور افتخار ہے۔

آغا صاحب دہلی کے ایک معزز اور ذی علم گھرانے کے مایہ ناز فرزند تھے۔ ان کا سلسلہ نسب مغل حکم رانوں سے جا ملتا ہے۔ پروفیسر آغا حیدر حسن مرزا مرحوم نظام کالج میں اردو کے پروفیسر تھے۔ اپنی صلاحیتوں، قابلیت اور استعداد کا لوہا منوا کر ہر دل عزیز استاد رہے اور اپنی خصوصیات کی بنا پر انھوں نے نہ صرف ہندستان بلکہ بین الاقوامی شہرت حاصل کی۔ ان کی زبان لال قلعہ کی ٹکسالی زبان تھی اور انھیں بیگماتی زبان پر نہ صرف عبور تھا بلکہ اس میں تنوع پیدا کرنے میں بڑی مہارت رکھتے تھے۔ یہ ایک باکمال ریختی نثر نویس بھی تھے جس کا کوئی ثانی پیدا نہیں ہوسکا۔ ان کا مشاہدہ بالکل انوکھا ہوتا تھا۔ جب بھی وہ کچھ دیکھتے تو اس کی تہہ تک پہنچ جاتے تھے اور مردم شناسی ان کا خاص وصف تھا۔ حافظہ غیر معمولی تھا اور پرانی یادوں اور ماضی کے واقعات کو بروقت اور برموقع تازہ کرنے کی صلاحیت بہ درجہ اتم تھی۔ داستان گوئی کا طریقہ، انداز بیاں میں ندرت زبان اور گل فشانی ان کی شخصیت میں چار چاند لگادیتی تھی۔ نہایت ہی دل کش انداز کے کپڑے زیب تن فرماتے تھے۔ جوہر شناسی اور وضع داری میں اپنا جواب آپ تھے۔ ان سے ملنے والے ایک ہی ملاقات میں ان کی دل کش اور دل آویز ہمہ پہلو شخصیت کے گرویدہ ہوجاتے تھے۔

انھوں نے اردو اور دیگر زبانوں کی بے شمار کتابیں جمع کیں جو اب ایک کتب خانے کی زینت بنے ہوئے ہیں۔ ان کے نایاب ذخیرے میں اسلاف کی باقیات، تصاویر، اپنی اور مشاہیر کی تحریریں، خطوط اور مسودات شامل ہیں۔ ان نایاب اشیا کی بازیافت کرکے معظم حسین صاحب اور بیگم صاحبہ معظم حسین نے نہایت ہی خوش اسلوبی سے سجاکر ایک میوزیم کی شکل دی اور یادِ رفتہ کو محفوظ کردیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ میوزیم منفرد حیثیت رکھتا ہے اور آنے والی نسلوں اور خاص کر محققین کے لیے ایک قیمتی علمی اور تہذیبی سرمایہ ثابت ہوگا۔

زیرِ نظر " دکنی لغت و تذکرہ، دکنی مخطوطات " جس کو پروفیسر مغنی تبسم صاحب نے دیگر لغات اور تذکروں سے مقابلہ کرکے ترتیب دے کر اہم کتاب کی شکل دی ہے جو ان کا ایک اعلیٰ تحقیقی کارنامہ ہے۔ اس کتاب کو دیکھ کر آغا صاحب کا دکنی زبان اور دکنی کلچر سے لگاؤ الفاظ کی تشکیل اور ادبی ارتقاء پر ان کی گہری نظر کا اندازہ ہوتا ہے۔

ان کی شخصیت میں ہمہ پہلو کشش اور ادب نوازی کی نئی منزلوں کو دیکھ کر بے اختیار غالب کا یہ شعر زبان پر آتا ہے:

مقدور ہو تو خاک سے پوچھوں کہ اے لئیم
تو نے وہ گنج ہائے گران مایہ کیا کیے

اس کتاب کو آغا حیدر حسن ریسرچ سنٹر نے شائع کیا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ اردو ادب میں ایک قیمتی سرمایہ ثابت ہوگا۔

پروفیسر جعفر نظام
صدر، ادارہ ادبیاتِ اردو

حیدرآباد۔
جنوری ۲۰۰۲ء

دیباچہ

کچھ عرصہ قبل پروفیسر جعفر نظام صاحب کے ساتھ جناب میر معظم حسین کے دولت کدے پر حاضری دی ان کے فرزند میر اصغر حسین صاحب بھی ان دنوں فرانس سے آئے ہوئے تھے۔ میر معظم حسین صاحب نے آغا حیدر حسن مرزا کے چند مسودات دکھائے جو ان کے کاغذات میں دستیاب ہوئے تھے۔ اس میں ایک مختصر سی دکنی لغات تھی اور آغا حیدر حسن مرزا کے ذاتی کتب خانے میں محفوظ چند مخطوطات کا تذکرہ کیا تھا۔ انھیں دیکھ کر ایسا لگتا تھا کہ آغا حیدر حسن مرزا نے دکنی لغات کی تدوین کا کام شروع کیا تھا جسے وہ مکمل نہ کر سکے۔ اسی کے ساتھ وہ اپنے کتب خانے میں محفوظ دکنی مخطوطات کی وضاحتی فہرست یا تذکرہ تحریر کر رہے تھے یہ کام بھی ادھورا رہا۔ یہ دونوں کتابیں نامکمل تھیں اور آغا صاحب مرحوم کو ان پر نظرِ ثانی کا موقع بھی نہیں ملا تھا۔ قیاس کہتا ہے کہ انھوں نے یہ کام اپنی وفات سے کچھ عرصہ پہلے سے شروع کیا تھا اور زندگی نے ان سے وفا نہیں کی کہ وہ اسے پایۂ تکمیل کو پہنچاتے۔ میں نے میر معظم حسین صاحب اور ان کی اہلیہ محترمہ سے عرض کیا کہ یہ آغا صاحب کی نادر تحریریں ہیں اور انھیں شائع کر دینا چاہیے۔ انھوں نے میری تجویز سے اتفاق کیا اور ان کتابوں کو مرتب کرنے کی ذمہ داری مجھے سونپی۔

آغا حیدر حسن مرزا نے جب دکنی لغت کی تدوین کا کام شروع کیا ان کے سامنے دکنی لغات کا کوئی نمونہ نہیں تھا۔ پروفیسر مسعود حسین خاں اور پروفیسر غلام عمر خاں کی مرتب کردہ دکنی لغت اور ڈاکٹر جمیل جالبی کی قدیم اردو کی لغت شائع نہیں ہوئی تھی۔ ایک مختصر سی دکنی الفاظ کی لغت سید شعار احمد ہاشمی نے جیبی سائز پر شائع کروائی تھی۔ آغا صاحب کی لغت سے مقابلہ کرنے پر اندازہ ہوا کہ وہ لغت آغا صاحب کے پیشِ نظر نہیں تھی ورنہ وہ اس لغت کے

مشمولہ الفاظ اپنی لغت میں شامل کر لیتے۔ آغا صاحب کی مدونہ لغت کے دو مآخذ تھے۔ ایک ماخذ وہ مخطوطات تھے جو ان کے کتب خانے کی زینت تھے۔ دوسرا ماخذ اس وقت کے حیدر آباد کی بول چال کی زبان تھی۔ آغا صاحب کو حیدر آباد کی تہذیب اور حیدر آباد میں بولی جانے والی زبان سے گہری محبت تھی۔ اس کا اندازہ ان کی تصانیف" ندرت زبان "اور "حیدر آباد کی سیر" سے بہ خوبی ہوتا ہے۔ دکنی لغت میں بعض الفاظ کی تشریح میں بھی اس کی جھلکیاں ملتی ہیں مثلاً "پانی نہانا" کی تشریح کرتے ہوئے وہ لکھتے ہیں۔

" یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے جیسے " انو پانی نہاتے ہیں" غیر ملکیوں کو یہ ترکیب عجیب معلوم ہوتی ہے لیکن اگر دکنیوں کی تاریخ کا غور سے مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ یہ لوگ " پھل نیر" گلاب اور کیوڑے ، بید مشک سے بھی نہاتے تھے۔ ان کے حوض خانے ، عطریات سے لب ریز رہتے تھے۔ تو یہ عطر و گلاب سے نہانے والی قوم جب ان خوش بویات سے نہانے کے علاوہ پانی سے نہاتی ہوگی تو اس غسل کی بھی تخصیص کر دیتی ہوگی۔ اب وہ عطر گلاب، کیوڑہ تو اڑ گئے نرا پانی رہ گیا۔ اللہ اس کو ہی رکھے۔ تاناشاہ کے عظیم الشان گلاب کیوڑے کے حوض تا ایں دم باقی ہیں جن میں کیوڑے کی بجائے اب کیچڑ نظر آتی ہے۔"

آغا حیدر حسن مرزا کی دکنی لغت کی اہمیت اور انفرادیت کو اجاگر کرنے کے لیے اس کا تقابل دکنی کی دیگر لغات سے کیا گیا تو انکشاف ہوا کہ اس میں ایک تہائی سے زیادہ الفاظ ایسے شامل ہیں جو کسی اور دکنی لغت میں نہیں ملتے۔ ان میں ۵، فی صد الفاظ دکنی مخطوطات سے لیے گئے ہیں اور ۲۵ فی صد وہ الفاظ ہیں جو اس وقت حیدر آباد میں رائج تھے۔ اس جائزے سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ تا حال جو دکنی لغات مدون کیے گئے وہ نامکمل ہیں۔ ضرورت ہے کہ مزید مخطوطات کھنگالے جائیں اور بے شمار دکنی الفاظ اور محاورے جو ان لغات میں شامل ہونے سے رہ گئے ہیں ان کا اضافہ کیا جائے۔ شعار ہاشمی نے مقامی بول چال کے چند الفاظ جمع کر کے ایک چھوٹی سی دکنی لغت مرتب

کی تھی۔ بعد کے لغات نویسوں نے دکنی کی قلمی یا مطبوعہ کتابوں سے الفاظ منتخب کیے اور بول چال کی زبان پر توجہ نہیں دی۔ جو قدیم الفاظ اور محاوروں کا بڑا خزینہ ہے۔ جنوبی ہند کے مختلف علاقوں میں آج بھی دکنی کا چلن ہے۔ دکنی کے ماہرین اس ذخیرہ الفاظ کو اکٹھا کریں تو نہ صرف لسانی تحقیق میں مدد ملے گی بلکہ ہمارا ثقافتی ورثہ بھی محفوظ ہو جائے گا۔ آغا حیدر حسن مرزا کو ان الفاظ اور محاوروں کی تلاش رہتی تھی جو حیدر آباد میں رائج تھے۔ یہاں کے لوگوں کی گفتگو کو غور سے سنتے اور سکہ بند معیاری زبان سے ہٹ کر کہیں کوئی لفظ یا محاورہ سنائی دیتا تو اسے تحریر کر لیتے جو مفہوم ان کی سمجھ میں آتا اپنے ملاقاتی حیدر آباد کے شرفا اور امرا سے اس کی توثیق کرتے۔ اپنی لغت میں کہیں کہیں انھوں نے حوالے بھی دیے ہیں کہ یہ لفظ یا محاورہ انھوں نے کسی کی زبانی سنا تھا۔ مثلاً حیدر آبادی محاورہ "چندیاں ہو جانا" کے بارے میں تحریر کیا ہے کہ میں نے اس محاورے کو اعلیٰ حضرت حضور نظام (میر عثمان علی خاں) کی زبانِ مبارک سے سنا تھا۔ جیسے "آئینہ چھوٹ گیا تو چندیاں ہو جائے گا"۔ آغا حیدر حسن مرزا زبان کو محض ترسیل کا ذریعہ نہیں بلکہ اس کو ایک تہذیبی اور جمالیاتی مظہر سمجھتے تھے۔ وہ گہری لسانی بصیرت رکھتے تھے۔ دکنی لغت میں انھوں نے کہیں کہیں دخیل الفاظ کی نشان دہی کردی ہے کہ یہ لفظ تلنگی کا ہے اور یہ لفظ مرہٹی کا ہے۔ دلی اور دکن کے محاوروں کی مماثلت اور اختلافات پر بھی روشنی ڈالی ہے۔

آغا حیدر حسن مرزا کی مرتبہ دکنی لغت اگرچہ مختصر اور نامکمل ہے پھر بھی دکنی کے محققین اس سے مستفید ہو سکتے ہیں اور دکنی لغت پر آئندہ کام کرنے والوں کے لیے ایک اچھا نمونہ فراہم کرتی ہے۔ مرتب نے دکنی لغت کا موازنہ حسبِ ذیل چار لغتوں سے کیا ہے۔

(۱) دکنی اردو کی لغت مرتبہ مسعود حسین خاں و غلام عمر خاں (۲) قدیم اردو کی لغت مرتبہ جمیل جالبی (۳) دکنی لغت مولفہ سید شعار احمد شعار ہاشمی اور (۴) فیروز اللغات مرتبہ مولوی فیروز الدین۔ کتاب میں ان کو مخففات علی الترتیب "الف"، "ب"، "ج" اور "د" سے ظاہر کیا گیا ہے۔

دکنی لغت کے ساتھ آغا حیدر حسن مرزا کا تحریر کردہ تذکرہ، مخطوطات بھی اس کتاب

میں شامل کیا گیا ہے۔ جیسا کہ عرض کیا جا چکا ہے آغا حیدر حسن مرزا کا ایک بیش قیمت کتب خانہ ہے جس میں مطبوعہ کتابوں کے علاوہ نایاب مخطوطات شامل ہیں۔ بہت سے دکنی مخطوطات بھی اس ذخیرے میں شامل ہیں۔ آغا صاحب مخطوطات کا تذکرہ / وضاحتی فہرست مرتب کر رہے تھے۔ یہ کام بھی ادھورا رہ گیا۔ ان کے مسودوں میں ۳۸ مخطوطات کے تذکرے دستیاب ہوئے جن میں سے دو ایک دکنی کے نہیں ہیں بلکہ قدیم اردو کے ہیں انھیں حروفِ تہجی کے اعتبار سے ترتیب دیا گیا ہے۔ تذکرے میں شامل مخطوطات کے بارے میں مزید معلومات حاصل کر کے انھیں ہر تذکرے کے ختم پر قوسین میں درج کیا گیا ہے آغا حیدر حسن مرزا کے تذکرہ، مخطوطات سے ان کے ذوقِ تحقیق کا پتہ چلتا ہے جس کو مرتب کرنے کے لیے انھوں نے بڑی چھان بین کی اور کئی تذکروں اور تواریخ کا مطالعہ کیا۔

میں تہہِ دل سے ممنون ہوں میر معظم حسین صاحب اور محترمہ مہرالنسا معظم حسین صاحبہ کا جنھوں نے آغا حیدر حسن مرزا مرحوم کی تالیفات "دکنی لغت" اور "تذکرہ، مخطوطات" کو مرتب کرنے کی سعادت حاصل کرنے کا موقع عطا کیا۔ ان کے صاحب زادوں کا بھی شکر گزار ہوں۔ کتاب کے سر ورق کی ڈزاینگ میر سرفراز حسین صاحب کے ذوق جمال کی آئینہ دار ہے۔ پروفیسر جعفر نظام صاحب سے خاص طور پر اظہارِ تشکر کرتا ہوں کہ انھوں نے مجھے میر معظم حسین صاحب اور بیگم میر معظم حسین صاحب سے مجھے متعارف کروایا۔

دکنی لغت کی ترتیب میں ڈاکٹر صبیحہ نسرین نے میری مدد کی، پروفیسر محمد علی اثر سے تذکرہ، مخطوطات کے سلسلے میں بعض اہم معلومات حاصل ہوئیں اور عزیزم جعفر جری نے بڑی محنت سے اس کتاب کی کمپوزنگ کی اور اسے اپنی نگرانی میں طبع کروایا میں فرداً فرداً ان تینوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

حیدر آباد۔   پروفیسر مغنی تبسم

جنوری ۲۰۰۲ء   معتمد عمومی، ادارہ، ادبیات اردو۔

دکنی لغت

محاورے روزمرہ بولی ٹھولی سے خاص دلچسپی
دلی سے بے پناہ محبت دہلی کی تہذیب کے سمجھنے کا شوق
جہاں جاتے وہاں کی زبان کا توجہ سے مطالعہ کرتے
اس کا تجزیہ کرتے اور نتائج اخذ کرتے ۔ مقامی لوگوں
سے دریافت کرتے اور سمجھنے کی کوشش کرتے ۔
یہ خصوصیت آج کے اردو کے اساتذہ میں کہاں ۔

الفِ ممدودہ

آتشیاں = آتشی کی جمع۔ جن۔ پری۔

کہ جے آدمی کھالیا نے کوں کس
اسے آتشیاں پاس لے آئے جس

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

[د _ آتشی = (۱) آگ سے نسبت رکھنے والا۔ آگ سے بنا ہوا۔
(۲) گرم مزاج۔

آدھار =

کہ اے شہ پری تیرے آدھار کا
دوانا ہوں میں تیرے دیدار کا

(مینا ستونتی و لورک)

[الف _ آدھار = سہارا۔

(۱) آدھار دے آدھار اب
تج بن نہیں کوئی یا علیؑ (کلیاتِ محمد قلی قطب شاہ)

(۲) توں آدھار امت کر نرادھار کوں (قصہ، حسینی)

ب _ آدھار = سہارا۔ ذریعہ۔ وسیلہ۔ آسرا۔ مدد۔ مربی۔ بادباں۔ خوراک

د _ آدھار = بھروسا۔ سہارا۔]

آری لگنا = اروے لگنا۔ متلی ہونا۔

یہ ایک علامت حمل ہے۔ کھٹی میٹھی چیز کو جی چاہنا۔ ابکاریاں آنا۔

کتیک دن کوں اسے آری لگی تھی
قبیلے کی خلق کڑوی لگی تھی

(قصہ ابو شحمہ۔ الف)

[الف _ اروے لگنا = حمل کے ابتدائی زمانے میں عورت کی بعض اشیا کی جانب رغبت یا نفرت۔

مہینے تین بعد از جو اروے لگے
قبیلے کے لوگ اس کوں کڑوے لگے (قصہ ابو شحمہ۔ب)

ب _ اروا = خواہش۔]

آزار مند = بیمار۔ مریض۔

غریب اس آزار مند کوں دیکھا انے
لجا بیگ چھوڑو فقیر کے کنے

(بڈن نامہ)

آزاد = اوباش۔ ننگا۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:

"بڑا آزاد ہے"

یہاں اس کے استعمال میں بھی اپنے قدیم فارسی معنی قدرے موجود ہیں۔

[د _ آزاد = (۱) بری۔ رستگار (۲) خود مختار۔ فارغ (۳) بے غم۔ بے قید جو کسی کا پابند نہ ہو۔ (۴) سرو کی ایک قسم

آس پنڈو　=　گوہانجنی۔

آنکھ کی برنی میں جو ایک قسم کی پھنسی نکلتی ہے۔ باہر والے اس کو انجن ہاری کہتے ہیں۔ حیدر آباد میں (بھی) اکثر لوگ انجن ہارے کہتے ہیں۔ یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔

[ج _ آس پنڈو = انجنی۔ انجن ہاری۔ گہا نجنی۔ گہانئی۔
وہ پھنسی جو آنکھ کے کونے کے قریب ہو جاتی ہے۔]

آسرا　=　آڑ۔ اوٹ۔ پردہ۔

منور کیا اس تماشے سوں آنک
کیا میر شہہ آسرے میں تے جھانک

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

[الف _ آسرا = اوٹ۔ پناہ گاہ۔

(۱)　بلوں آسرے سے اٹھیا یوں پکار

(طوطی نامہ)

د _ آسرا = سہارا۔ بھروسا۔ آس۔ امید (۲) وسیلہ۔ توقع۔]

آغابانی　=　ڈھاکا پاسن۔ جامدانی۔ ایک قسم کا کپڑا ہے۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:

"انوں کا کرتا آغابانی کا ہے"

آغاماما　=　جولنی۔ پیش خدمت۔ محل کی منتظمہ۔

کہا آغا ماما سے وہ نام ور
لے آ شاہ زادے کو تیار کر
(قصہ ءنور جہاں بیگم)

آفتاب = آفتابی۔ سورج مکھی۔ نشانِ شاہی۔

پنکھا لے کھڑی تھی جے یک آفتاب ۱
پکڑ ایک کھڑی تھی صراحی گلاب
(رضوان شاہ و روح افزا۔الف)

[د _ آفتاب = (۱) سورج (۲) دھوپ۔ (۳) شراب کا پیالہ (۴) گنجفے کا ایک پتا۔
(۵) یکتائے زمانہ لاجواب۔ جس کا ثانی نہ ہو۔ معشوق۔]

آگو = آگے۔ سامنے۔

نا بائیں، نا داہنے، نا اوپر تلے جان
نا پیچھو، نا بیچ میں، نا آگو سو مان
(فقہ ءہندی عبدوامین)

دلی میں عوام اب بھی اس لفظ کو بول جاتے ہیں۔ جیسے :
"بڑے آگو سے پلو چھوڑ"

[الف _ آگو = آگے۔
(۱) امام کے آگو ہوا۔ (ترجمہ آدم فی الحدیث)
(۲) انے آنے کے آگوچ۔۔۔ ٹھیک ٹھاک کرلی۔ (انوار سہیلی)
ب _ آگو = سامنے۔]

آنکھیں ہوئیں چار، دل میں آیا پیار
آنکھیں ہوئیں دو ، پیار گیا کھو

یہ مثل آج کل حیدرآباد میں بولی جاتی ہے اور حیدرآبادیوں کے ادب آداب، فہم و دانش پر دال ہے۔ یہ کیسے باتہذیب اور باادب ہیں۔ اس کی بجائے دلّی اور شمالی ہند میں جو کہاوت مروج ہے، اس میں ایک قسم کی بدتہذیبی، بے ادبی اور سختی پائی جاتی ہے۔ جیسے:

"آنکھیں ہوئیں اوٹ دل میں آیا کھوٹ"

یعنی ہم جس سے گلہ کر رہے ہیں اس کو گالی دے دیتے ہیں۔ یعنی اس کو دل کا کھوٹا، بدنفس، بے ایمان، بے تکلف کہہ رہے ہیں، حالاں کہ ہمارا مقصود صرف گلہ گزاری ہے، گالی گلوچ نہیں۔ لیکن ہماری مثل کے معنے کیے جائیں تو صاف گالی نکل آتی ہے۔ حیدرآبادیوں کی مثل میں اول سے آخر تک ناز، اخلاص و خلوص و خصوص قائم رہتا ہے۔ پھر آنکھیں ہوئیں دو میں جو ندرت ہے وہ داد سے بہت بالا ہے۔ علاحدگی کو کس خوبی سے ادا کیا ہے۔ سبحان اللہ۔

آنٹیاں = آنٹی کی جمع۔ رنگین کچّے سوت کے لچھے۔ قلادہ۔

آنٹیاں بچوں کیتے بھانا گناہ ہے محرم میں فقیر کرنا گناہ

(تنبیہہ النسا)

دلی میں آنٹی نیفے میں یا پیچے کے پھندے کو کہتے ہیں جو اکثر آزاد اڑس لیتے ہیں اور اس میں نقدی رکھتے ہیں۔ آنٹی ایک کشتی کا داؤں بھی ہے۔

[الف ـ آنٹی = گرہ، عقدہ، گانٹھ، کدورت۔

ہوئے جیتے جی پر کے ملک باقی

کہ نا نکلیں دلوں میں سب کے آنٹی　　([illegible])

ب ـ آنٹی = گرہ، پھندا، پیچ۔]

آنند = عیش، آرام، خوشی۔ سنسکرت کا لفظ ہے۔

[الف ـ آنند ہونا = خوش ہونا۔

نی یاد مجنوں سوں آنند ہوتی　　(لیلیٰ مجنوں۔ احمد)

ب ـ آنند ہونا = خوشی، ذوق، عیش، مسرت، امن، چین۔]

آنوڑے جانوڑے = جوڑواں، توام۔

یہ لفظ آج کل حیدرآباد میں بولا جاتا ہے۔

[الف ـ آنوڑے جانوڑے = توام، جڑواں۔

ہور ہر یک کو آنوڑے جانوڑے بچے پیدا ہوں گے۔ (تواریخ

ب ـ آنوڑے جونڑے = جڑواں بچے، توامین۔]

آنول = آنتیاں۔

ہو قیامت آنول بے شک کہ تو جان

رہ نہ تیوا دات کو حاضر کیتم آن

([illegible])

آہ کینے =

بجے سب کے جگر سے آہ کینے
اٹھے لے کے جگر سے سوز (؟) کینے

(قصہ لعل و گوہر)

○●○

الف مقصورہ

ابرہن = بناؤ سنگار۔

جگا جوت نا دیکھ تس ابرہن

اندھاری لیا موچ سورج نین

(علی نامہ۔ الف)

یہ لفظ آج کل بھی دلّی میں بولا جاتا ہے اور کہانیوں میں آتا ہے۔ جیسے:
"سونے سے سنگار بارہ سے ابرن کر بال بال گج موتی پرو ہو بیٹھی۔"

[الف _ ابرہن = زیورات۔ نفائس۔ جواہرات۔

برئیک دھن، بر کدھن، پین نورتن کے ابرہن

(کلیاتِ محمد قلی قطب شاہ)

ب _ ابرہن = لباس۔ پیراہن۔ کپڑے۔

د _ ابرہن = ابرہن۔ گہنا۔]

اپجنا = پیدا ہونا۔ تولد ہونا۔

اسے لی اتھا نسل کا کاکلوت

کیا ان اپجنے میں شادی بہوت

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

[ب _ اپجنا = پھوٹنا۔ اگنا۔ پیدا ہونا۔ ظاہر ہونا۔ نکلنا۔

د _ اپجنا = پیدا ہونا۔ اگنا۔]

اپرال = اوپر۔

سراسر حکایت ہے بے قیل و قال
مرے سب یہ احوال اپرال دال
(اضرابِ سلطانی)

[الف _ اپرال = اوپر کی طرف۔ اوپر۔

(۱) : لکھے ہیں جو اپرال جے دیگ باب (بھوگ بل)

(۲) : اولھولالی کا رنگ ساتو گگن اپرال چھایا ہے (کلیاتِ محمد قلی قطب شاہ)

ب _ اپرال = اوپر کی طرف۔ اوپر۔]

اپروپ = نادر۔ بے مثل۔ لاثانی۔ خوب صورت۔

کرو بست اپروپ ہے بے بہا (؟)

[الف _ اپروپ = نادر۔ اعلیٰ۔ غنیمت۔

(۱) : بہت کام کے دلاور اپروپ اچھنا جو ایک ہزاراں پر اٹھے۔ (سب رس)

(۲) : شعر بولنا گرچہ اپروپ ہے۔ (قطب مشتری)

ب _ اپروپ = بے مثل۔ نایاب۔ نادر۔ انوکھا۔ کم یاب۔ عجیب۔ بے نظیر۔
بے ڈول۔ بد شکل۔ اعلیٰ درجے کا۔ شاذ۔ لاثانی۔]

اپی (اپے) = آپ۔ خود۔

اپے خوب تو سب جہاں خوب (آپ اچھے تو جہاں اچھا)۔
(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

ا الف ـ اپے = آپ۔ خود۔

(۱) خدائے تعالیٰ اپنی نماز اپے کرتا ہے۔ (معراج العاشقین)

(۲) اپس سوں اپے تھا۔ (کلمتہ الحقائق)

(۳) اپے بادشد ہو کیا سب پوچیر (بھوگ بل)

(۴) میں گھر کوں اپس کے اپے آگ لائی (یوسف زلیخا)

ب ـ = اپے۔ اپی۔ اپیں۔ آپ ہی۔ بذاتِ خود۔ خود۔ خود ہی۔ آپ۔ آپ کو۔

ج ـ اپے = آپ۔ جناب۔ خود۔]

اِتال = اب۔

لگے رونیکوں دیک ان کا جمال

یو دیدار ہوتا ہے آخر اتال

(وفات نامہ حضرت فاطمہ)

[الف ـ اتال = اب۔

(۱) پچھانت کو کر ہستی کی اتال (بھوگ بل)

(۲) نبیؐ صدقے اس کوں اتال آزمائیں (کلیاتِ محمد قلی قطب شاہ)

(۳) جے وہ راضی ہوئے اتال (نوسرہار)

ب ـ اتال = بدلنے والا۔ متلون۔ بے چین۔ بے قرار۔ فوراً۔ ترت۔ ظرف۔ اب۔ اس وقت۔ اسی وقت۔

ج ـ اتال = اب۔]

اِٹی = جرمانہ۔ بیگار۔ ڈنڈ۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے جیسے:

"اگے یہ اِٹی کا کاں سے لائے"

اس کا صحیح استعمال دریافت کیا جائے (آغا حیدر حسن مرزا)

{ اٹی / یٹی = بیگار۔ یٹی کا بھوئی۔ بھوئی نیچ ذات کا ہوتا تھا جس سے بیگار لیا جاتا تھا۔ گھامڑ اور بدسلیقہ شخص ــ (م۔ت) }

اجڑ گئی = کلمۂ خطاب مستورات عتاب آمیز۔ کھوجڑا کھوئی۔ غارتن۔ اجڑی۔ پیاروں پیٹی۔

اجڑ گئی نے خصم سوں بھی ڈری نہیں
کسی کی کچھ شرم دل میں کری نئیں
(قصۂ ملا)

کھے گیاں او اجڑ گئی کوں ہوا کیا
اپے کیا ہور او ملاّ موا کیا
(قصۂ ملا)

یہ لفظ اب بھی کبھی کبھار سننے میں آجاتا ہے۔ جیسے "مجھ اجڑ گئی پیاروں کی بلا کھانی کو کانوں کان خبر نئیں ہوئی"۔

اچپل = اچھپل۔ شوخ۔ طناز۔ غمزہ آفریں۔

کھڑی تھی وہ عمارت سحر کے بل
وہاں رہتی تھی ہیرا نام اچپل
(قصہ لال و گوہر)

[الف _ اچپل = تیز۔ چنچل۔
(۱) بدل رنگ سیام کھن کُتُل نیَن ابلق نپٹ اچپل (قطب مشتری)
(۲) نڈر اچپل چنچل لوچن ہمن ساجن کے خوش ڈھب ہے
(کلیاتِ محمد قلی قطب شاہ)
ب _ اچپل = شوخ۔ بے قرار۔ چلبلی۔ چاق و چوبند۔ شگفتہ۔ نہ ٹلنے والی۔
شریر۔ نخرے کرنے والا۔ گھوڑے کے معنی میں بھی آتا ہے۔
د _ اچپل = (۱) چنچل۔ چلبلا۔ وہ شخص جو نچلا نہ رہے۔ شوخ۔ طرار۔
(۲) تیز۔ چالاک۔ (۳) مضطر۔ بے قرار۔]

اچھتے = ہوتے۔ اس کا مصدر "اچھنا" بہ معنی "ہونا" ہے۔

[الف _ اچھنا = ہونا۔ رہنا۔
مرید صادق اچھنا۔ (معراج العاشقین)۔
ب _ اچھنا = ہونا۔ رہنا۔ زندہ ہونا۔ ٹھہرنا۔
ج _ اچھنا = ہونا۔]

احمدی جیش = سلطان ٹیپو کی نو مسلم فوج۔

سبھی احمدی جیش کے طفلگاں
نپٹ منتظر ہو کھڑے ہیں یہاں
(اضرابِ سلطانی)

ادب میں دھرنا = تادیب کرنا۔ سرزنش کرنا۔

ادب میں موزیاں کوں دھرتا تھیچ
غضب ہور کرم سب پہ کرتا تھیچ (؟)

[الف _ ادب دھرنا = ادب کرنا۔

اس پانی کا بھوت ادب دھرنا۔ (سب رس)]

اُدلیا =

کہ ادلیا سو تس سامنے کیں نہ ٹھار

کرے آگ پانی کی موت اختیار

(علی نامہ۔ الف)

[الف _ ادلنا (ادھلنا) = برباد کرنا۔ تباہ کرنا۔

:دکر اجل نظر میں ادلتا ہے رات دیس

(دیوانِ سلطان)

ب _ ادلنا۔ ادھلنا = مضطرب ہونا۔ برباد ہونا یا کرنا۔]

ادے = اری۔ کلمۂ خطاب مستورات۔

کہی کیا پوچھتی اُٹھ ہو کے ہشیار

ادے آیا ترا شوہر خبردار

(قصۂ ملا)

یہ لفظ اب تک حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:

"ادے وہ تو کل میرے کو بول بھیجے تھے"

[الف _ ادے = کلمۂ تخاطب۔ یہ دیکھو۔ ✓

سندور ٹیلا پشانی راکھے تِل تِل ریت ادے نیوا

(کلیاتِ محمد قلی قطب شاہ)

ب _ ادے = یہ کلمہ آگاہی اور خطاب کے واسطے استعمال کیا جاتا ہے۔ جیسے:

دیکھو۔ سنو وغیرہ۔]

ادھیلا = دھیلا۔ پیسے کا نصف۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:

"ادھیلے کی انباڑے کی بھاجی"

حیدر آباد کے باہر والوں میں بھی یہ لفظ مروج ہے۔

میں نے علی گڑھ وغیرہ کے مقاموں میں اسے سنا ہے۔

[د _ دھیلا = آدھا پیسہ۔]

ارابہ = ایک قسم کی توپ۔

ارابہ جزالاں چھُٹے ییک بار

تفنگ بان سارے پھُٹے ییک بار

(جنگ نامہ، حنیف شاہ)

[الف _ ارابہ = گولہ بارود کی دو پہیا گاڑی۔ میگزین۔ بارود خانہ۔

عجب شہر دستار ارابہ نگار (ابراہیم نامہ)

ب _ ارابہ = فصیل کے وہ چبوترے جہاں توپیں نصب کی جاتی تھیں۔

ارابے = بارود خانے۔

د _ ارابہ = (۱) بیل گاڑی۔ چھکڑا۔ سامان لادنے کی گاڑی۔

(۲) وہ گاڑی جس پر توپ کا سامان گولہ بارود رکھتے ہیں۔]

اراجیف =

او تکھتے اراجیف ہر بار کچ

اتا ملک پھٹنے نہیں بار کچ

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

ارواح = روح ۔

بولا لا اسے یاں دلے یوں نہ کر
جو ارواح کوں کس کے ہوئے خبر

(رضوان شاہ و روح افزا ۔ الف)

دلی میں بھی ارواح بہ معنی روح بولا جاتا ہے ۔ جیسے :

" بیجاپوری کی ارواح نہ شرمائے "

" کسی ارواح نے زور کیا ہے جو اتنے دن بعد پوچھ ہوئی "

" اے کوئی ارواح اترنی ہے جو اب آئے "

[الف ۔ ارواح = روح ۔

سو ارواح اس راج کی جیوں اڑی (سیف الملوک بدیع الجمال)

ب ۔ ارواح = روح کی جمع (۱) روحیں ۔ جانیں (۲) نیت ۔
اندرونی خواہش ۔ اردو میں بہ طور واحد بھی مستعمل ہے (۳) فرشتے ۔]

خاص طور پر دکنی میں

کبھی کبھی جن وغیرہ کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے ۔

اڑاڑانا = دھمکانا ۔ ڈانٹنا ۔ ڈپٹنا ۔

دو فرشتے گرز لے کر آتشیں
اڑاڑا کر صبح کوں پوچھے از کمیں

(قصہ ، جحجاہ)

[الف ۔ اڑاڑانا = چیخنا ۔ چلانا ۔

کھڑے شیراں لے سیفاں اڑاڑاتے

(روضۃ الشہدا)

ب ۔ اڑاڑانا = چیخنا ۔ چلانا ۔ ڈکارنا ۔]

ادھیلا = دھیلا۔ پیسے کا نصف۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:

"ادھیلے کی انباڑے کی بھاجی"

حیدر آباد کے باہر والوں میں بھی یہ لفظ مروج ہے۔

میں نے علی گڑھ وغیرہ کے مقاموں میں اسے سنا ہے۔

[د ۔ دھیلا = آدھا پیسہ۔]

ارابہ = ایک قسم کی توپ۔

ارابہ جزالاں چھُٹے ییک بار
تفنگ بان سارے پھُٹے ییک بار

(جنگ نامہ، حنیف شاہ)

[الف ۔ ارابہ = گولہ بارود کی دو پہیا گاڑی۔ میگزین۔ بارود خانہ۔

عجب شہر دستار ارابہ نگار (ابراہیم نامہ)

ب ۔ ارابہ = فصیل کے وہ چبوترے جہاں توپیں نصب کی جاتی تھیں۔

ارابے = بارود خانے۔

د ۔ ارابہ = (۱) بیل گاڑی۔ چھکڑا۔ سامان لادنے کی گاڑی۔

(۲) وہ گاڑی جس پر توپ کا سامان گولہ بارود رکھتے ہیں۔]

اراجیف =

او تھکتے اراجیف ہر بار کچ
اتا ملک پھٹنے نہیں بار کچ

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

ارواح = روح۔

بولا لا اسے یاں دلے یوں نہ کر
جو ارواح کوں کس کے ہوئے خبر

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

دلی میں بھی ارواح بہ معنی روح بولا جاتا ہے۔ جیسے:

"بیجاپوری کی ارواح نہ شرمائے"

"کسی ارواح نے زور کیا ہے جو اتنے دن بعد پوچھ ہوئی"

"اے کوئی ارواح اترنی ہے جواب آئے"

[الف _ ارواح = روح۔

سو ارواح اس راج کی جیوں اڑی (سیف الملوک بدیع الجمال)

ب _ ارواح = روح کی جمع (۱) روحیں۔ جانیں (۲) نیت۔ اندرونی خواہش۔ اردو میں بہ طور واحد بھی مستعمل ہے (۳) فرشتے۔]

خاص طور پر دکنی میں

اور کبھی کبھی جن وغیرہ کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔

اڑاڑانا = دھمکانا۔ ڈانٹنا۔ ڈپٹنا۔

دو فرشتے گرز لے کر آتشیں
اڑاڑا کر صبح کوں پوچھے از کمیں

(قصہ ء جمجاہ)

[الف _ اڑاڑانا = چیخنا۔ چلانا۔

کھڑے شیراں لے سیفاں اڑاڑاتے

(روضۃ الشہدا)

ب _ اڑاڑانا = چیخنا۔ چلانا۔ ڈکارنا۔]

اڑباٹ = غلط راہ۔ کرستہ۔

بسر مارک پڑے اڑ باٹ میانے
چلے آفت کے پڑتے گھاٹ میانے

(قصہء ابو شحمہ)

[الف _ اڑباٹ = وہ راستہ جو شارعِ عام سے الگ ہو۔

تو باٹ اب ہمیں سٹ کر اڑباٹ جائیں

(قطب مشتری)

ب _ اڑباٹ = عام ڈگر سے الگ۔ الگ راستہ۔ ناہموار۔ ٹیڑھا راستہ جو شارعِ عام اور آبادی سے الگ ہو۔]

{ اڑباٹ = آج کل حیدر آباد میں اسے اڑتک رستہ کہتے ہیں۔ (م۔ت) }

اڑڑا = ہڑبڑا۔ بیقرار ہو۔ مضطرب ہو۔

تخت پرتے اڑڑا اٹھی ہانک مار
کری بھیس زر تار کی تار تار

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

نجھا دیکھتی تھی وہ ادمی کے تئیں
جو اڑڑا اٹھیا شاہ دیک اس کوں دئیں

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

[ب _ اڑڑانا = چیخنا۔ چلّانا۔ ڈکارنا۔

ج _ اڑلانا = اڑانا۔ دکھ یا بیماری کے باعث گائے کی طرح چلّانا۔]

{ حیدر آباد میں آج کل "اڑلانا" بولتے ہیں ___ (م۔ت) }

اڑنا = مخالفت کرنا۔

انن دور میں ان سو جو کوئی اڑیا
ہو کافر او بے شک جہنم پڑیا

(قصہ ملیکا شہزادی مصر)

[الف ـ اڑرہنا = ضد کرنا۔ مخالفت کرنا۔

رہا ہے وہی شخص مہدی سوں اڑ (یوسف زلیخا)

د ـ اڑنا = سدّ راہ ہونا۔ مزاحم ہونا۔ (۲) ضد کرنا۔

(۳) بھڑنا۔ الجھنا۔ جھگڑنا۔ (۴) ضد کرنا۔ (۵) داؤ پر لگانا یا رکھنا۔

(۶) دخل دینا (۷) آمادہ ہونا۔ (۸) ٹس سے مس نہ ہونا۔ جنبش نہ کرنا۔]

ازاری = بیمار۔ مریض۔

جدھاں تے توں پڑیا تھا ہو ازاری
تدھاں تے مجھ کوں تھی نت آہ وزاری

(قصہ ابو شحمہ)

اسف = تاسف۔ افسوس۔ غم۔

سنے جب کہ بھٹکا وہ جنگل طرف
چلے ڈھونڈنے اس کو با صد اسف

(چندر بدن مہیار)

اضطرابی = ناکامی۔ مصیبت۔ آفت۔

دیکھی تھی اسے اضطرابی منے
ایتا جا دیکھیں کامیابی منے

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

[د _ اضطرابی = (۱) اضطراب۔ بے چینی۔ گھبراہٹ۔ بوکھلاہٹ۔
(۲) اضطراب سے متعلق۔]

افزود = زیادہ۔

دن بہ دن افزود تھا مجھ پر عذاب
ڈال مجھ کوں آگ میں کرتی کباب

(قصہء جمجاہ)

یہ لفظ اب بھی حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔

[د _ افزود = زیادہ۔ فاضل۔ زائد۔]

افلاح = ایک شخص کا نام۔

حضرت عمرؓ کے ہاں اس کا وہی مرتبہ ہے جو حضرت علیؓ کے ہاں قنبر کا۔ یہ ابو شحمہ کا لگا تھا۔

افیون ٹی = ایپچی۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ میں نے بہ روز جمعہ ۵ / رجب المرجب ۱۳۴۳ھ کو اعلیٰ حضرت حضور نظام سے اس لفظ کو سنا تھا۔ اعلیٰ حضرت نے ایک آدمی کو خطاب فرمایا _ " دیکھ رے افیون ٹی سرکاری سامان مت توڑیو"۔

اقتباس کرنا = لینا (اخذ کرنا)

پھرے چاند تارے مرے آس پاس
کرے نور تک سوں مرے اقتباس

(رضوان شاہ و روح افزا ۔ الف)

اکھاڑا = شکست ۔ تزلزل ۔ اکھڑنا سے بنایا گیا ہے۔

خبر پہنچی سلطاں کوں ان کے وکیل
اکھاڑے پو لشکر کے ہو کر ذلیل

(اضرابِ سلطانی)

[د ۔ اکھاڑا = (۱) وہ جگہ جو کشتی لڑنے اور کسرت کرنے کے لیے بنائی گئی ہو۔ دنگل۔ (۲) سادھوؤں کی منڈلی (۳) تماشا دکھانے والوں یا گانے بجانے والوں کی منڈلی (۴) ناچ رنگ کی محفل۔ حسینوں کا جمگھٹ۔]

اکھڑا ہوا = آوارہ ۔ بد قوارہ ۔ بدقماش۔

یہ لفظ آج کل حیدرآباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:

"وہ ایک اکھڑا ہوا ہے"

اکھنڈ = ایک ڈال۔

زمرد کے جھمکے اکھنڈ ایک ساں
کرن پھول الماس کے بے کراں

ایک جیسے

(قصہ نور جہاں بیگم)

[الف _ اکھنڈ = اکھنڈ۔ مسلسل غیر منقسم۔

تماریاں رات کو دیکھوا کھنڈ شب رات ہوتی ہے

(دیوان ہاشمی)

ب _ اکھنڈ = (۱) سالم۔ تمام۔ ثابت۔ پورا۔ غیر قابلِ تقسیم۔

(۲) مکر و فریب۔ لایتجزیٰ

د _ اکھنڈ = جس کے ٹکڑے نہ ہوں۔ سالم۔ پورا (۲) نوعمر۔ بچھڑا۔]

{ حیدرآباد میں مضبوط کے معنی میں بھی بولا جاتا ہے ___ (م۔ت) }

اگلا = زیادہ۔ بہت۔ فزوں۔

حق کرے جوڑا تمارا ساز وار

دن پر دن اگلا ہو آپس میں پیار

(بہارستانِ عشق)

[ب _ اگلا = افضل۔ بڑھ کر۔ زیادہ]

د _ اگلا = (۱) آگے کا (۲) پہلے کا۔ پہلا (۳) پرانا۔ گذشتہ۔

(۴) آئندہ۔ پیش رو۔ (۵) ہوشیار۔ چلتا ہوا۔ استاد۔]

اگے = ارے۔ کلمہ ءِ خطاب مستورات۔ اے۔

اگے ماں تج کوں یوں عالم کہے گا

قبیلہ سن ترا سب دنگ رہے گا

(قصہ ءِ ملا)

یہ لفظ اب بھی حیدرآباد میں بولا جاتا ہے یہاں ماں تلنگی کا ہے جو بہ معنی بیوی، بہو استعمال ہوا ہے۔

" آیا گے ماں میری چنو کا دولہ "

یہ لفظ اب بھی یعنی اکیسویں صدی کی پہلی دہائی کے آخر میں بھی بولا جاتا ہے۔

الاوہ = الاوَ۔

امام باڑوں کے صحن میں ایک بڑا تندور بناتے ہیں جس میں ماہِ محرم میں آگ روشن رہتی ہے۔ مراد مند، اگر، لوبان، لکڑیاں وغیرہ ان الاووں میں روشن کرتے ہیں۔ بعض عقیدت مند اس آگ کا غسل بھی کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ آگ ان پر اثر نہیں کرتی۔ منت میں ایک چھاج دو چھاج یا زائد غسل کے مانے جاتے ہیں۔ یہاں کی زبان میں ایک سوپ یا دو سوپ انگار کہتے ہیں۔ امام باڑے جنھیں یہاں (حیدرآباد) عاشور خانے کہتے ہیں ان کے مجاور اس رسم کو ادا کراتے ہیں۔ اہلِ ہنود زیادہ معتقد ہیں۔ نہا دھو کر وہ عورتیں اس منت کو پورا کرتی ہیں۔

بھانکو لکڑیاں الاوے کے اندر
دہاں جلاویں گے تجھے دوزخ بھیتر (تنبیہ النسا)

الاوا = الاوَ۔

وہ آگ جو امام باڑوں میں روشن ہوتی ہے۔ صحنِ امام باڑا میں عام طور پر ایک پختہ گول حوض سا بنا ہوتا ہے۔ جس میں مراد مند لکڑیاں آکر جلاتے ہیں۔ وہی الاوہ کہلاتا ہے۔ اکثر لوگ اپنے بچے اس آگ میں ڈال دیتے ہیں اور وہ صحیح سالم بغیر کسی گزند کے نکلتے ہیں۔ میں نے خود اپنی آنکھ سے مشیر آباد میں ننگے پیروں اس روشن آگ پر صدہا لوگوں کو چلتے دیکھا ہے۔ استعجابا انگریز اور انگریزنیں بھی اس پر سے چلیں اور کسی کا پاؤں نہ جلا۔ یہ آگ ایک ہندو جولاہے کہ علم کے آگے چھکڑوں لکڑیاں جلا کر

روشن کی جاتی ہے۔ وہ نہا دھو کر علم لے کر اس میں سے گزرتا ہے اس کے بعد تمام ہر کس و ناکس علی علی، حسین حسین کہتے ہوئے گزر جاتے ہیں اور کوئی نہیں جلتا۔

[ج ـ الاوا = الاؤ۔ ایک گڑھا جو عاشور خانوں کے سامنے آگ جلانے کے واسطے بنایا جاتا ہے۔ تھالا۔ تھانولا۔]

الڑ　=　الھڑ۔ نادان۔ بے وقوف۔ بھولا۔

عاقل کا ہندی تضاد یعنی جاہل۔

نہیں یاں کام عاقل ہور الڑ کا
نہ پائے کوئی تری قدرت کا کڑ کا

(قصہ ابو شحمہ۔ الف)

[الف ـ الڑ = الھڑ۔ خام۔ ناتجربہ کار۔ جاہل۔

(۱)　سو یوں بول بے تاب ہوا و الڑ　(یوسف زلیخا)

(۲)　نہیں یاں کام عاقل ہور الڑ کا　(قصہ حضرت عمرو شرع)]

د ـ الھڑ = (۱) من موجی۔ بے پرواہ۔ نادان (۲) چھوٹی عمر کا۔ کم سن۔ (۳) وہ بچھڑا جس کے دانت نہ نکلے ہوں۔

الفتے　=　ہفتے۔ دن کا نام۔

(شاید ہفتے ہو کاتب کی غلطی سے الفتے ہو گیا)

نواں ایک جماعت اتھی مرداں
پکڑتے الفتے کو سانت مچھلیاں

(قصہ ملیکا)

ا الف ـ الفتے = الفتا۔ مفت خور۔ اوباش۔ بیگانہ۔ ایرا غیرا۔
الفتے دوڑ کر سب ان کوں ملکے (پند نامہ۔ علی) ا
{ ہفتہ = سبت۔ یہودیوں میں آرام کا دن ـــــ (م۔ت) }

الگ بِن سلگ = الگ تھلگ۔

یہ محاورہ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:
"اپن الگ بن سلگ سب سے مزے میں"

الگل کی کھچڑی = یہ بھی دکنی عورتوں کی نیاز کی ایک قسم ہے۔
(فقہہ محفوظ خانی)

النگ = الانگ۔ پار کر۔ طے کر۔

چلے سات ہوکر وہ دونوں جنے
النگ شہر سوں آئے جنگل منے

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

ا الف ـ النگنا = پار کرنا۔ طے کرنا۔ حد سے تجاوز کرنا۔
(۱) النگتے النگتے چلے تا یمن (سیف الملوک بدیع الجمال)
(۲) باتاں کر کر لیا النگتی ہے توں (من سمجھاون)
ب ـ النگنا = (۱) ہم بستری۔ ہم آغوشی۔ بغل گیری۔
(۲) چھلانگ۔ سمت۔
(۳) دیوار۔
ج ـ النگنا = کود جانا۔ پھلانگ جانا۔ گزر جانا۔ بغل گیر ہونا۔ حد سے تجاوز کرنا۔]

اماس = چاند کا آخر تاریخوں میں غائب ہونا۔

آئے تب اماس کا اندھارا اتھا
جاتے تب پنم چاند سارا اتھا
(بڈن نامہ)

[الف _ اماس = سنسکرت (اماوسیا) ۔اماوس۔اندھیرے پاکھ کی آخری تاریخ۔
سندر نکھوں کو چندر نے دیکھیا و جھل ہوا تب اماس میں چھپ
(کلیاتِ شاہی)

ب _ اماس = اماوس۔تاریک رات۔]

امرِ دشوار = امرِ محال، کارِ سخت، مشکل کام۔

وہاں کی راہ تھی تلوار کی دھار
قدم رکھنا وہاں تھا امرِ دشوار　　(قصہ لال و گوہر)

امس = گرمی۔جوش۔ولولہ۔

اسی کام میں رھی بڈی یک برس
نہ تن میں رھیا کس، نہ دل میں امس
(رضوان شاہ و روح افزا۔الف)

[الف _ امس = جوش۔حوصلہ۔امنگ۔
(۱) تج روپ دیکھ پاتے ہیں چھت کے نین امس
(کلیاتِ محمد قلی قطب شاہ)
(۲) بول بول کوں چڑھے امس　(سیف الملوک بدیع الجمال)

ب _ امس = (۱) ہمت۔حوصلہ۔شوق۔ولولہ۔
شدت کی گرمی جس میں ہوا بند ہو۔حبس۔

(۲)　جوش ۔ ترنگ ۔ ولولہ ۔ حوصلہ ۔

د ۔ امس = گھمس ۔ حبس ۔ گھٹی ہوئی گرمی ۔ ا

انبیل = گنواری غذا ۔

مکئی یا جوار کا آٹا پانی میں گھول کر نمک ڈال کر پکاتے ہیں اور اسے پتلا پتلا حریرے کی طرح رکھتے ہیں ۔ یہ لفظ دکن میں اب بھی بولا جاتا ہے ۔

انبیل چھاچ کنکیاں کی تجھ لذتاں
تجھے کائیکو خاص کے نعمتاں
(مینا ستونتی ولورک)

انپڑانا = پہنچانا ۔

کمالت جو ہوئے سولئی جان توں
لجاتی ہے انپڑانے نقصان کوں　(علی نامہ ۔ الف)

[الف ۔ = انپڑانا (سنسکرت ۔ اپر) = پہنچانا ۔

(۱)　انپڑاؤں تج تیری ہوس　(نوسرہار)

(۲)　پچھتاوا بھوت آوے انپڑائے تیں سو تمنا　(دیوانِ ہاشمی)

(۳)　اے لوکاں تجے زیادہ انپڑائیں گے ۔

(شرح شرح تمہید عین القضاۃ)

ب ۔ انپڑانا = پہنچانا ۔]

ج ۔ انپڑنا = پہنچنا ۔ ہاتھ جانا ۔

د ۔ انپڑنا = (۱) پہنچنا ۔ (۲) پانا ۔]

انتظاری = انتظار ۔

عام قواعد کا قاعدہ یہ ہے کہ الف نکال کر ی لگائیں جبکہ دکنی کا ایک اور قاعدہ ہے کہ لفظ کے آگے ی لگا کر بھی مونث کی طرح استعمال کر لیتے ہیں حالانکہ وہاں ی ضروری نہیں ہوتا۔
دیر سے دیری

کہ ہے انتظاری اشد موت سوں
ڈرے نا تمن کیوں مری فوت سوں

(قصہ، سیاہ پوش)

اَنتی = کان کا ایک زیور۔

کئی انتیاں بالے آویزہ دار
لٹکتے تھے جس میں درِ شاہوار

(قصہ، نور جہاں بیگم)

[ب _ انتی = حلقہ، گوش۔ ایک قسم کا کان کا زیور
د _ انتی = کان میں پہننے کا عورتوں کا ایک زیور۔]

انجواں ڈھالنا = آنسو بہانا، رونا، اشک گرانا۔

اتھا کام ان کا اتھا جالنا
انکھیاں سوں گرم انجواں ڈھالنا

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

[الف _ انجھو ڈھالنا = آنسو بہانا۔
انجھو ڈھالتے کیتے لکھ (نوسرہار)
ب _ انجو = موتی۔]

اندھے کی لاٹھی = سہارا۔

ایک تھا اندھے کی لاٹھی سا مرا
بے طرح سے اس کو اب یہ گھُن لگا (بہارستانِ عشق)

یہ اصطلاح اب بھی دلی میں بولی جاتی ہے۔

[د _ اندھے کی لاٹھی = (۱) سہارا۔ آسرا۔ (۲) وہ لڑکا جو کئی لڑکوں میں بچا ہو۔
اکلوتا لڑکا۔ بڑھاپے کا سہارا۔]

اندیشو = سوچو۔ خیال کرو۔

فارسی کے مصدر۔ اندیشیدن میں تصرف کر کے اردو مصدر " اندیشنا "
بنایا اور اس سے بہت سے مشتق افعال ہوئے۔

عزیزاں یو دل میں اندیشو تمیں
قیامت کوں کیا جواب دیں گے ہمیں

(وفات نامہ حضرت فاطمہ)

اس قبیل کے اردو مصادر بہت سے ہیں۔ مثلاً
تحصیلنا۔ خطرانا۔ قبولنا۔ وغیرہ۔

[الف _ اندیشنا = سوچنا۔ غور کرنا۔

(۱) بہت بڑا کام اندیشا، بہوت بڑی فکر کریا۔ (سب رس)

(۲) کوئی آدمی اندیشتا ہے اپنے دل میں۔

(شرح شرح تمہید عین القضاۃ)

(۳) سونا جھارتل جا کے اندیشنا (گل دستہ)

ب _ اندیشنا = سوچ۔ فکر۔]

انگار = انگارے۔ آگ۔

پھر مجے انگار میں سٹ لے جا
ہائے کیا بولوں میں اپنا ماجرا

(قصہ،جہاہ)

یہ لفظ اب بھی حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔

[الف _ انگار = غصہ، غضب۔

بڑی انگار سوں جورو کو پیٹنے لگیا۔ (انوارِ سہیلی)

ب _ انگار = آگ۔ انگارہ۔

د _ انگار = چنگاری۔ آگ۔ انگارہ۔]

انگ بھرنا = سر پر آنا۔ کسی روح کے اثر سے جھومنا۔

یہ محاورہ آج بھی حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔

انگل بیڑا = دبسیلا۔ چھلا درہ۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔

ان مان = مضائقہ۔ تکلّف۔

تو اس بات میں تج کوں ان مان کیا
او آنے منے تج کوں نقصان کیا

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

پچھیں شاہزادا کیا شہہ کے تئیں
ہوئے ہم نمک اب تو انمان تئیں

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

[الف _ ان مان = بد گمان، اندیشہ، خیال۔

یو ان مان توں دل میں کچھ دھر نکو (قصہ، سلطان محمود غزنوی)

ب ۔ ان مان = (۱) خیال، گمان، اندیشہ، ارادہ ۔
(۲) تولنا، پیمائش کرنا ۔
(۳) ڈر، خوف، ناقابلِ قبول، بات کا احساس، وہ بات کہنا جو مانی نہیں جاسکتی۔
د ۔ ان مان = اٹکل ۔ گمان ۔ اندازہ ۔ قیاس ۔ نتیجہ ۔ پھل ۔]

انو = وہ ۔ وہ بہ معنیٰ شوہر ۔

اسمِ اشارہ ہے۔ عورتیں حیا کے مارے شوہر کا نام نہیں لیتیں اشارے سے کام نکالتی ہیں۔

انو ج ج بھی اسی طرح مستعمل ہے

بہوت جادو گراں رانڈاں وہاں ہے
انو چاکر رہے جاکر جہاں ہے
(قصہ، ملا)

[الف ۔ انو = وہ ۔ ان ۔ ان کے ۔ وہ ۔ ان
(۱) انو بھی نماز کرتے اپنی اپے (معراج العاشقین)
(۲) جنوں حق تے گزرے، انو ہیں کیا اچھے گا حد۔ (سب رس)]

انوہ = وہ ۔ جمع غائب کی ضمیر ہے ۔

اور دوسرا ٹولہ آئے پر ایمام سات انوہ کی تمام نماز پڑ کے اتحیات کے قعدہ میں تشہد کے جب ایمام بیٹھے جب تک مقتدیاں اپنی نماز اٹھ کو تمام کرے ___ (فقہ، محفوظ خانی)

اوارا = ناتواں ۔ نقیہ ۔

اول سوں تن رہا تھا ہو اوارا			ہوا تھا مار سیتی بارا بارا

اول سوں تن اوارا تھا شکستہ			ہوا تھا جور ماراں سات کشتہ

(قصہ ابو شحمہ ۔ الف)

اب اس کا ان معنوں میں استعمال نہیں رہا۔

[الف _ اوارا کرنا = تباہ کرنا ۔ پریشان کرنا ۔

کہیں دھاک سوں دل اوارا کریں (گلشنِ عشق)

ب _ اوارہ = آوارہ ۔]

اوتارے چڑھانا = ہندوانی قسم کے صدقے وغیرہ کرنا

گنوارہ سیرہ اور روٹی اوتارے

مراداں ماشاں کر کر چڑاوے

(فقہ محفوظ خانی)

صدقہ کرنا
جسم کے اطراف یا
سر کے اطراف گھما کر کسی
فقیر کو دینا یا پھینک دینا۔

اوجھلکار = چھلک ۔ ریزش ۔

اوچا (اچا) = اٹھا ۔ بلند کر ۔ اس کا مصدر اچانا ہے ۔

حسین و حسن کوں اچا پیار سوں

دھلا موں انوں کا بڑے لاڑ سوں

اونچا کر دکھانا یا لیا ہے۔

(وفات نامہ حضرت فاطمہؓ)

[ب _ اوچا = اوچا ۔ اونچا کر ۔ اٹھا ۔ اونچا ۔]

اوچانا (اچانا) = بلند کرنا ، اٹھانا ۔

علم عاشقی کا اچاؤں بلند
کروں آپنے دل کوں یک ٹھار بند

(رضوان شاہ و روح افزا ۔ الف)

[الف ۔ اوچانا = دوہوں باتوں لے اچاؤ (نوسرہار)
ب ۔ اوچانا = اٹھانا، زندہ کرنا، پیدا کرنا ۔]

اوڑ (اڑ) = اڑ کر ۔ چھین ۔

سجائی وہ ہاتھوں میں چوڑی کا جوڑ
کہ لیتا تھا عاشق کے دل کو جو اوڑ

(قصہ نور جہاں بیگم)

اوڑ = معمار ۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے ۔

[الف ۔ اوڑ = راج ۔ معمار ۔
ہنر مند نامی بلا ایسے اوڑ (یوسف زلیخا)]

اوڑاں = جمع اوڑ کی ۔ ایک قوم کا نام ۔ مزدور ۔ بندھانی ۔

جما کر کو اوڑوں بڑا یاں لوہار
لجا کر دکھائے او چشمے کنار

(رضوان شاہ و روح افزا ۔ الف)

اوڑی پڑ کو لینا = جلدی لینا ۔ بچا کر لینا ۔ جلدی سے چھین لینا ۔

یہ محاورہ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے ۔

اوساس (اساس) بھانا = آہ کرنا۔ ٹھنڈے سانس لینا۔

یو سن دائی گئی دوڑتی شاہ پاس
اسے دیکھ کر شاہ بھایا اساس

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

[الف ۔ اساس = آہ۔
(۱) سینہ چھیلے گیا ہے باؤ اساساں تھے پیا (کلیاتِ محمد قلی قطب شاہ)
(۲) گھری ایک آہ بھریا گھری اساس۔ (سب رس)
(۳) ایسے پھولاں اجھوں کسے نیں ملے سلگنے دل میں بھرے اساس۔ (سب رس)
ب ۔ اساس = آہ۔ ٹھنڈی سانس (اساساں: جمع)]

اوساط =

لم یک سو قصار ہے تا آخر قرآن
اوساط سورہ، بروج سو لم یک تا ہیں جاں

(فقہ ہندی۔ عبد امین)

اولِ سِن = ابتداءِ سن، نو عمری، کم سنی۔

اول سن ہور اول جوانی تیری
شہاں میں تری زندگانی تیری

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

آج بھی دیہاتاں میں مستعمل ہے۔ اُنے اولِ سِن سے ہیچ ہوماتی تھا۔

اول اب سن اور جوانی کے ساتھ نہیں بولا جاتا ہاں وقت کے ساتھ اب بھی برتا جاتا ہے۔

اونٹنا = کھولنا۔ پیچ و تاب کھانا۔ جلنا۔

یہ لفظ حیدرآباد میں آج کل بولا جاتا ہے۔ جیسے انوں کو اونٹنے سے دق ہو گئی۔ دلی میں اونٹنا، پانی اور دودھ وغیرہ کے جوش دینے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ جیسے فرخندہ جوشاندا خوب اونٹا۔

یہاں آغا صاحب نے مثال بلا دے دی ہے

[الف _ اونٹنا = ابلنا۔ گرم ہونا۔

اونٹنا، اونٹس ہونا، عینی کر دھا

(۱) سکل اونٹ پانی گیا جل ابھال (علی نامہ۔ ب)

ب _ اونٹنا = زور سے ابلنا۔ کھولنا۔ پکڑنا۔ لگانا۔]

ایتا = اتا۔ اتنا۔ اب۔

ثوابیاں کا بیاں اس کا اتا ہے

کھے جتنا زیادہ تو اتا ہے (وفات نام حضرت فاطمہؓ)

[الف _ ایتا (اتا) = اتنا۔ اس قدر۔ ذرا۔ اب۔ تک۔

(۱) کوئی نبی نہ پایا اے حرمت اتے چاواں ستی

(کلیاتِ محمد قلی قطب شاہ)

(۲) ایتا تھا جم ان پو پیار (نوسرہار)

(۳) تو اس سبب اس عید کوں سب جگ میں ایتا مان ہے

(کلیاتِ محمد قلی قطب شاہ)

(۴) ایک عشق اس کے ایتے رنگاں۔ (سب رس)

(۵) اتا کیا ہے رخصت سو فرہاؤ مجھ (قصہ بے نظیر)

ب _ ایتا = (اتا)۔ اب۔ اتنا۔ زیادہ۔ مزید۔]

ج _ اِتا = اتنا۔ اس قدر۔

○●○

ب

بابا = بیٹا۔ بچہ۔ فرزند۔

تب کہی میں نے کہ اے بابا میری
ہو گئی ہوں خار الفت میں تیری

(بہارستانِ عشق)

باٹ سار = راہ رو۔ مسافر۔

یا کوئی آ باٹ سار دُس کی طرف سوں
انو کی کچھ خبر بولیا ہے تج کوں

(قصہ ملا)

[الف ۔ باٹ سار = باٹ سارو، مسافر

(۱) ہمیں باٹ سار دشمن یاں رہے (قطب مشتری)

(۲) او دوسرا باٹ سارو بولیا (انوارِ سہیلی)

ب ۔ باٹ سار = باٹ سارو = مسافر۔]

باج = بغیر۔

غیر سوں تج باج گر ہوتا ہے کام

مت ڈرا اس کام سوں کس کوں مدام

(پند نامہ، حضرت لقمان)

نہ دیکھے پل جو شہہ زادوں کو سرتاج

نپٹ بے کل رھئی حسین کے باج

(شمائل نامہ، عشان)

[الف ـ باج = سوا ۔ بغیر ۔

(۱) اے تن جمالی جسم کے پردے کوں انپڑے باج
اس جمالِ الوہیت کے پردے ممکن الوجود کوں انپڑ سکے ۔

(معراج العاشقین)

(۲) باللہ لڑتیں مرتیں باج ہور کچھ نا ہیں اے سرتاج

(نوسرہار)

(۳) اپی (اپے) کیا اسے کیا علاج ، جیسا پڑے ویسا سوسے باج ۔

(سب رس)

ب ـ باج = بغیر ۔ سوا ۔ بہ جز ۔ علاوہ ۔ خراج ۔
ج ـ باج = باج ۔ بغیر ۔ بن ۔ حرفِ نفی ۔]

باد بارا = ہوا ۔ طوفان ۔

نہ تھی او ہرن مکر سارا تھا او

نہ جانے کی کیا باد بارا تھا او

(رضوان شاہ و روح افزا ۔ الف)

بار = دیر ۔

رکھیا مار نے اس کوں کیا بار ہے

دلے خونِ ناحق تو ہچ کار ہے

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

[الف ۔ بار = دیر۔ تاخیر۔

(۱) ترے در کنے میں کھڑا بار کا   کہ آسا تُہیں مجھ نرادھار کا

(معراج نامہ)

(۲) مج کو لاگی ایتی بار   (نوسرہار)

(۳) آدمی کے جنس کوں حق پر آتے کیا بار ہے۔   (سب رس)

ب ۔ بار = باری۔ خدا۔ بارگاہ۔ موقع۔ دشوار۔ دیر۔ زیادہ۔ پھل۔ کاروبار۔ لڑکی۔ بیٹی۔ دن۔ پانی۔ روک۔ بہار۔ دروازہ۔ چوکھٹ۔ دیوڑھی۔ تاخیر۔]

بارا = باد۔ ہوا۔ پون۔

جو بارا راک کوں پانی پو لایا

انا الحق جوششِ دریا میں بھایا   (منصور نامہ)

اول جا کے بارے کوں کیتا سلام

دیا جاب (جواب) بارا علیک السلام

(نور نامہ۔ احمد)

[الف ۔ بارا = ہوا۔

(۱) ماٹی میں بارا۔   (معراج العاشقین)

(۲) بھیا ہے منج طرف بارا مسیحا کے مگر دم کا

(دیوانِ عبداللہ قطب شاہ)

ب ۔ بارا = ہوا۔ باؤ۔ آندھی۔ لڑکا۔ بالا۔ کوئیں سے پانی کھینچنے کا چمڑے کا ڈول۔]

یہ لفظ دیہات میں بولا جاتا ہے

آغا صاحب کے گہرے مشاہدے کی دلالت کرتا ہے۔

بارکش =

لیا بارکش ہاٹ میں جھانکتا
پھرے ہو جنگل میں گورو ہانکتا

(مینا ستونتی دلورک)

[ب ـ بارکش = چرواہے کی لکڑی یا درانتی ۔]

بارہ بجانا = ناک چنے چبوانا ۔ حیران کرنا ۔ سزا دینا ۔

یہ محاورہ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے ۔ جیسے:
"ٹھہریو تو لونڈی تیرے کیسے بارہ بجاتی ہوں"۔

باریک = دبلا ۔ لاغر ۔

کئی دن چلے راہ مشکل مسیر
نظر آیا ناگہہ انھیں یک فقیر
تھا باریک جیسا خیالِ دقیق
بہ دقت نگہہ اس کی ہوتی رفیق
گئے اس کے پاس اور بعد از سلام
کہے اس کو اے پیرِ عالی مقام

(چندر بدن و مہیار)

[ب ـ بارک = باریک ۔ پتلی
بارکِ کمر = پتلی کمر ۔]

بازو بند گھومنا = بازو بند پھرنا۔

کہ باتوں منے بازو بند گھومتے
سیہ پھوندنے اس کے تل جھومتے

(قصۂ سیاہ پوش)

باسے = ڈالے۔ (اس کا مصدر بھانا ہے)

وہ سن ہوئے گا میرے آگے خجل
نہ باسے اسے روح افزا پو دل

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

[الف = باسنا۔ بسانا۔

جوں او ہمنا تیرے گھرتے بھار باسیا ہے تیوں توں اسے بھی اس کے گھرتے بھار گھال۔ (شمائل الاتقیا)]

باگرا = اُلمبا۔ (گلٹی)

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔

بالشت = تکیہ۔

پلنگاں پو بالشت تکیہ دھرے
ہر یک جائے خدمت کوں حوراں کھڑے

(نور نامہ۔ احمد)

[الف ـ بالشت = تکیہ۔

بچھا بوج نھیالی او بالشت ہوش (یوسف زلیخا)

د ـ بالش = تکیہ۔ مسند۔ سرہانہ۔]

بالو = ریت۔

وہاں کی خاک تھی دوزخ کی بالو
وہاں کی گرد تھی بانو کی دارو

(قصہ ءلال و گوہر)

[د ـ بالو = (۱) ریت۔ ریگ۔
بھٹے کے وہ ریشے جو داڑھی کی طرح ہوتے ہیں۔]

بامن (برہمن) کو دھوتی چاول دینا =
دکنی عورتوں کی توہم پرستی کی مثال ہے۔

بانچ آنا = بچ آنا۔

ملے یا نا ملے پھر تجھ کوں کھانا
اچنبا ہے سلامت بانچ آنا

(قصہ ءابو شحمہ۔ الف)

[الف ـ بانچنا = بچنا۔

(۱) طفل بچوں یوں بانچے جیو　　(نوسرہار)
(۲) نہائے توکیا بانچنے پاوے گا　　(سب رس)
(۳) توجیو بانچنے کا منجے دے سبق　　(سیف الملوک بدیع الجمال)

ب ـ بانچنا = بچنا۔ سمجھانا۔ خیال کرنا۔ پڑھنا۔]

بان دار = بندوقچی۔ بھالے بردار۔ عصا بردار۔

لیے تاشں کی بیرقیں بان دار
مثل با مثل صف بہ صف بے شمار (قصہ ، نور جہاں بیگم)

بائی = عورت ۔ بیوی ۔

کیا کہوں سودا ہے اس عورت کے تئیں
بائی کو ایسے نہیں دیکھا ہوں میں
(بہارستانِ عشق)

رانی میں بائی خاتون کے لیے اکثراً "استعمال ہوتا ہے۔ بائی = بیگم صاحبہ"

[الف ۔ بائی = عورت ۔
ملیاں خوش ہو ملیاں وو بایاں تمام (سیف الملوک بدیع الجمال)]

بٹ = باٹ ۔ روش ۔ طریقہ ۔

شہ پری نا پکڑتی یو بٹ
پری رخ کدی چھوڑتی نا یو ہٹ
(رضوان شاہ و روح افزا ۔ الف)

[الف ۔ بٹ = باٹ ۔ تس میں اس رات کے بٹ کوں دھریا پاسنگ کے بدل
(کلیاتِ شاہی)
ب ۔ بٹ = باٹ ۔ راستہ ۔ سڑک ۔ راہ ۔ تولنے کے پیمانے ۔]

بٹھال = (بٹھالنا مصدر سے امر کی صورت) ۔ بٹھا ۔

زلف کی زنجیر سوں اس کوں نکال
محل میں عشرت کے لے جا کر بٹھال
(قصہ ، دل و حسن)

بجر　=　ہیرا۔ سخت پتھر۔ بجلی۔

برس سوں ہے اس وضع جینا مرا
پھٹیا نئیں بجر کا یو سینا مرا

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

بجری میں پتھر کا رنگ ہے اور بجر بٹو میں بجلی کا اثر۔ یہ اب تک استعمال ہوتا ہے

[الف ـ بجر = پتھر۔ سخت۔

(۱) سچیں تو وہ بجر کا　سینا اس کا پتھر کا　(نوسرہار)

(۲) اگے بجر کے کلیجے والی اماں ذرہ کھڑے رہونا گے۔ (انوارِ سہیلی)

ب ـ بجر = سخت۔ فولاد۔ پتھر۔ سل۔ ہیرا۔ جواہر کڑا۔

اندر کا ہتھیار۔ بجلی۔ برق۔]

بجز　=　سوائے۔

تمن دیکھے بجز ہمنا نہیں چین
دسے اندکار تم بن ہم کوں دن رین

(شمائل نامہ۔ عثمان)

بجوڑنا　=　کوٹنا۔

رو نکو میّت اُپر سینہ بجوڑ
صبر کے صندوق کو اصلا نہ پھوڑ

(تنبیہ النسا)

[الف ـ بجوڑنا = پیٹنا، مارنا۔

غلام ہور بیٹی کو خوب بجوڑیا۔ (انوارِ سہیلی)

ب ـ بجوڑنا = پیٹنا، مارنا، روندنا۔]

بچارنا = کہنا۔

جاؤ تم ان سے بچارو اپنا غم
جن کو تم دنیا میں ملتے دم بہ دم

(تنبیہ النسا)

[الف ۔ بچار = رائے۔ خیال۔ صلاح۔ مشورہ۔

(۱) کیا راؤ پردھان اب کیا بچار (ابراہیم نامہ)

(۲) ایسیچ اچھے ہیں حضرت کے یار جنوسوں حضرت کرتے تھے بچار۔ (سب رس)

ب ۔ بچارنا = سوچنا۔ غور کرنا۔]

بچک = چمک۔ چونک۔ اچھل۔ (بچکنا مصدر سے ہے)

اچھلنے لگیا مثلِ مینڈک بچک
ملے اپنی داڑھی تو کودے چمک

بچکنا، سہم جانا

(اضرابِ سلطانی)

[ب ۔ بچک = ڈر کر۔]

بچگی = بچپنا۔ نادان پن۔

ابتدا سے قیس ہے شوہر مرا
بچگی سے دل ربا دل بر مرا

(بہارستانِ عشق)

بچھانا کرنا = صحبت کرنا۔ ہم بستر ہونا۔ سونا۔

نصیحت بھی اگر مانے نہیں تو
بچھانا ترک تب البت کرے او

(فقہ ء محفوظ خانی)

[الف ۔ بچھانا = بچھونا۔

(۱) بچھانا ہوا گھانگرا گھول سب (قطب مشتری)

(۲) دھگڑ کوں یکیلا بچھانے میں سٹ (طوطی نامہ)

(۳) جب رات کو بچھانے پو سو گیا۔ (انوارِ سہیلی)

ب ۔ بچھانا = بچھونا، بستر۔]

بختاں جلی = بد نصیب۔ کم بخت۔ سیاہ بخت۔ کرموں جلی۔

یا کوئی بختاں جلی اجڑی نے مل کر
رکھی ہے مجھ سوں ناحق سخت دل کر

(قصہ ء ملا)

[الف ۔ بختاں پھٹی = پھوٹے نصیب والی۔ بد بخت۔ منحوس

کتی ہوں۔ اتا سن یو بختاں پھٹی (من سمجھاون)

ب ۔ بختاں پھٹی = پھوٹے نصیب والی۔ بد بخت۔]

بدّا = پٹاؤ کا پتلا تختہ۔ بدّا بید سے بنا ہے (بید کی طرح کا)

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے: ہمارے ہاں ... بدّے ہارے لگے۔

"چھت کا یہ بدّا بودا ہو گیا ہے۔ نیا ڈلواؤ"

بدر = رقم۔

وہ عاجز پہ جھولی بدر اک نکال
طلب کا کیا اس جواں سے سوال
(قصہ ء نور جہاں بیگم)

[الف _ بدر = تھیلی۔
(۱) بھرے بدر سے شہہ جو دیے مال بھر (قطب مشتری)
(۲) سنیا سوچ تب کھول بدرا اپار
دیا گن کو دینار تب دس ہزار (؟)

بُدلا = برتن۔ کپّا۔

لیے کوئی گھیو کا سو بدلا وچا
لیے کوئی شہد اور شکر کوں وچا
(چوہے بلی نامہ)

یہ لفظ بادلہ کی دکنی شکل ہے۔ سنسکرت میں بادلہ کے معنی ہیں برتن، دیگچی، دیگ۔

[الف _ بدلا = کپّا۔
لیے کوئی گھیو کا سو بدلاؤ چا (قصہ ء موش و گربہ)

بُدھنی کرنا = کم عقلی کرنا۔ بے وقوفی کرنا۔

بیٹھا کر دھن کوں بولی ماں جنی ری
توں اپنی کر نکو یوں بُدھنی ری
(قصہ ء ملا)

[الف _ بُد = عقل۔
نا کر پوتا تو بُدسن (نوسرہار)
ب _ بُد = بدھ۔ بدھی۔ عقل۔ ہوش۔ تدبیر۔ تجویز۔

بُراس　=　برائی۔ بدی۔ خرابی۔ بگاڑ۔ ناراضگی۔ تکلیف۔

بس کہ اس حالت سے ہوئی اس کو براس

ہو گیا ہے سخت اس کا دل اداس

(بہارستانِ عشق)

یہ لفظ اب بھی حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:

"میرے میں مومانی ماں میں براس ہوجائے گی"

[الف ـ براس = برائی۔

بہت دل کے درمیان لاکر براس

(پنجۂ آفتاب)

ب ـ براس = بھڑاس۔ غصہ۔ برائی۔ رنجش۔

ج ـ براس = رنجش۔ بگاڑ۔]

برنجک　=　ایک قسم کا مہین کپڑا۔

برنجک کی کرتی وہ یک سرخ فام

حباب اور سلمہ کا تھا جس پہ کام

(قصہ نور جہاں بیگم)

بڑایاں مارنا　=　طعنے دینا۔ بولیا چبولیاں چھانٹنا۔

آوازے کسنا۔

نھنے کام میں کیا میں دوڑاؤں دل

کریں گیاں بڑایاں مار ساریاں خجل

و و

بڑبڑا = بلبلا۔ حباب۔

فلک بڑبڑا تس میں دنیا سو رنگ

فنا ہون، مارے یکس یک کے سنگ

(علی نامہ۔ الف)

[الف _ بڑبڑا = جو دستے اتھے بڑبڑے دورتے

(سیف الملوک و بدیع الجمال)

ب _ بڑبڑا = بلبلہ۔ حباب۔

ج _ بڑبڑا = بلبلہ۔ حباب۔]

بست = چیز۔ شے۔

کسے بست لینے کی طاقت نہیں　　سو اک شہر کا راجا آکر وہیں

پچھا کیا ہے قیمت؟ فقیر نے کہا　　کہ یو بست اروپ اہے بے بہا

(قصہ گلسری خاتونِ جنت)

یہ لفظ اب بھی دلی میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:

"کل سے کھیل کا دانہ بھی اڑکر منھ میں گیا ہو تو بری بست ہے۔"

"اپنی چیز بست آپ ہی سینت کر خوب رکھی جاتی ہے۔"

اس کا مطلب یہ ہے کہ دلی کی بولی ٹھولی کا اثر حیدرآباد کی زبان پر زیادہ ہے۔

[الف _ بست = (سنسکرت ۔ وستو) ۔ چیز۔ شے۔ ساز و سامان۔

(۱) کہ اس بست تھیں بات دھوئے جکوئے (کدم راؤ پدم راؤ)

(۲) دنیا میں ہمت بڑی بست۔ (سب رس)

(۳) نہ کی تج کوں بستاں سوں ہے کوچ کام (طوطی نامہ)

ب _ بست = شے۔ چیز۔

د _ بست = اسباب۔ اثاثہ۔ تنہا مستعمل نہیں۔ چیز بست کہتے ہیں۔]

بستار = شے۔ چیز۔

محبت سوں تجھ جگ کا بستار ہے
دو عالم کا نت گرم بازار ہے

(علی نامہ۔ الف)

[الف ۔ بستار = ساز و سامان۔

(۱) چولا کنگن کا عکس پڑ سارا کسنبا ہو رہیا
جب لال مخمل سب زمیں اوڑی جو لک بستار کا (علی نامہ۔ ب)

(۱) جوی ہور بازو بند ہت سر سو سب بستار چھوڑی ہوں (دیوانِ ہاشمی)

ب ۔ بستار = پھیلاؤ۔ وسعت۔ مجازاً۔ وسیع اور مفصل بیان۔
تفصیلی کیفیت۔ فراخی۔ ساز و سامان۔

د ۔ بستار = (۱) پھیلاؤ۔ کشادگی۔ (۲) بات کو بڑھا کر بیان کرنا۔]

بسرام کرنا = آرام کرنا۔ سونا۔

نہ کر بات کس تے نہ کچھ کام کر
وہیں جا بچھانے پو بسرام کر

(نور نامہ۔ احمد)

[الف ۔ بسرام = (سنسکرت ۔ وشرام) آرام۔ توقف۔

ہے جس دھن سوں بسرام و سنگرام داتا

(من سمجھاون)

ب ۔ بسرام = آرام۔ چین۔ سکھ

د ۔ بسرام = (۱) آرام۔ سکھ۔ چین۔ (۲) ٹھہراؤ۔ توقف۔]

بشارا   =   بشارت۔ آگاہی۔

یکایک علیؑ کوں بشارا ہوا

بڑا رن ہوا سو اشارا ہوا

(جنگ نامہء حنیف شاہ)

[الف _ بشارا = خواب۔

(۱)   یو کیسا بشارا میں دیکھوں سو جا

آج بھی بولا جاتا ہے۔

(قصہء گلسری خاتونِ جنتؑ۔ب)

(۲)   شکاری نے دیکھا بخارا منے

(قصہء گلسری خاتونِ جنتؑ۔ب)

(۳)   بشارا خدا کا ہوا ج اکل (قادر نامہ)]

بغدا   =   لنگوروں کا نر۔ لنگوروں کا سردار۔

یہ لفظ بیدر میں بولا جاتا ہے۔

دلّی میں بغدا قصائی کی بڑی چھری کو کہتے ہیں۔

حیدر آباد میں بغدی بچہ کہتے ہیں جس کے معنی بندر کا بچہ ہے۔

[د _ بغدا = قصابوں کا قیمہ کوٹنے کا چھرا۔]

بغل بلائی   =   گکرالی۔ ایک قسم کا پھوڑا جو بغل میں نکلتا ہے۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔

[د _ بغل بلائی = بغل کا پھوڑا۔ گکرالی۔ عورتوں کا خیال ہے کہ بغلی پھوڑے کو بلی چاٹ لے تو اچھا ہوجاتا ہے۔]

بقا ہونا = فنا ہونا۔ مرنا۔ گذرنا۔

بقا جیو شہزادے کا ہوا ہے
بھی افلاح اس قدم پر پڑموا ہے

(قصہ ابو شحمہ۔ الف)

اکثر الفاظ اپنے متضاد معنوں میں بولے جاتے ہیں۔ جیسے
"شمع معمور ہوئی" بہ معنی "شمع بجھ گئی"

راج کرنا بہ معنی اجڑنا۔ برباد ہونا۔ تباہ ہونا۔

صلواۃ سنانا بہ معنی گالیاں سنانا۔

بھوگ دینا = گالیاں دینا۔

مشکل آسان کرنا۔ بہ معنی مار ڈالنا۔ وغیرہ وغیرہ۔

بِکٹ = مشکل۔ سخت۔ ٹیڑھا۔

پڑیا ہے نہیں کس منے تاب جنگ
بکٹ ہے لڑائیِ توپ و تفنگ

(اضراب سلطانی)

[الف _ بکٹ = (سنسکرت۔ وکرت) ٹیڑھا۔ مشکل۔ سخت۔

(۱) بکٹ فن ہے آسان تج شہ اگل (گلشنِ عشق)

(۲) بکٹ بھیں پو پڑنا سو یو دکھ کہا (رضوان شاہ روح افزا۔ ب)

(۳) آپ واحد ہی یکٹ دیکھ قدرت کیا بکٹ

(حجت البقا)

(۴) اسے بکٹ ایک قفل پڑیا تھا۔ (انوارِ سہیلی)

ب _ بکٹ = سخت، کھٹن، مشکل۔]

د _ بکٹ = (۱) خوف ناک۔ ڈراؤنا۔ (۲) مشکل۔ کٹھن۔

(۳) انگ کا مھند۔ فوجی دستہ۔ گارڈ۔]

بکوا لگانا = بکواس لگانا، بک بک کرنا۔

بولی سن کے اس کو چل نکل

کیا لگائی ہیں گی بکوا بے محل

(بہارستانِ عشق)

یہ لفظ اب بھی حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:

"ابا با با کیا بکوا لگایا ہے"

[الف _ بکوا = بکواس۔

(۱) زبان اپنی بکوے سے خاموش کی (پنجۂ آفتاب)

(۲) ہمارا بکوا ہور بڑبڑانا پادشاہوں کے سننے کے لائق اچھے۔

(انوارِ سہیلی)

ب _ بکوا = بکواس۔]

ج _ بکوا = بکواس۔ بکبک۔

د _ بکوا = بکواس۔ بک بک۔ جھک جھک۔ فضول باتیں۔]

بگ دھریاں لینا = آڑے ہاتھوں لینا۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:

"میں خوب بگ دھریاں لیا"

بگل = ایک قسم کا قرنا۔

عقب ان کے طنبور اور بانسری
بگل اور رم ڈھول جھانجیں کئی
(قصہ، نور جہاں بیگم)

یہ لفظ انگریزی ہے انشا نے بھی استعمال کیا ہے۔

[د _ بگل = (انگریزی۔ Bugle کا مورد = قرنا۔ ترم۔ نرسنگا۔]

بلالہ = بلّلہ۔ بے وقوف۔ دیوانہ۔ سودائی۔ سڑی۔ پگلا۔

انگے دھس بیٹھ جا دیکھی دلالہ
دکھیا اس روز کا ملّا بلالہ (قصہ، ملّا)

بلکنا = بلبلانا

بلکتا ہوں اس دک ستی تلپکا
(ابلیس نامہ)

یہ لفظ اب سہارا ڈھونڈنا۔ آسرن لینا۔ اڑتلا پکڑنا۔ کے معنوں میں حیدر آباد میں بولا جاتا ہے لیکن دلی میں اب تک وہی قدیم معنی ہیں۔ "مجھے شیخ علی بلکتا ہے"

[الف _ بلکنا۔ بلگنا = تڑپنا۔ رونا۔ گریہ وزاری کرنا۔

(۱) گلے میں کھینچ لانے میں اتا بلکوں نکو مجھ کوں (دیوانِ ہاشمی)
(۲) درو ابلکو نکو مجھ کوں مری پشواز پھاٹے گی (دیوانِ ہاشمی)
(۳) بھڑک آتش فلک کے چھت کوں بلکی (فیضِ عام)

ب ۔ بلکنا = بے حد آرزو مند ہونا ۔ کسی چیز کے لیے بے تاب ہونا ۔
تڑپنا ۔ سسکیاں لینا ۔

د ۔ بلکنا = (۱) رونا ۔ بلبلانا (۲) بے قرار ہونا ۔ (۳) بے تاب ہونا ۔]

بمڑی مارنا ۔ بومڑی مارنا = غل و شور کرنا ۔ واویلا کرنا ۔

پھر مجالس میں دیکھو پگڑی پٹک
مارتے بمڑی جو غیرت کو جھٹک

(تنبیہہ النسا)

[الف ۔ بومڑی = چیخ ۔ پکار ۔

(۱) پادشاہ بمڑی اٹھایا ۔ (انوار سہیلی)

(۲) اسی بھانتوں سرب بنگاہ و بازار
تنگ نہائے ہر یک تن بومڑیاں مار (اسرارِ عشق)

ب ۔ بومڑی = شور ۔ واویلا ۔]

بُن بُن = بند بند ۔ جوڑ جوڑ ۔ اعضا اعضا ۔ بوٹی بوٹی ۔

تھرکنے جب لگے شادی میں بن بن
بجانے نیاز سوں گھنگروکوں چھن چھن

(قصہ ، لال و گوہر)

یہ لفظ دلی میں اب تک بولا جاتا ہے ۔ جیسے : " کھڑی تو رہ لنکا لیری وہ پکڑوا کے نہ جوتیاں لگوائی ہوں کہ تو بھی کدھی کو یاد کرے ۔ وہ سائیسوں سے بندھوا کے پٹواؤں شاکہ بن بن ڈھیلے ہوجائیں ۔ "

بُنبی = ناف۔

دکالی اور ڈرانی ہونٹ لنبے　　　جو ہوٹاں نیچے بنبی کے جو لٹکے

(فقہ، محفوظ خانی)

[الف ـ بونبی = ناف۔

(۱) بونبی کھل رہی تھی سو جیوں او کھلی　　(سیف الملوک بدیع الجمال)

(۲) ہور نظر کرنا ہر یک مرد عورت کی بونبی تھی گڑگی لگ　(شمایل الاتقیا)

ب ـ بنبی۔ بمبی = ناف۔ خرمن۔

ج ـ بنبی = بنبی۔ ناف۔]

بنتی = وہ جگہ جہاں اناج کاٹ کر روندنے اور دانا بھوسے سے الگ کرنے کی غرض سے ڈالا جاتا ہے۔

یہ لفظ حیدرآباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:

"کھانے میں بنتی کی مٹھی دستی ہے"

بُند = بند۔ قطرہ۔

زباں سوں پڑی بند کتک سن
سو تسبیحاں ان تے ہوئے چوکدن

(نور نامہ۔ عنایت شاہ)

[الف ـ بند = بوند۔

(۱) بند مہندی کے باتاں منے گل لال جیوں پاتاں منے

(کلیاتِ محمد قلی قطب شاہ)

(۲)　دریا ایک بند تے آلائش نہیں پاتا۔　(سب رس)

ب ـ بند = قطرہ۔ بوند۔]

بند خانہ　=　بندی خانہ۔ قید خانہ۔ زندان۔

جکوئی تجھ نیہہ کے بند خانے پڑے گا
کرم سوں تجھ تخت پر او چڑے گا

(قصہ ابو شحمہ۔ الف)

دلی میں بندی خانہ اب تک کہتے ہیں۔ جیسے: "اس گھرانے کا کیا پوچھنا۔ گھر بندی خانہ گھر والی قیدی دان۔"

[الف ـ بندی خانہ = قید خانہ۔

(۱)　جو سریا پانی ہور دانہ تو دیچ ہوا بندی خانہ۔　(سب رس)

(۲)　اس کے یاراں بندی خانے میں چھٹ جاویں۔　(انوارِ سہیلی)

[ب ـ بندی خانہ = قید خانہ]

بندوا　=　غلام۔ بندہ۔ بندھوا۔

نسل در نسل ہم دل و جان سے
تمھارے ہو بندوے یہ احسان سے

(اضرابِ سلطانی)

یہ لفظ اب بھی دلی میں بولا جاتا ہے۔

بندوا بندے سے مشتق ہو سکتا ہے۔ بندھا دالوں نے بندھوا بنالیا۔ جو باندھا ہوا سے قریب ہے

[الف ـ بندھوا = بندوا۔ غلام۔

مجھے جیسے لگوں اپنا بندھوا کرلے۔　(انوار سہیلی)

د ـ بندھوا = (۱) بندھا ہوا۔ قیدی۔ اسیر۔ (۲) پابند۔ غلام۔ خدمت گار۔]

بندوق = تفنگ۔

چڑائے اگر شاہ سِنے پر بندوق
پھٹے اک ہرن کے سِنے کا صندوق

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

د ۔ بندوق = (۱) گولی۔ (۲) وہ لوہے کی نلی جس میں بارود بھر کر چھوڑتے ہیں ۔

تفنگ۔ جمع بنادیق۔]

بندوں بند = بند بند۔ اعضا اعضا۔ بوٹی بوٹی۔ جوڑ جوڑ۔

سیاہ ناگ چوٹی کمر زرزری
بندوں بند میں ناز غمزے بھری

(قصہ ، سیاہ پوش)

بنڈا = پتھر۔ ڈھیلا۔ چٹان۔

پہاڑاں ہو کو بنڈے کے سری کے
اڑیں گے چھوڑ پایا دھرتری کے

(فقہ ، محفوظ خانی)

یہ لفظ اب بھی حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔

[الف ۔ بنڈا = پتھر۔ چٹان۔

(۱) بلند ایک بنڈا پڑا داں نظر (قطب مشتری)
(۲) رکھے سب کنگوریاں میں بنڈے اٹل (علی نامہ۔ ب)

(۳) اتارا ہولیا بنڈا اچا کر (مخزنِ عشق)

(۴) ایک بنڈا گوپن میں رکھ کر ماریا (انوار سہیلی)

ب ـ بنڈا = پتھر۔ چٹان۔ پہاڑ۔ نہایت سخت۔ بھاری۔

ج ـ بنڈا = سنگ۔ بھاری۔ بوجھل: نہایت سخت۔]

= بنڈا پتھر جو آسانی سے پھینکا جا سکے۔

بن واسی = بن باسی۔ صحرا نشین۔

تھا بن واسی وہاں دن رات قائم
وہاں جھکڑ سدا، آندھی تھی دائم

(قصہ ء لال و گوہر)

[الف ـ بن واس = بن باس۔

(۱) ڈونگری دو کھوں بن واس لاگر (نوسر ہار)

(۲) پھرے پیٹ سوں باندھ بن واس او (طوطی نامہ)

ب ـ بن واس (دن واس) = بن باس۔ جلاوطنی۔ جنگل میں رہنا۔]

بوٹ (موٹ) = کتارا۔ کٹارا۔

نُچھجے پر تے ہم کوں نظر آئی بوٹ
دیکھے سوچ بیراں ہوئے لوٹ پوٹ

(بڈن نامہ)

[ب ـ بوٹ۔ بونٹ = انگی۔ انگل کی پور۔ املی۔ کٹارا۔

ج ـ بوٹ = املی کا پھل۔ کٹارا۔]

بوزہ = ایک قسم کا نشہ ہے۔

نہ پندا اور بوزے کو چھیو تم

(فقہ محفوظ خانی)

[ب _ بوزا۔ بوزہ = جو، چاول یا کسی اور غلہ سے بنائی ہوئی شراب۔

ج _ بوزا۔ بوزہ = ایک قسم کی شراب جو چنے، جو اور چاول وغیرہ کے شیرے سے بنتی ہے۔]

بونتا = گدڑی۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:

"اپنے پاس تو بونتا بھی نہیں"، "بوتتے سلاہتے ماں بوتتے"

بوتتے والی = درزن۔ گدڑی گانٹھنے والی۔ سینے والی۔

یہ غیر ہندوؤں کی ایک ذات ہے جو گلی کوچوں میں آواز لگاتے پھرتے ہیں اور پھٹے پرانے لحاف، بالاپوش، توشک وغیرہ سیتے ہیں۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے

"بوتتے والی کو بلاؤ"

بہوں = بہتوں (بہت کی جمع)

بہوں کا سمجھ تھک رھیا ہے یہاں

کہ یک بڑ بڑے میں لبسا یا جہاں

(علی نامہ۔ الف)

[الف _ بھو = بہت۔

(۱) جیوں کی یک آگ بھو روپ (کلمۃ الحقائق)

(۲)　ملحد سو بھو رنگوں سو نہ لکھیں لیکھائیک　(خوش نامہ)

(۳)　بھو شوق سیتی آکر سٹ دشٹ تن یک اوپر

(کلیاتِ محمد قلی قطب شاہ)

ب _ بھو = بہت۔ کثیر۔ زیادہ۔]

بہیلی =

صفی پیر میرا بہیلی ہے　　خدا ہے ہور محمد ہور علی ہے

(قصہء ملا)

[الف _ بھیلا = گھلا ملا ہونا۔ آمیزش۔

ملیا سب عاشقاں کا پاس میلا

ہوے معشوق سو یک رنگ بھیلا　(اسرارِ عشق)]

بھا = ڈال

پلنگ کے اپر اوندھا منھ اپنا بھا

پڑیا تھا خجالت سوں سد کوں گنوا

(اضرابِ سلطانی)

[ب _ بھا = ہو۔ بھائی۔]

بھانا = ڈالنا۔ پھینکنا۔ نکالنا۔

اگر شاہزادی جو یہاں آئے گی

کری داس یا بھار تجھ بھائے گی

(مینا ستونتی دلورک)

بڈی کوں ہوا جیوں درونا جلائے
کہ جیوں روئی میں تیل بھا آگ لائے
تو دیساں کوں غفلت منے بھاؤں گی
ترے سامنے لاکو دکھلاؤں گی

(رضوان شاہ و روح افزا ۔ الف)

[الف ۔ بھانا = ڈالنا ۔

(۱) اس اندیشے مجھ بھایا (نو سرہار)

(۲) نبیؐ دولت تھے عالم کوں مرا بھایا برس گانٹھ

(کلیاتِ محمد قلی قطب شاہ)

(۳) اگر منگیا ہے رن میں گھوڑا بھانے تو شراب پی ۔ (سب رس)

ب ۔ بھانا = ڈالنا ۔ پھینکنا ۔ ہونا ۔ گرانا ۔ اچھا لگنا ۔ پسند آنا ۔
بھانا ۔ دریا برد کرنا ۔ بہانا]

بھپکا = سماوار ۔

اس میں صرف نہانے وغیرہ کی ضرورت کے لیے پانی گرم کیا جاتا ہے ۔ یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے ۔ اور سماوار صرف چاء گرم کرنے کے برتن کے لیے استعمال کرتے ہیں ۔ دلی پیاری میں بھپکا اس آلے کو کہتے ہیں جس کے ذریعے سے عطار، عرق کشید کرتے ہیں ۔

بھپکی دینا = دھوکا دینا ۔

یہ محاورہ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے ۔ جیسے
"یہ آپ ہم کو بھپکی دے رہے ہیں"

دلی میں اس کے دوسرے معنی ہیں۔ جس میں ظاہری ڈرانا دھمکانا پایا جائے لیکن وہ دھمکی بزدلی پر مبنی ہو۔ کہ ذرا سے مقابلے اور جواب دینے پر دھمکی دینے والا فرار ہو جائے۔ اسی لیے گیدڑ بھپکیاں مشہور محاورہ ہے۔

[د ـ بھبکی۔ بھپکی = گھرکی ۔ دھمکی

بھبکی دینا = غصے کی شکل بنا کر ڈرانا۔ دھمکانا۔]

یہ محاورہ شمالی ہند میں رائج ہے۔

بھرّاٹا = زور۔ شدت۔ (بھڑکیلا)

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے

"کیا بھراٹے کا عطر لگایا ہے"، "کیا بھراٹے کے کپڑے پہنے ہیں"

بھرم = اعتبار۔ اعتماد۔ ساکھ۔

عجب کچھ تو کٹنی اہے بے شرم
نہ رکھتی بھرم اور لیتی شرم

یہ لفظ دلی میں اب بھی بولا جاتا ہے۔

[د ـ بھرم = ساکھ۔ اعتبار۔ دھوکا۔ ناموری۔ راز۔ بھید۔]

بھڑکل = کیواڑ۔

ٹوٹیاں بھڑ کل قلعہ کا ہو شکستہ
چلیا پھر ذوق کا راوت کھمستا (قصہ ابو شحمہ۔ الف)

[الف ـ بھڑکل = بڑا دروازہ یا پھاٹک۔

(۱) بندیا سوا وہمت کا بھڑکل اٹل (یوسف زلیخا)

(۲) لیے بات میں پاٹ بھڑکل کا توڑ (کلیاتِ شاہی)

(۳) پھرا گرزار یا سو بھڑکل اوپر (جنگ نامہ۔ سیوک)

ب ۔ بھڑکل = قلعہ کا بڑا دروازہ جس پر لوہے کی برچھیاں لگی ہوتی تھیں، تاکہ ہاتھی ان سے ٹکرائیں تو زخمی ہوجائیں، پھاٹک، دروازہ، کلان جلن ۔]

بھسکارنا = پھنکارنا

آج بھی مستعمل ہے

ڈھگاراں انگاراں کی جوں ڈونگراں
جو بھسکارتے جوش بھرا اجگراں

(نور نامہ۔ عنایت شاہ)

[الف ۔ بھسکارنا = پھنکارنا۔

(۱) پڑے اس پہ بھسکارتے اجگراں (سیف الملوک بدیع الجمال)

ب ۔ بھسکاری = پھنکار۔]

بھنڈار = خزانہ

مجدو کر اب عہد و پیماں قسم
مکرر بھی دے بیل بھنڈار ہم

(اضرابِ سلطانی)

[الف ۔ بھنڈاری = خزانے کا مالک۔ خزانچی۔

دے گانہ دے گا کیوں کھوں بالم تو بھنڈاری ہوا (کلیاتِ بحری)

ب ۔ بھنڈار = وہ جگہ جہاں گھر کا سامان رکھا جاتا ہے۔ خزانہ۔ ذخیرہ۔ مجازاً شراب خانہ کو بھی کہتے ہیں۔ کوٹھا۔ گودام۔ حوض۔

د ۔ بھنڈار = گودام۔ ذخیرہ۔ اسٹور۔]

بھوخ = سوراخ۔ آندھرا

یہ لفظ حیدر آباد میں بولا جاتا ہے اور زیادہ تر مدراسیوں کی زبان پر ہے۔

جیسے: "مت بھا انگلی بیچ بھوخ بچھواں کے"

[ج _ بھوخ = سوراخ۔ روزن۔ چھید۔]

بھومان = شان۔ شکوہ۔ دبدبہ۔

روانہ ہوئے ساز سامان تے

چلے بادشاہی کے بھومان تے　　بھُومان / بھو مان　کروفر

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

[الف _ بھومان = بہت عزت۔

شاہاں منے بھومان تھے　　　کرتا بڑائی جان تھے

(کلیاتِ قلی قطب شاہ)

ب _ بھومان = بڑی عزت۔]

بھوند لانا = پھانس لانا۔

یو مینا تو گوال کی نار ہے

اسے بھوند لانا تو کیا بار ہے

(مینا ستونتی ولورک)

[الف _ بھوند لیانا = بہلا پھسلا کر لانا۔ فریب دے کر لانا۔

اسے بھوند لیانا تو کیا بار ہے　　(مینا ستونتی)

ب _ بھوند لانا = بہلا پھسلا کر لانا۔ فریب دے کر لانا۔]

بھوندنا = پھانسنا۔ پھسلانا۔ فریب دینا۔

بڑی شہہ کوں بھوندی بہوت چھند سوں
ملائم ہوا شاہ اس پند سوں

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

پریاں بھوند تیاں بھوت انسان کوں
رجاتیاں ہیں کتیں خوب دیک جان کوں

[الف _ بھوندنا = فریب دینا۔

(۱) بھونڈواں کے بھوندنے پونکو جا۔ (انوارِ سہیلی)

ب _ بھوندنا = فریب دینا۔]

بھونڈا نصیب = برا نصیب۔ بدنصیب

میں نا دیکھا اس کو ہوا یوں غریب
کسی کو نہ ہوں ایسے بھونڈے نصیب

بری صورت بھونڈی صورت

(چندر بدن و مہیار)

دلی میں بھونڈی صورت کہتے ہیں۔ بھونڈا نصیب نہیں کہتے۔

[الف _ بھونڈا = بد بخت۔ بد قسمت۔

طمع بخت سے چھین بھونڈا کرے (علی نامہ۔ ب)]

بھویاں = جمع بھوئی کی بہ معنی کہار۔

سو جاندی (کیں) کنارے کنارے
سندر کی پالکی بھویاں اتارے (قصہ، ملا)

یہ لفظ اب بھی حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:

"اودئی ماں انو کا ہے کو ہماری سگاوت میں ہوتے ۔
انو تو بھوئینی کے پیٹ کے ہیں ۔"

[الف _ بھوئی = کہار ۔

پیچھے بیٹی اور ماں ہوئے ہیں سوار
لے آ بھویاں گھر میں دیے ہیں اتار

(پنجۂ آفتاب)

بھوئینّیارا (بھوئیں یارا) = **سرنگ ۔ زمین دوز راستہ ۔**

یہ لفظ آج کل حیدرآباد میں بولا جاتا ہے ۔

[الف _ بھوئینّیارا ۔ بھنوار = غار ۔ کھو ۔ گپھا ۔ تہ خانہ ۔

(۱) بھوئینّارے کا گھر دھونڈ کر پھوڑنا　　　(علی نامہ ۔ ب)

(۲) دہلیز ۔ صوفے ۔ کوٹھریاں ۔ مھاڑیاں ۔ بھنّوارا کا ہیکو

(دیوانِ ہاشمی)]

دکنی میں بھوئیں (بھئیں) کے معنی زمین کے ہیں ۔ اسی سے بھوئینارا بنا ہوگا

بھی = اور ۔

تداں تے شکاراں میں گزرا ستا
بھی کس بات کا ہوش نئیں جاتا

(رضوان شاہ و روح افزا ۔ الف)

[الف _ بھی = پھر ۔

(۱) تو بیچ بھی ناپید کرے　(نوسرہار)

(۲) بھی شکر کرن مجکوں تو توفیق نوا بخش　(کلیاتِ محمد قلی قطب شاہ)

(۳) کر تو نیکی بھی پانپ مت کر رے ۔　(انوارِ سہیلی)

ب _ بھی = فن ۔ پھر ۔ اور ۔

د _ بھی = نیز ۔ اور ۔ علاوہ ۔ زیادہ ۔]

بھیاؤ　=　بیاہ۔ شادی۔

کیا بھیاؤ میمونہ سوں جشن کر
اسے ہو کو آیا کرے سو ہنر

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

[الف _ بھیاؤ = بیاہ۔ شادی۔

(۱)　یدی دیتی ہوں بھیاؤ کر دونوں کوں　(قطب مشتری)

(۲)　انو دونو کا بھیاؤ ہوا۔　(سب رس)

(۳)　رنگا رنگ یو داستاں بھیاؤ کی　(قصہ، گلبدن)

ب _ بھیاؤ = بیاہ۔]

بھیترال　=　اندر۔

محی الدین کی دھاک سوں جا و جال
رہا نھاس کرا و زمین بھیترال

(محی الدین نامہ)

بیاز خورا　=　سود خوار

تیرے بزرگ گانجہ کش، سیندی خور
تھے شرابی، بیاز خورے، مال چور

(تنبیہہ النسا)

بتیا　=　گزرا۔ اس کا مصدر بیتنا ہے
اس کے دیگر مشتقات دلی میں اب تک مروج ہیں۔ جیسے:

"جو بیتنی تھی سو بیت گئی۔ دوہرانا اور رونا برابر ہے۔

کہا دل میں برا میں کس کا چیتا

جو میرے سر پر ایسا وقت بیتا　　　(قصہء لال و گوہر)

بیٹنا = پھینکنا۔ خرچنا۔ بہانا۔ لڑھانا

منہیات سب وضو کے جملہ چھے پہچان

پانی زیادہ بیٹنا اور اسراف پہچان

تین بار سو اگلے پانی بہت نہ بیٹ

استنجے میں بول مت عورت اپ نڈیٹ

(فقہء ہندی۔ عبدوامین)

بید = ایک قوم۔ حکیم۔ وید

(اضرابِ سلطانی)

[ب _ وید = طبیب۔ کتاب۔ علم۔

د _ بید = وید۔ طبیب۔]

بیزار آجانا یا ہوجانا = بتنگ آجانا۔ پریشان ہوجانا۔

یہ محاورہ حیدر آباد میں آج کل بولا جاتا ہے۔ جیسے: "میں تار کرتے کرتے بیزار آگیا"، "بھائی آپ کی راہ دیکھتے دیکھتے بیزار ہوگئی"۔

دلی میں بیزار ہوجانا یا بیزار ہونا۔ متفرق ہوجانا یا متفرق ہونا کے معنوں میں بولا جاتا ہے۔ ان کا جائے استعمال حیدر آبادی اردو سے قدرے جدا

ہے۔ جیسے "اچھی بیٹی آخر میری صورت سے کیوں بیزار ہے۔"
"تمھاری اس دن کی حرکت سے تمھارے نام سے بیزار ہو گئی ہوں۔"

بے صبرا مردہ کفن پھاڑ کے بھیک مانگے

(بے صبرا مردہ کفن پھاڑ کے نکلا)

یہ کہاوت بھی آج کل حیدر آباد میں بولی جاتی ہے۔
بے صبری کے موقع پر بولی جاتی ہے۔

بے کڑ　=　ظالم۔ بے درد۔ کٹر۔ بے رحم۔

کہاں لگ وہ جھجکتا اچھے تج کوں ڈر
کہاں لگ صبوری اری بے کڑ

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

[الف ـ بے کُڑ = (س۔ کٹھور) بے رحم۔ سنگ دل۔ کٹر۔
(۱) سخت بے کڑ، وہ آدمی تیں پھتر۔ (سب رس)
(۲) بڑا بے کڑ اس میں خوبائی تیں (قطب مشتری)
(۳) کہ اسے بے کڑ دھن اور راداں ہوں میں (طوطی نامہ)
[ب ـ بے کڑ = بے رحم۔ ظالم۔ بے مروت۔]

بیگا بیگ　=　مارا مار۔ جلدی جلدی۔ لگاتار۔

ضرب پر ضرب بیگا بیگ مارے
اڑیں ہر ضرب میں لھو کے فوارے　(قصہ ابو شحمہ)

[ب ـ بیگ = جلد۔ تیزی سے۔]

بیگی = جلدی

گئی بیگی دوتی نے اس یار پاس
کیا تھا جنے اس سہیلی کی آس

(بینا ستونتی دلورک)

مھارا جوبن بیتو جائے باویلا بیگی آلیورے (مانڈ)

[الف _ بیگی = جلدی۔ عجلت۔

(۱) یو دو باتاں نہیں آتیاں ایک بیگی دوسری غرور‌ی۔ (سب رس)

(۲) بیگی میں بھوت خرابی ہے۔ (انوارِ سہیلی)

ب _ بیگی = جلدی۔ عجلت۔ روانی۔ زور سے۔ شتابی۔

ج _ بیگی = جلدی۔ شتابی۔]

○●○

پ

پاتابہ = جراب ۔ موزہ ۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے ۔ جیسے :

" منجھلے صاحب کے کارخانے کے پاتابے بہت خوش رنگ ہوتے ہیں "

" یہ پاتابہ منجھلے صاحب کے کارخانے کا ہے " ۔

پاترنی = تیتری ۔

ایک قسم کا خوب صورت پردار کیڑا جو پھولوں کا رس چوستا ، اڑتا رہتا ہے ۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے ۔ جیسے :

" پھول پر پاترنی بیٹھی ہے ۔ "

[ب ـ پاترنی = تتلی ۔ بھنبیری ۔

ج ـ پاترنی = تیتری ۔ تتلی ۔ بھنبیری ۔]

پاٹ = مال ۔ پٹاخا ۔ معشوق

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے ۔ جیسے :

" کیا پاٹ ہے ۔ "

پاچ (پاچہ) = زمرد۔ پناّ۔

فلک ساتواں پانچ سوں ہے ہریا
اسی بھانت سوں حق نے پیدا کیا
(نور نامہ۔ احمد)

ششم پاچ کی ہور ہفتم اتن
یو تحقیق کر جان اے ذوالمنن
(نور نامہ۔ احمد)

بھی سیدھی لبغل تے پڑی بوند پانچ
ہوا بوند اوّل ستے سبز پاچ
(نور نامہ۔ احمد)

انکھیاں اس کی یاقوت، سُناّ بدن
کھراں پاچ، دم لعل، سینا کندن
(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

[الف ۔ پاچ = زمرد۔

(۱) ہرے جھاڑاں جو بارے ہو پتاں پاچے طبق لے بھر
(کلیاتِ محمد قلی قطب شاہ)

(۲) بہا ایک تیں کاچ ہور پاچ کوں (قطب مشتری)

(۳) جوں پاچ میں کاچ۔ (سب رس)

ب ۔ پاچ = زمرد۔ ہیرا۔ مکڑی کا جالا۔]

د ۔ پاچ = (۱) زمرد (۲) شیشہ۔ کانچ (۳) مکڑی کا جالا۔]

پاگا = فوج کی ایک قسم۔ فوجِ خاص۔

سواراں د پیادے د پاگا تمام
دونو صف میں دے ان کو بھی انتظام

(اضرابِ سلطانی)

حیدرآباد میں پائیگاہ کی فوج اب سے کچھ مدت پیش تر تک تھی۔ اب صرف پائیگاہ رہ گئی اور اس کی فوج ندارد ہوئی۔

[الف ۔ پاگاہ = اصطبل۔

(۱) اتھے گھوڑے پاگاہ میں تولاک اسے

(سیف الملوک بدیع الجمال)

ب ۔ پائے گاہ = پائیگاہ۔ اصطبل۔

د ۔ پائے گا۔ پائیگہ = (۱) مرتبہ (۲) طویلہ۔ اصطبل (۳) کچہری۔ اجلاس۔

(۱) چھوٹی ریاست۔]

پال = ایک قسم کا دو چوبی خیمہ

نہیں پال د ڈیرے جو برپا کریں
رہے آپ کی پھر کے سو کیا کیا کریں

(اضرابِ سلطانی)

[الف ۔ پال = ڈیرا۔ سائبان۔ مینڈھ۔ چھوٹی دیوار۔

(۱) یک پال میں نو فلک بسے کیوں (من لگن)

(۲) حوض کی پال ٹوٹے تو یکایک بندھی جاتی ہے۔ (سب رس)

ب ۔ پال = (۱) ٹہنی۔ ڈالی۔ شاخ۔ (۲) مینڈ۔ کنگرہ۔ بند۔ باڑھ۔ کنارہ۔ ڈیرا۔ چھولداری۔ حفاظت۔ سرپرست۔ پالن ہار۔ محافظ۔ سائبان۔ منڈیر۔ چھوٹی سی دیوار جسے حوض کے چاروں طرف بنا دیتے ہیں۔

د ۔ پال =(۱) چھوٹا خیمہ (۲) بادبان۔ پتوار۔ کشتی کا پردہ (۳) پشتہ۔ بند۔]

پالی کر = معزز سپاہی ۔ پہلوان

سبھی پہلواں ناداراں پڑے

جتے پالیکر کامگاراں جھڑے

(جنگ نامہ ، حنیف شاہ)

پان = پات ۔ پتاّ ۔ برگ ۔

سمجھ او جھاڑ گانجے کا مقرر

خدا لعنت کیا ہے اس کے اپرّ

جو کوئی کھاوے یا پیوے پان اس کا

ہمیشہ اس پو ہے لعنت خدا کا

(فقہ ، محفوظ خانی)

دھواں پئیں گے تمباکو کا لے کر پان

نہ رہے گا نت انوہ کے دل میں ایمان

(فقہ ، محفوظ خانی)

ہندی میں پینے کا حاصلِ مصدر پان ہے ۔

[الف ۔ پان = پتاّ ۔

تو جھاڑاں کوں کپڑے دیا سبز پان (قصہ ، ملکہ)

ب ۔ پان = پتاّ ۔ تعریف ۔ بڑائی ۔ خود ۔ داد

د ۔ پان = برگِ تنبول ۔ ناگر بیل ۔ ایک قسم کا پتہ ۔]

پانی نہانا = غُسل کرنا ۔ پانی سے نہانا ۔ حمام کرنا ۔ نہانا ۔

مت کر اسراف پانی نہان اے جان
کہ خدا نے کیا ہے یہ فرمان

(فقہ ، ہندی ۔ فاضل)

یہ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے ۔ جیسے "انو پانی نہاتے ہیں "۔ غیر ملکیوں کو یہ ترکیب عجیب معلوم ہوتی ہے لیکن اگر دکنیوں کی تاریخ کا غور سے مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو جائے گا کہ یہ لوگ پھُل نیر (گلاب اور کیوڑے ، بید مشک سے بھی نہاتے تھے ۔ ان کے حوض خانے ، عطریات سے لبریز رہتے تھے ۔ تو یہ عطر و گلاب سے نہانے والی قوم جب ان خوشبویات سے نہانے کے علاوہ پانی سے نہاتی ہوگی تو اس غسل کی بھی تخصیص کر دیتی ہوگی ۔ اب وہ عطر گلاب ، کیوڑہ تو اڑ گئے ، نرا پانی رہ گیا ۔ اللہ اس کو ہی رکھے ۔ تاناشاہ کے عظیم الشان گلاب کیوڑے کے حوض تا ایں دم باقی ہیں جن میں کیوڑے کی بجائے اب کیچڑ نظر آتی ہے ۔

پاوٹی = **ایک قسم کا چراغ ۔ حیدر آباد میں ماہِ شعبان میں روشن کرتے ہیں ۔ یہ مٹی کا نلوا سا ہوتا ہے ۔**

ملیدے کے دھگارے پر چراغاں
مشالے پاوٹیاں پر بھی لگاتیاں

(فقہ ، محفوظ خانی)

بھی مشالہ پاوٹیاں کی لانکو
پاؤں سے دوزخ میں چل کر جانکو

(تنبیہ النسا)

پاؤں تارا = پیدل۔ پاؤں پاؤں۔

بلار پاؤں تارا ہو آپیں ترت
لے کر آیا اپنے اوسب دیو بھوت (بڈن نامہ)

پایل = پاؤں کا ایک زیور۔

؟ (قصہ سیہ پوش)

باہر والے اب بھی یہ زیور پہنتے ہیں۔ دلی کے گیتوں میں یہ لفظ ابھی تک محفوظ ہے۔ جیسے: "ارے چتر بنجارے رے، اے سگھڑ بنجارے رے کہ میرے شامی دو نگی میں گل کا ہار، پیروں کی دو نگی پایل باجنی۔ بنجارے رے" دلی میں پایل اس بچے کو کہتے ہیں جو پاؤں کے بل پیدا ہوا ہو۔ جیسے:

"پایل کی ٹھوکر چک کے لیے ایک برا ایک ہے۔"

[د ۔ پایل = (۱) پازیب۔ ایک گھونگرو دار زیور جو پاؤں میں پہنا جاتا ہے
(۲) پاؤں کے بل پیدا ہونے والا بچہ (۳) تیز رو ہاتھی۔]

پترولی = پتّل۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔

[ج ۔ پترولی = پتّل۔ پتوں کی بنی ہوئی تھالی جس میں کھانا کھاتے ہیں۔]

پٹپٹی = ڈبیا روشنی کی۔

پٹی = لوح۔ تختی۔

آبیگ توں شاگرد ہو استاد سوں منکر نہ ہو
فرضاں جو یک سو تیس یو دل کی پٹی پر نقش دھر

(کرسی نامہ)

[الف ۔ پٹی = تختی۔

(۱) پٹی پر اچھے جیوں الف ثلث کا (قطب مشتری)

(۲) ازل کی پٹی پر عشق کا بیاں (لیلیٰ مجنوں)

(۳) سو دیکھا پٹی رک سرہانے وہیں (سیف الموک بدیع الجمال)

ب ۔ پٹی = لوح ۔ تختی ۔ دفتر ۔]

پٹی پان = پان کا بیڑا ۔ گلوری۔

ترت لیو پٹی پان اس وقت جاؤ
پہاڑ پر ترو ک ہے اسے بھار بھاؤ

(بڈن نامہ)

بمبئ والے اب بھی پان کی پٹی ہی کہتے ہیں۔

پہچانت (پچھانت) = آگاہی ۔ علم۔

شاعراں پھیلے ہیں ایسے ہر کہیں
وزن کی بھی جن کو پہچانت نہیں

(بہارستانِ عشق)

یہ لفظ حیدر آباد میں اب بھی جان پہچان اور شناسائی کے معنوں میں بولا جاتا ہے ۔ جیسے : "میری ان کی پہچانت ہے"

[الف _ پچھانت = پہچان۔ شناخت۔ علامت۔ سوجھ بوجھ۔

(۱) پچھانت ستی خوب پہچان توں (سیف الملوک بدیع الجمال)

(۲) خدا تعالیٰ۔۔۔گورواں کوں چار پچھانتاں دیا ہے (شمائل الاتقیا)

ب _ پچھانت = پہچان۔ عرفان۔ شناخت و معرفت۔]

پچھوڑیاں = پچھوڑی کی جمع۔

ایک قسم کا چھ گز کا دوپٹہ جو بہت بھاری تلواں ہوتا ہے اور

حیدر آباد دکن میں اب بھی اوڑھا جاتا ہے۔

پچھوڑیاں و پگڑیاں زحد بے حساب

دیے سب کوں سلطانِ عالی جناب

(اضرابِ سلطانی)

[ب _ پچھوڑی = ساڑی کا پلو۔ چادر۔ اوڑھنا۔]

پچھونڈی بندنا = مشکیں کسنا۔ ٹنڈیاں باندھنا۔

چھری لے کو کاٹیاچ فرصت نہ دی

لٹاں سونچ اس کی پچھونڈی بندی

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

[الف _ پچھونڈی بندنا = پچھونڈے بندنا۔ مشکیں کسنا۔

(۱) پچھونڈے بندیا لشکری استوار (مینا ستونتی)

(۲) پچھونڈے سٹیا باند کر ایک ٹھار (طوطی نامہ)

(۳) لٹاں سونچ اس کو پچھونڈے بندی (رضوان شاہ و روح افزا۔ ب)

ب _ پچھونڈی (پچھاڑی) پچھونڈے = پیچھے پیر رسی سے باندھنا۔ مشکیں۔
پچھونڈے بندنا۔ مشکیں کسنا۔]

پدک = گلے کا ایک زیور جو مثلِ تعویذ یا نادِ علی کے ہوتا ہے۔

بھی جو تھا گلے میں پدک نور کا
او تابش میں تھا جوں کرن سور کا

(نور نامہ۔ احمد)

یہ لفظ اب بھی حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔
کنٹھے میں جو جگنی یا لوح پڑی ہوتی ہے اسے بھی پدک کہتے ہیں۔

[الف ۔ پدک = سونے چاندی کا ٹکڑا جس پر جڑاؤ کام یا نقش کندہ ہوتے ہیں۔ گلے کا زیور۔

(۱) پدک دین مجلس جڑے وہ رتن (ابراہیم نامہ)

(۲) دیا ہت لڑک ہور پدک لعل اسے (مینا ستونتی)

(۳) محبت کے موتیاں کی جالی نچھل
امنگ کے ہیریاں کا پدک بے بدل (یوسف زلیخا)

ب ۔ پدک = گلے کا زیور۔ ہیکل۔ پٹہ۔ چگنی۔
سونے یا کسی دوسری دھات کا پترا۔ قدم۔ درجہ۔ اعلیٰ ترین۔

د ۔ پدک = ایک قسم کا زیور جو گلے میں پہنا جاتا ہے۔]

پدیدا = ظاہر

نبی فرمائے سو ہے یو پدیدا
کسی کو ہوئے تو فرزند پیدا

(فقہ، محفوظ خانی)

[د ۔ پدید۔ پدیدار = صاف۔ عام بات۔ واضح۔ آشکارا۔ کھلا۔]

پرا = پری کا مذکر۔ پری زاد۔ گندھرب۔

اسے کر کو تسلیم فرخ پرا
کھا یوں کہ ہوں میں رعیت ترا

(رضوان شاہ و روح افزا ۔ الف)

[ب ۔ پرا = بے غرض ۔ احسان کرنے والا ۔ پری کا مذکر ۔]

پرتم = دنیا ۔ جہاں ۔ پرتھی ۔ پرتھم ۔ زمین ۔

پندرواں جو کھتیں ہیں یو فاختہ
مرد کوئی پرتم میں ویسا نہ تھا

(قصہ ء ملیکا)

[الف ۔ پرتم = دنیا ۔ عالم ۔

(۱) ہوگی پرتم میں پن پکاری (کلیاتِ بحری)

(۲) پرتم میں بتی لے کر دھونڈے تو تمیں ملے گا ۔ (انوارِ سہیلی)

ب ۔ پرتم = پرتھمیں ۔ پرتھوی ۔ پرتھی ۔ زمین ۔ دنیا ۔]

پرجیب (پڑجیب) = کوّا ۔ ملاذہ ۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے ۔

پُرنی = خالی کارتوس ۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے ۔ جیسے :

" جوانوں سے کہہ دو پرنیاں گودام میں جمع کرا دیں "

[د ۔ پرنی = نلکی ۔] پھنکنی بھی پُرنی ہے ۔

کانچ کی پُرنیاں فانوس اور جھاڑ

پروانگی = اجازت۔

اگر تیری پروانگی پاؤں گی
تیرے پاس اس کوں بی نے آؤں گی

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

پروانہ۔ اجازت
اسمائے پروانگی بنا

پروانگی اب بھی حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے "خاوند! پروانگی مل گئی!"

[الف ۔ پروانگی = اجازت۔

(۱) اگر تیری پروانگی پاؤں گی (رضوان شاہ و روح افزا۔ ب)

ب ۔ پروانگی = اجازت۔ اشتہار۔

د ۔ پروانگی = اجازت۔ حکم۔ آگیا۔]

پری راج = بادشاہِ پرستان۔ پریوں کا راجہ۔

پریوں کے باسن بھرنا = دکنی عورتوں کی ایک قسم کی نیاز ہے جس کو وہ سر کھول کر کھاتی ہیں۔

؟ (فقہ، محفوظ خانی)

پٹرم (پ ٹرم) = موٹا جھوٹا کپڑا۔ گاڑھا۔

تجھے پینے کوں پٹرم اور ٹاٹ بس
تجھے گھونگڑی اوڑ نیکی ہوس

پسارا = کوڑا۔

طمع چھوٹا تو سب چھوٹا پسارا

تلاشِ زر اپر پاپوش مارا

(قصہ ء ملا)

یہ لفظ اب بھی حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔

[ج _ پسارا = بکھیڑا۔ کوڑا کرکٹ۔ کام دھندا۔]

{ پسارا = پھیلا ہوا یا بکھرا ہوا سامان۔ غیر ضروری سامان۔

یہ پسارا یہاں سے اٹھاؤ۔ کیا پسارا رکھ کر بیٹھے ہیں۔ (م۔ت) }

پکارا = شور۔ غل۔

انھوں کوں چھوڑ کر دو نا پکارا   بچے رو کر کریں گے لئی ہنکارا

(فقہ ء محفوظ خانی)

یہ لفظ حیدر آباد میں اب بھی بولا جاتا ہے۔ جیسے:

"اگے کیا ہے کی پکارا گے"

"اگے کیا ہے گے کی ماں پکارا"

[الف _ پکارا = ہلچل۔ پکار۔ شور۔

(۱) اس دن کے پرت کا ہوا مج تن میں پکارا (کلیاتِ شاہی)

(۲) اس کا پکارا تو بہت بھونڈا تھا۔ (انوارِ سہیلی)

ب _ پکارا = آواز۔ شور و غل۔ فریاد۔ گڑبڑ

د _ پکارا = (۱) شہرت۔ ناموری (۲) شور و غل۔]

پکارا کرنا = شور کرنا۔ غل مچانا۔

پکارا کیا شور فریاد سوں　　بره کے نگر شاہ بیدار سوں

(قصہء سیاہ پوش)

[الف _ پکارا کرنا = چیخ پکار کرنا۔

سنی سخن جب اٹھی تڑک کر کہی کروں گی اپنا پکارا (کلیاتِ شاہی)]

پکھوٹا = بازو۔ پر۔

پکھوٹے و گردن دم و پاؤں سر
پکڑ کشمکش کر کے بایک دگر

(اضرابِ سلطانی)

[الف _ پکھوٹا = بازو۔

پکھوٹے ہیں جو حق کے ملک گیری۔ (شمائل الاتقیا)]

[د _ پکوٹھا = پر۔ پنکھ۔]

پگا = جوتے کا چرمی تسمہ۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔

[د _ پگا۔ پگھا = پچھاڑی۔ پیکھڑا۔ پاؤں میں باندھنے کی رسی۔ بیل کے گلے کی رسی۔]

پگڑیاں پچھاڑنا = پگڑیاں پٹخنا۔ پگڑیاں پھینکنا۔

اظہار تاسف کرنا۔ غم و غصہ کرنا۔

لگے بھینے پگڑیاں کوں اپنے پچھاڑ
خدا کی غضب کا یہ کیسا ہے مار　　(اضرابِ سلطانی)

پِلّا = تحقیراً بنی آدم - انسان - آدمی - بچہ -

کتا تھا ہر یک کوئی رو رو پلا
یہ کیسے ہمارے پو آئی بلا

(اضراب سلطانی)

[د - پلا = (۱) کتے کا چھوٹا بچہ - نطفہ - تخم - جیسے حرام کا پلا -]

پلہ = ایک وزن ہے جو تین من پختہ یا ایک سو بیس سیر کا ہوتا ہے -

برابر دو پلے کے دو بیڑیاں
پڑے ان کے پاؤں میں تا ایڑیاں

جس میں ایک سو بیس سیر اناج؟ آتا ہے (قصہ - نور جہاں بیگم)

[ج - پلّہ = ٹاٹ کا بڑا تھیلا (ایک سو بیس سیر کا ایک وزن -

[د - پلا = (۱) دامن - آنچل - کنارہ (۲) حمایت - اعانت - مدد - سہارا - کمک -
(۳) تھیلا - (۴) پلہ - پلڑا - ترازو - (۵) پٹ - کواڑ (۶) لپ - کولی -
(۷) فرق - فاصلہ - تفاوت -]

پن = لیکن -

تمن یک ذات تھا ہور ہزاراں قرابتی
ہوا ان پہ پن ایک تمن کی لاکھ حیثی (علی نامہ - نصرتی)

یہ لفظ بعض دکنی والے اب بھی بولتے ہیں - جیسے:

"پن اب تو خلاص ہو گیا آپ کا سفو"

ب - پن = (۱) لیکن - مگر - ... مگر - ...

(۲)　اقرار۔ عہد۔ قول۔ شرط۔ لگان۔

ج ۔ پن = لیکن۔ مگر۔ شاید۔]

[دکنی روز مرہ میں "پن" کے علاوہ زیادہ تر "پن کی" بولا جاتا ہے۔

جیسے: لڑکا تو اچھا ہے پن کی اس کا خاندان اچھا نئیں ہے۔ (م۔ت)]

پندا = ایک قسم کا نشہ ہے۔

تمباکو کھاؤ مت پیو نکو تم

نہ پندا اور بوزے کو چھیو تم

(فقہء محفوظ خانی)

[ب ـ پندا = چھوٹا اور کچا پھل۔

ج ـ پندا = چھوٹا اور کچا پھل۔]

پنڈاری = ایک لٹیری قوم۔

پنڈھری

دیا کوئی تقاضائے حاجت بدل

نکل بھار آوے پنڈاری سگل

(اضرابِ سلطانی)

[د ـ پنڈارا = لٹیرا۔ ڈاکو۔]

پِنڈریاں = پنڈلیاں۔ ساق۔

پچھیں اس کے دو بوند پنڈریاں سوں بھار

پڑی سو ہوئی چیز دو آشکار

(نورنامہ۔ احمد)

پو = پر۔ پہ۔

دکنی اردو میں یہ تینوں حرفِ جار استعمال ہوتے ہیں۔

یو معصوم دونو پو ہوئے گا غم
گرے گا مرے سر پو کیسا ستم

(وفات نامہ حضرت فاطمہ)

[الف ۔ پو = پر۔]

دوڑیا ہے عشق پو لھوا کھینچ باند کر۔ (سب رس)

[ب ۔ پو = پہ۔ پر۔ اوپر]

پوٹّا = لڑکا۔ چھوکرا۔ لونڈا۔ لمڈا۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:

"ان کے سارے پوٹّے خراب نکلے"

عام طور پر مستعمل ہے۔

پوٹلی باز = اچکّا۔ اٹھائی گیرا۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔

پوٹّی = لڑکی۔ لونڈیا۔ لمڈیا۔ چھوکری۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:

"اگے یہ کس کی پوٹّی ہے کی ماں"

پوُٹی = اڑواڑ۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:

" چھت گر رہی ہے اس کو پوٹی دلوادو "

پور = پورا۔ کامل۔

تیرا دھیان دائم دھرے دل میں پور
جتا جن و انسان و حش و طیور

(علی نامہ۔ الف)

دلی میں یہ لفظ اب بھی بولا جاتا ہے لیکن بھر" کا تابع ہو کر۔ جیسے:

" میری ہاں سے خوب بھر پور لیا ہے۔ "

[الف ـ پور = پُر۔ بھرا ہوا۔

تھا پور جو اک بڑا پٹارا۔ (من لگن)

ب ـ پور = بھر پور۔ بھرا ہوا۔ پُر۔

(۲) مشہور۔ (۳) بستی۔ شہر

(۴) طغیانی۔ سیلاب۔ بہتی۔ پُر۔ پانی کی روانی۔ باڑھ]

پور کرنا = زیادہ کرنا۔ بڑھانا۔

میرے شعر سوں زندہ کر ہر شعور
سمجھ مجھ بچن تے توں کر جگ میں پور

(علی نامہ۔ الف)

پوَلوُ = بے وقوف۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:

" ہر ایک صحبت میں ایک پولو ہوتا ہے "

پوَن = ہوا۔ باد۔

تو قدرت سوں پیدا کیا سب جہاں
پون ہور پانی زمین آسماں

پون سوں ہر یک کوں دیا تازگی
نپٹ نازکی ہور سر افرازگی

(نور نامہ۔ احمد)

یہ لفظ اب بھی گیتوں، پہیلیوں میں بولا جاتا ہے۔ اکثر دلی میں اس کا تلفظ پُون کرتے ہیں۔ جیسے:

"پون کے پوت پتال کے راجہ" عیار و تیز کے لیے بولتے ہیں۔

[ب ۔ پوَن = ہوا۔
د ۔ پون = (۱) ہوا۔ باد۔ (۲) روح۔ سانس۔]

پونجا = پوجا۔ پرستش۔

وہاں رہ کے دس رات و دس دن تلک
کیے پونجا کشنا کا سب مل کے تب

(اضرابِ سلطانی)

پھانٹا = شاخ۔ ڈالی۔ ٹہنی۔ چاک۔ پھٹا ہوا۔

سجن بن مجھے پھول کانٹے دسے
سو کانٹے کوں کئی لاکھ پھانٹے دسے

[الف ـ پھانٹا = شاخ

(۱) کہ پنچیاں ہے کانٹیاں سوں پھانٹا مرا (سیف الملوک بدیع الجمال)

ب ـ شاخ = شاخ ـ پھانٹے ـ (جمع)

د ـ پھانٹا = شاخ ـ]

پھانکنا = پھٹنا ـ الگ ہونا ـ جدا ہونا ـ

نہ بارش ہوا کم نہ پھانکیا ابھال
خلاصیاں کھے اب خلاصی محال

(رضوان شاہ و روح افزا ـ الف)

یو ملنے ستی پھانکنا تھا بھلا
کہ اب مج پو جیوں کی جدائی بلا

(رضوان شاہ و روح افزا ـ الف)

[الف ـ پھانکنا = ٹکڑے ہونا ـ جدا ہونا ـ دور ہونا ـ الگ ہونا ـ

(۱) پانی گیایوں سب پھانک (نوسرہار)

(۲) اجالا دین پایا بھی تو پھانکے کفر اندھارے میں

(کلیات محمد قلی قطب شاہ)

(۳) یہ کس گھڑی باری لگی کہ پھانکتا تیں ہے گھڑی

(دیوانِ عبداللہ قطب شاہ)

ب ـ پھانکنا = جانا ـ ٹکڑے ہونا ـ دور ہونا ـ علاحدہ ہونا ـ]

پھُدی = تیتری ـ

بمبئی والے اس لفظ کو آج کل بولتے ہیں ـ پورب میں تتلی کہتے ہیں ـ

پَوَن = ہوا۔ باد۔

توں قدرت سوں پیدا کیا سب جہاں
پون ہور پانی زمین آسماں

پون سوں ہر یک کوں دیا تازگی
نپٹ نازکی ہور سر افرازگی

(نور نامہ۔ احمد)

یہ لفظ اب بھی گیتوں، پہیلیوں میں بولا جاتا ہے۔ اکثر دلی میں اس کا تلفظ پُوَن کرتے ہیں۔ جیسے:
"پون کے پوت پتال کے راجہ" عیار و تیز کے لیے بولتے ہیں۔

[ب ۔ پَوَن = ہوا۔
د ۔ پون = (۱) ہوا۔ باد۔ (۲) روح۔ سانس۔]

پونجا = پوجا۔ پرستش۔

دہاں رہ کے دس رات و دس دن تلک
کیے پونجا کشنا کا سب مل کے تب

(اضرابِ سلطانی)

پھانٹا = شاخ۔ ڈالی۔ ٹہنی۔ چاک۔ پھٹا ہوا۔

سجن بن مجھے پھول کانٹے دسے
سو کانٹے کوں کئی لاکھ پھانٹے دسے

یہ لفظ آج بھی استعمال ہوتا ہے

[الف _ پھاٹا = شاخ

(۱) کہ پنچیاں ہے کانٹیاں سوں پھاٹا مرا (سیف الملوک بدیع الجمال)

ب _ شاخ = شاخ۔ پھاٹے۔ (جمع)

د _ پھاٹا = شاخ۔]

پھانکنا = پھٹنا۔ الگ ہونا۔ جدا ہونا۔

نہ بارش ہوا کم نہ پھانکیا ابھال
خلاصیاں کھے اب خلاصی محال

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

یو ملنے ستی پھانکنا تھا بھلا
کہ اب مج پو جیوں کی جدائی بلا

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

[الف _ پھانکنا = ٹکڑے ہونا۔ جدا ہونا۔ دور ہونا۔ الگ ہونا۔

(۱) پانی گیایوں سب پھانک (نوسرہار)

(۲) اجالا دین پایا بھی تو پھانکے کفر اندھارے میں

(کلیات محمد قلی قطب شاہ)

(۳) یہ کس گھڑی باری لگی کہ پھانکتا تیں ہے گھڑی

(دیوانِ عبداللہ قطب شاہ)

ب _ پھانکنا = جانا۔ ٹکڑے ہونا۔ دور ہونا۔ علاحدہ ہونا۔]

پھُدّی = تیتری۔

بمبئی والے اس لفظ کو آج کل بولتے ہیں۔ پورب میں تتلی کہتے ہیں۔

حیدر آباد میں پاترنی کہتے ہیں۔ پنجاب میں پُھدّی گالی ہے جو عورت کی ڈھکی چیز کے لیے استعمال ہوتی ہے۔

پھرا کر کہنا = پلٹ کر جواب دینا۔ پلٹا کر کہنا۔

سو یو بات سن کر او نورِ نبی
کہا یوں پھرا کر او باریکوں بھی

(نور نامہ۔ عنایت شاہ)

[الف _ پھرا کر کہنا = پھرا کر بولنا۔ جواب دینا۔

(۱) کہے بات او سب پھرا سر بسر (من لگن)

(۲) گگڑی پھرا کر بولی (انوارِ سہیلی)

ب _ پھرا کر = لوٹا کر۔ جواب میں۔]

پھڑانا = پھڑوانا۔

سونے کاغذ پڑا کر شاہ سٹے درحال پھڑا کر شاہ
لکھے زابن چڑا کر شاہ بھیجے فرمانِ سلطانی

(بڈن نامہ)

[ب _ پھڑنا = پڑھنا۔]

پھڑرا = پڑلا۔ میزان۔

ترازو کا ایک پاٹ یا پلڑا

رکھے ایمان سب کے یک طرف لا
رکھے صدیق کا پھڑرے میں دوجا

(قصہ ابو شحمہ۔ الف)

[الف _ پڑڑا = پلڑا۔

(۱) ترازو کے دو پڑڑے ہیں۔ (شمائل الاتقیا)

ب _ پڑڑا = پلڑا۔]

پھڑکا = ذرا سا کپڑا۔ دھجی۔

جدید دکنی

"ایسا غریب تھا کہ انگ پہ پھڑکا سری کا نہ تھا"

[ب _ پھڑکا = کپڑے کا ٹکڑا۔]

پھڑکل = کیواڑ۔ پٹ۔

لگے ہیں سو پھڑکل ہر ایک دار کوں
قفل سب ان کوں لگے نار سوں

(نور نامہ۔ عنایت شاہ)

یہ لفظ اب بھی دکنی دیہاتوں میں بولا جاتا ہے۔

[الف _ بھڑکل = بڑا دروازہ یا پھاٹک۔

(۱) بندا سوا و ہمت کا بھڑکل اٹل (یوسف زلیخا)

(۲) لیے بات میں پاٹ بھڑکل کا توڑ (کلیاتِ شاہی)

(۳) پھرا گرز ماریا سو بھڑکل اُپر (جنگ نامہ حنیف شاہ۔ سوک)

ب _ بھڑکل = قلعے کا بڑا دروازہ۔ جس پر لوہے کی برچھیاں لگی ہوتی تھیں تاکہ ان سے ٹکرائیں تو زخمی ہو جائیں۔

پھاٹک۔ دروازہ۔ کلاں۔ جلن۔]

پھڑکی　=

ہری نیت لڑکی نے پھڑکی کوں کھو
بجا بکر سب مال سوں ہات دھو
(اضرابِ سلطانی)

پھوٹ پھاٹ جانا　=　منتشر ہوجانا۔ پراگندہ ہوجانا۔

فوج اس کی سب گئی ہے پھوٹ پھاٹ
چو طرف ہونے لگی ہے لوٹ لاٹ
(بہارستانِ عشق)

پھوٹنا (پھٹنا)　=　زوال آنا۔

او پچھتے (پوچھتے) اراجیف ہر بار کچ
اتا ملک پھٹنے نہیں بار کچ

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جارہا ہے۔ جیسے:
پُھٹ گیا
"سرکار دودھ پھوٹ گیا"
دلی میں یہ لفظ ٹوٹنے کا مرادف ہے۔ لیکن استعمال محدود ہے۔ جیسے: "پھوٹی تقدیر جو تم سے سنجوگ ہوا"، "یہ جھجری تو پھوٹی ہے"، "پھوٹی آنکھ کا دیدہ" وغیرہ۔ لیکن باہر والے اس کا استعمال مطلق شکست میں کرتے ہیں۔ جیسے: "جھجری پھوٹ گئی۔ پیالی پھوٹ گئی۔ دلی

میں آنکھ پھوٹ گئی کہیں گے۔ لیکن پیالی اور جھجری کے ساتھ ٹوٹ گئی بولا جائے گا۔

[الف _ پھٹنا = پھوٹ۔ انتشار۔ تفرقہ۔

(۱) اتھیاں مل سو اک ٹھار پھٹنا پڑیا (گلشنِ عشق)

ج _ پھوٹنا = ٹوٹنا۔

د _ پھوٹنا = (۱) ٹوٹنا۔ تڑخنا۔ (۲) شگفتہ ہونا۔ کھلنا۔ (۳) پھنسیاں نکلنا۔ (۴) ظاہر ہونا۔ (۵) پتے نکلنا (۶) پھٹنا (۷) خبر پھیلنا۔]

پھیپسا = پھیپڑا۔

کلیجہ پھیپسا دل ہے تلی و گردہ
اچھے مکروہ ولے سنت ہے زیادہ

(فقہ، محفوظ خانی)

یہ لفظ اب بھی حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔

[الف _ پھیپسا = پھیپڑا۔

بارے کا گھر پھیپسا اس کا دروازہ ناک (گفتارِ امین)

ب _ پھیپسا = پھیپھڑا۔]

پیا = پتیم۔ پی۔ پیارے۔ معشوق۔ شوہر۔

یہ لفظ اب تک دلی میں گیتوں میں گایا جاتا ہے۔ جیسے:

" پیا کے لمبے لمبے کیس
چھائے رہے بابل کے دیس "

ا ب ۔ پی ۔ پیا = عاشق ۔ معشوق ۔
د ۔ پیا = (۱) محبوب ۔ عاشق (۲) شوہر ۔]

پیٹ کڑا = کھاؤ ۔ پیٹیل ۔ اکال ۔ ب: پیٹو

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے ۔ جیسے :

" اجاڑ صورت مٹھی پڑو کیا پیٹ کڑا ہے "

[ج ۔ پیٹ کڑا = پیٹ کڑی ۔ اکال ۔ بسیار خور ۔ بہت کھانے والا ۔]

پیراں سوں مالیدے چوری =

ہے مشہور نقل یو تو نگری نگر
پیراں سوں مالیدے چوری لگر

(بڈن نامہ)

" پیروں سے ملیدے کی چوری " دلی میں اب تک کہاوت ہے ۔

پیر زالا = بڑھیا ۔ بڑی بی ۔

یہاں ضرورت قافیہ سے " ن " حذف ہوگیا ہے جو جمع کی علامت " ان " میں سے ایک حرف ہے ۔ اس لیے یہاں اس کے معنی جمع کے ہوں گے ۔ پیر زال کی جمع ۔

مرد ، زن ، طفلگاں ہور پیر زالا
ہوا تھا خلق سارا زیر و بالا (قصہ ، ابو شحمہ)

[د ۔ پیر زال = بوڑھی عورت ۔ بڑھیا ۔]

پیڑا = **مصیبت۔ جھگڑا۔**

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:

"یہ پیڑا کون مول لے"

[ب ـ پیڑا = نقصان۔ مصیبت۔ تکلیف۔

د ـ پیڑا = دکھ۔ درد۔ تکلیف۔ دردِزہ۔]

{ پیڑا پالنا دکنی محاورہ ہے بہ معنی مصیبت مولنا۔ (م۔ت) }

پیغال =

گائیں، بکری، اونٹ کا نچ نہ جاوے نال
زکات ان کی عفو ہے اور حمیر پیغال

(فقہ ہندی۔ عبدوامین)

[ب ـ پیغال = بیٹ (پرندے کی)]

پیک = **فصل۔ رت۔ پیداوار۔**

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:

" دھان کی پیک تیار ہے "

[الف ـ پیک = فصل۔ پیداوار۔

(۱) تیا پیک ہوا تھا وہاں کشت کوں (قطب مشتری)

ب ـ پیک = قاصد۔ فصل۔ غلہ۔ اناج۔ زراعت۔ کاشت۔

د ـ پیک = (۱) پان کا رنگین تھوک (۲) کھیت کی تیار فصل۔
(۳) بوتلوں میں رقیق شے بھرنے کا آلہ۔]

پیَلا　=　پہلا۔ اول۔

احکام ہور ارکان کے سن جانِ من تیرا فرض
پیلا فرض تن پاک رکھ دوسرے کو کپڑے پاک دھر
(کرسی نامہ)

[الف ـ پیَلا = پہلا۔
(۱)　پیلا تن واجب الوجود۔　　(معراج العاشقین)
ب ـ پیلا = پلا۔ پہلا۔]

○●○

ت

تاب = طاقت ۔ قوت ۔ قدرت ۔

کھی بخشی بیگم کہاں مجھ میں تاب
ہزاراں سوں کرنے سوال و جواب

(اضرابِ سلطانی)

دلّی میں تاب کے معنے تو یہی ہیں لیکن جاءِ استعمال میں خفیف سا تغیر ہو گیا ہے ۔

[ب ۔ تاب = بل ۔ لہو ۔ پیچ ۔ طاقت ۔ ظہور ۔ بخار ۔
د ۔ تاب = (۱) روشنی ۔ نور ۔ چمک ۔ (۲) گرمی حرارت ۔ (۳) پیچ و خم ۔ بل ۔ پیچیدگی ۔ (۴) طاقت ۔ قدرت ۔ مجال ۔ (۵) برداشت ۔ صبر ۔ تحمل (۶) رنج و محنت (۷) آب ۔ جلد ۔]

تابوت = تعزیہ ۔ ابرک پنّی اور کھپچیوں کی آرائش جو مختلف وضع کی ہوتی ہے اور حضرت امام حسینؓ کے روضے سے منسوب کر کے محرم میں نکالی جاتی ہے ۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے ۔ ہندستان میں حضرت امام

حسینؓ یا کسی اور شہیدِ کربلا کی جنازے کی شبیہہ نکالنے کو تابوت کہتے ہیں

ا د ۔ تابوت = (۱) وہ صندوق جس میں مردے کی نعش رکھتے ہیں۔
(۲) لاش۔ جنازہ۔ ایک قسم کا تعزیہ۔

تار تار کرنا = ٹکڑے ٹکڑے کرنا۔ قیمہ قیمہ کرنا۔ پرخچے اڑانا۔

کرے گا جو لورک منجے تار تار
تو قرباں کروں جیو میں بار بار

(مینا ستونتی ولورک)

دلّی میں "تار تار کرنا" صرف کپڑے یا مسالے کے لیے بولا جاتا ہے۔

تانبان = ایک قسم کا پاجامہ۔ بر کا پاجامہ

یہ کہہ کر شتابی سوں دونو نے جا
اٹھاتا نباں ان کی دیکھی نجھا

(اضرابِ سلطانی)

حیدر آباد میں آج کل تمبان کہتے ہیں۔ اب تو صرف پرانے قدیم گھرانوں میں دولہے کو پہناتے ہیں۔ زربفت یا کمخاب کا ہوتا ہے۔ ڈھیلی ڈھیلی موریاں۔ جیسے بر کا پاجامہ۔ عرض کی موری رکھتے ہیں۔

تا ہے = علامت زمانہ ٔ حال۔ دکنی شعرا نے فعلِ حال میں "تا ہے" کو استعمال کیا ہے۔ میر وغیرہ شعرا مضارع کے

بعد "ہے" لگا کر حال کے مفہوم کو ادا کرتے تھے۔

حضرت محمد حسین آزاد نے آبِ حیات میں موجودہ اردو میں فعل حال میں "تاہے" کے استعمال کی ایجاد اہلِ لکھنو سے منسوب کی ہے۔ لیکن قدیم دکنی اردو میں اکثر جگہ "تا ہے" علامتِ زمانہ، حال استعمال ہوئی ہے۔ جیسے

"یو دیدار ہوتا ہے آخر اتال"

تب لگ = تب تک۔ اس وقت تک۔

گنہ سوں او ہوا نئیں دور جب لگ
روا نئیں ہے پلانا نیر تب لگ (قصہ ابو شحمہ۔ الف)

تپارا = ضمانت۔ سند۔ ضامن۔ اعتبار۔

"کھیا کیا تپازا ہے اس بات کا
کہی دوئی نمک آج کی رات
"دلاں اس تپارے سوں آرام پائے"
(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

سنبڑ رھئی ہوں اب کوئی چارا نہیں
مجے زندگی کا تپارا نہیں
(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

تپس = تپسیا۔ عبادت۔ ریاضت۔

ا الف ۔ تپش = تپیا۔

کیا تھا تپش سب سوں پر دال اسے (رضوان شاہ و روح افزا۔ ب)

ب ۔ تپی = ریاضت کرنے والا۔ مرتاض۔ زاہد۔ عابد۔

د ۔ تپیا۔ تپشیا = مشقت کی عبادت۔ سخت ریاضت۔]

تپل اٹھانا = مصیبت اٹھانا۔

یہ لفظ حیدر آباد میں آج کل بولا جاتا ہے۔ جیسے

"یہ تپل کون اٹھائے"

[ج ۔ تپل = مونث۔ آفت۔ مصیبت۔]

جمع تپلاں

بڑے تپلاں کرکے گمو بنایا تھا

تتبیر = تدبیر۔

صبر کر کو او شاہ تتبیر کیا
او علف ہمہ جنس بھجوا دیا

(بڈن نامہ)

تتنا = جلنا۔ سلگنا۔ (گرم ہونا)

"تتے بے دماغی سوں جوں آگ تے"

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

تجارا = تاجر۔ سوداگر۔

تجارا گیا ایک دن ہور رات

دیا بیٹی کوں اپنی عورت کے ہات

(میناستونتی ولورک)

یہ منقلب کی مثال ہے جیسے چشم۔ چمش۔ بلوہ۔ ولبہ۔
فصیل سے صفیل۔ قفلی سے قلفی وغیرہ

تجارا اول سوں اتھا بانجھ سار

ہوا ایک فرزند اسے خوش دیدار

[الف ـ تجارا = تاجر۔

(۱) اتھا اک تجارا سی شہر میں (لیلیٰ مجنوں۔ عاجز)

(۲) لجا یک تجارے کے تیں بیچ کر (میناستونتی)

ب ـ تجارا تاجر۔]

تجلا = نور۔ آب تاب۔ چمک دمک جھمکڑا۔

دسیا نور نرمل چندر سور کا

نہ ایسا تجلا کسی حور کا

(بڈن نامہ)

[د ـ تجلا = چمک۔ روشنی۔ جلوہ۔]

تدم ہونا = سانس پھولنا۔ سانس بے قابو ہونا۔

ہلکتا ہے سینے میں دم دم بدم

ذرا بات کرتی تو ہوتی تدم

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

تدھان = تب۔

کہا شاہ کوں تھا برس بادلیواں
سو فرقان نازل ہوا ہے تدھاں
(قصہ ملیکا)

نظر نے رخصت لیا شاہ سوں جداں
شاہزادے دل کنے آیا تدھاں
(قصہ دل و حسن)

[ب = تب۔ جب۔ اس وقت۔ وہاں۔ اسی وقت۔]

تُرتَا تُرت کے پھٹانے = یہ ایک قسم کی دکنی مستورات کی نیاز ہے۔ ہندستان میں بیوی ترت پھرت کی پڑیا کی نیاز ہوتی ہے۔ یہ مراد جلد حاصل ہونے کے موقع پر مانی جاتی ہے۔
(فقہ محفوظ خانی)

ترتا ترت کی کنکڑیاں = دکنی عورتوں کی ایک قسم کی نیاز ہے۔
(فقہ محفوظ خانی)

[د ۔ ترتا ترت = بہت جلد۔ فی الفور۔]

ترلوک = تین جہاں۔ زمین، آسمان، پاتال۔
دسیا اس تلے یک سنیاسی گنبھیر

کہ ترلوک تپساں میں تھا بے نظیر

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

[ب ۔ ترلوک = تین لوک۔ تین عالم۔ سورگ۔ پاتال۔ دنیا۔
عالمِ ارواح۔ عالمِ مثال۔ عالمِ اجسام۔
د ۔ ترلوک = (۱) تین عالم۔ آسمان۔ زمین اور پاتال۔
(۲) کائنات۔]

تروت = ترت۔ جلد۔ شتاب۔ فوراً۔

بندایا او کافر نے کر قصد بھوت
سٹیا پاؤں اندر مواد تیں تروت

(قصہ ملیکا)

ترا کام یونا کروں تو چونڈا
سٹوں گی تروت اپنے سر سے مونڈا

"ترت" اب بھی دلّی میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:
"اے حضرت! ترت کے توڑے انجیر ہیں پیاروں کے منھ لاخ (لائق) ہیں۔"

[ب ۔ ترت = جلد۔ ابھی۔ جلدی سے۔ جھٹ پٹ۔]

تروک = ترک۔ مسلمان۔

سگل شہر میں سب ڈھنڈورا بجائے
تروک ذات جو ہوئے سو در حال آئے (بڈن نامہ)

ا ب ۔ ترک = مسلمان۔

د ۔ ترک = (۱) یافث بن نوح کے ایک بیٹے کا نام جس سے کہتے ہیں کہ ترکوں کا سلسلہ چلتا ہے۔ (۲) تاتار یا ترکستان کا باشندہ۔ (۳) معشوق (۴) سپاہی بہادر۔ مسلمان۔]

تزک = توزک۔ شان۔

بہوت دبدبا خسروی داب سوں
تزک بادشاہی کے آداب سوں

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

یہ لفظ تزک ہے دلّی میں اب تک بولا جاتا ہے۔ جیسے:

"موسیٰ خاں والوں میں اب تک وہی تزک اور شان باقی ہے"

[د ۔ تزک = (۱) انتظام۔ ترتیب۔ (۲) قاعدہ۔ قانون۔ (۳) ضابطہ، لشکر۔ ضابطہ، مجلس (۴) شان و شوکت۔ (۵) روزنامچہ، شاہی۔]

تِسرا = تیسرا۔ سویم۔

ہے فرض ترا پاک دیک جاگا اوپر کرنا نماز
بھی فرض چوتھا بوجنا وقتاں مصلے سر بسر

(کرسی نامہ)

ا الف ۔ تِسرا = تیسرا۔

(۱) تسرا شہ غافل کوں دیو (معراج العاشقین)

(۲) تسرا دروازہ صبر (خوش نامہ)

ب ۔ تسرا = تیسرا۔ ا

تسمیہ خوانی = بسم اللہ۔ مسلم بچہ جب سوا چار سال کا ہوجاتا ہے تو تعلیم شروع کرنے کے وقت ایک رسم ادا کی جاتی ہے۔

ہوئی تسمیہ خوانی اس طور سے
کہ شہزادیوں کی ہو جس طور سے

(قصہ نور جہاں بیگم)

یہ لفظ اب بھی حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔

[د _ تسمیہ خوانی = بچے کو بسم اللہ کرانے کی تقریب۔]

تشریف = خلعت۔

اسے خوب گانواں مخاصے دیے
صندوقاں سوں تشریف خاصے دیے

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

[الف _ تشریف دینا = خلعت یا تحفہ عطا کرنا۔

(۱) فاطمہ بی بی دیے تشریف ج جم جم شہانی (کلیاتِ قلی قطب شاہ)

(۲) دیے تشریفاں سب عرب تا عجم (لیلیٰ مجنوں۔ عاجز)

(۳) دیا جس کوں تشریف لولاک کا (؟)

ب _ تشریف دینا = اعزاز دینا۔ تحائف دینا۔

د _ تشریف = (۱) عزت کرنا۔ بزرگ بنانا۔ (۲) بزرگی۔ شرف۔ عزت۔ (۳) خلعت۔]

تشریق =

کہے تو آٹھ وقت تکبیر تشریق
سمجھ اِس آٹ وقت کی یو ہے تفریق

(فقہ، محفوظ خانی)

پانچ روزہ ہر سال میں منع ہوس پدید
تین روزہ تشریق کے پھر روزہ دونوں عید

(فقہ، ہندی۔ عبد وامین)

[د ۔ تشریق = (۱) عیدِ قرباں کے تین دن۔ (ایام کے ساتھ)
(۲) مشرق کی طرف جانا۔ مشرق کی طرف منہ کرنا۔ عید کی نماز پڑھنا۔]

تعزیہ کرنا = ماتم کرنا۔ سینہ کوبی کرنا۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔

تقصیر = سرکار۔ عالی جناب۔

یہ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے اور کلمہ ادب ہے تخاطب کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ جیسے: "تقصیر میرے کو خبر نہیں" اس کا تلفظ "تخصیر" کیا جاتا ہے۔ دلّی میں خطا۔ گناہ۔ قصور کے معنوں میں بولا جاتا ہے۔ جیسے: "میری کیا تقصیر تمھیں بتاؤ"

[الف ۔ تقصیر = کمی۔ تساہل۔

(۱) تو لگ نہ کر توں تقصیر　　(نوسرہار)
(۲) نکو کر توں تقصیر کچھ دان کوں　　(قطب مشتری)

د ۔ تقصیر = (۱) کوتاہی۔ کمی۔ (۲) خطا۔ قصور۔ (۳) سہو۔ بھول چوک۔]

تکا = گھڑی ہوئی بات (م۔ت)

اور شرطان کس ستی باندھو نکو
جھوٹ تکے دل ستی جوڑو نکو

(تنبیہ النسا)

[د ۔ تکا چلانا = (۱) اٹکل پچو تیر چلانا۔ (۲) کوئی فضول کام کرنا۔]

تکپکا (تکپگا) = بے قرار۔ بے چین۔

جلے انگ میرا سکل دھک دھکا
بلکتا ہوں اس دک ستی تکپکا

(ابلیس نامہ)

[الف ۔ تلپگی = بے قراری۔
القصہ حسن کوں لگی تلپگی۔ (سب رس)
ب ۔ تلپگ = پریشانی۔ بے چینی۔
د ۔ تلپکی = (۱) جلدی۔ (۲) بے تابی۔ بے چینی۔]

تکٹ = ورق۔

او ساری سو پاریاں تکٹ میں مڑا
لپیٹ کر تکٹ میں دیے قول بیڑا

(بڈن نامہ)

[ب ۔ تکٹ = ایک قسم کا کپڑا۔]

تگٹ = ایک قسم کا زرین کپڑا۔ بادلا۔ زرتار۔

ہوا کی تھی سالو کی کسوت یقیں
تگٹ اوڑ بیٹھی تھی ساری زمیں

(علی نامہ۔ الف)

[الف ۔ تگٹ = زو سہلے چھاپے کا کپڑا۔
(۱) گوری تگٹ کی کسوت بھرتن کئی ہے آلا

(دیوان عبداللہ قطب شاہ)

(۲) سورج نے پا انداز کوں لیا بستہ شہ کے پگ تلیں
دھرتی پو دکھلاتا چلیا بھر چال تگٹ بستری

(علی نامہ۔ ب)

ب ۔ تگٹ = ایک قسم کا کپڑا۔]

تلبیہ = "اللہ ھو اکبر" کا ورد کرنا۔

بلند تکبیر کہنا ہے سمجھ تو
اچھے تلبیہ نیت حج کی تجھ کو

(فقہ، محفوظ خانی)

[ج ۔ تلبیہ = حج میں لبیک کہنا۔
د ۔ تلبیہ = حج میں لبیک کہنا۔]

تلن = پکوان۔ کڑھائی۔

کئی طرح کے تھے تلن اور کباب

مربے کئی چیز کے بے حساب

(قصہ، نور جہاں بیگم)

یہ لفظ اب بھی حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ تلنا کا حاصلِ مصدر ہے۔

تمان = تنبان۔ بر کا پائجامہ۔

دوشالہ کمر سے بندھا شان کا

وہ مشروع کا تمان دو تھان کا

(قصہ، نور جہاں بیگم)

حیدر آباد میں اب تک دولھے کو تمان پہناتے ہیں۔
دلّی کے مغل بادشاہ بھی تنبان پہنا کرتے تھے۔

تمایز = { تمایز= تمیز۔ باہمی فرق کا احساس۔ (م۔ت) }

اچھے تکبیر اور تلبیہ جائز

زیادا اور بلند کی ہے تمایز

(فقہ، محفوظ خانی)

تمبڑا = توبڑا۔ تومڑا۔

بڈن بیادے نیر تمبڑا سو بھر

چلیا لے سنیاسی خوشی ہوئے کر (بڈن نامہ)

[د ۔ تومڑا = (۱) خول (۲) فقیروں کا برتن جو کدو کو سکھا کر اور
اندر سے خالی کر کے بناتے ہیں۔]

تُمنا　=　تم کو۔ تمھیں۔

نکرتا گرچہ میں تُمنا پیمبر
توکرتا میں عمر کوں سب پو سرور

یہ لفظ آج بھی آندھرا اور مدراس میں استعمال ہوتا ہے شاید کرناٹک میں بھی مستعمل ہے۔

(قصہ ابو شحمہ)

[الف ـ تُمنا = تم کو۔ تمھیں۔

(۱) انبیا ہور اولیا میں حق کیا تُمنا بڑا (محبوب القلوب)

ب ـ تمنا = تم۔ تم کو۔ تمھیں۔

ج ـ تمن = تم۔ تمنا۔ تم کو۔]

تنّبی　=　کھڑکی۔ روشن دان۔ غرفہ۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:
"تنّبی بند کرو"۔ "تنّبی میں سے مت جھانکو"

[ب ـ تنبی = کھڑکی۔ دریچہ۔

ج ـ تنبی = کھڑکی۔]

تواہی　=　تباہی۔ مصیبت۔

ہمارے پو کیسی تواہی ہے آج
ہوئے سب طرح سوں ہمیں لاعلاج　　(اضرابِ سلطانی)

یہ لفظ اب بھی دلّی کے روزمرہ بول چال میں بے تکلفی سے بولا جاتا ہے۔ جیسے: "بیگم! انگریزوں نے کیا مسلمانوں پر چاروں طرف کی تواہی توڑ رکھی ہے۔"

توپاّ = ڈھیر۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔

تولجہ = تولہ۔ ایک قسم کا وزن۔

ساڑھے سات تولجہ ہے سونا پہنچے سو
دو ماشہ اور دو رتی زکات لازم ہو

(فقہ ہندی۔ عبد امین)

تَھج رہنا = حیرت زدہ ہونا۔ پریشان ہونا۔

رہی ہو دنگ نہ کس کوں کہی او
ہکا پکھا ہو کو پوری تھج رہی او

(قصہ ابو شحمہ۔ الف)

[د ۔ تَھج = بدحواس۔]

تھل = مقام۔ جگہ۔

یہ کہہ کر دو تھل چھوڑ مشرک تمام
کیے آگے دو کو پوجا کر مقام

(اضرابِ سلطانی)

یہ لفظ اب بھی دلّی میں بولا جاتا ہے۔ جیسے: "تم نے تو تھل بیڑے ہی سے کھویا"

[الف _ تھل = مقام۔

جلال جمال اس کے تھل

پاک منزہ بے مثل

(رسالہ، قربیہ)

ب _ تھل = تلے۔ زیر۔ زیرِ نگیں۔]

تھوتڑا کرنا = تھڑم تھڑی کرنا۔ فضیحت کرنا۔ برا بھلا کہنا۔

سن کے یہ کر تھوتڑا اس کو تمام

بولے اے احمق نہ کر پھر ایسا کام

(بہارستانِ عشق)

[الف _ تھوتڑلا کرنا = تھو تھو کرنا۔ برا بھلا کہنا۔

ہور لوگاں تھوتھڑلا کرے سری کانا کرے۔ (انوارِ سہیلی)]

تھوہر (توّر) = ارہر کی دال۔

یہ لفظ حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:

"میرے کو تھوہر کی دال ہونا"

دلّی میں تھوہر ایک جنگلی درخت کا نام ہے جسے عربی میں زقوم کہتے ہیں۔

[د _ تھوہر = ایک خاردار زہریلا پودا جس کے پتے سبز اور پھول رنگ برنگے ہوتے ہیں۔ زقوم۔]

تیترنی = تیتری۔ ایک قسم کا خوب صورت پردار کیڑا۔

یہ لفظ حیدر آباد میں آج کل بولا جاتا ہے۔ جیسے:
"کیا خوش رنگ تیترنی ہے"
شمالی ہند میں باہر والے اس کو تتلی کہتے ہیں۔ لیکن شہر والے یعنی اہلِ دہلی تیتری کہتے ہیں۔

[د ـ تیتری = (۱) تیتر کی تانیث۔ (۱) ایک خوب صورت پروں والا کیڑا۔ بھنبیری۔ تتلی۔ (۲) خوش پوشاک و شوقین عورت۔]

تے = سے۔ از۔ حرف جار ہے۔

نہ خالی ترے کوئی حکمت تے کام
غضب میں بی تجھ مہربانی تمام (علی نامہ۔ الف)

[الف ـ تے = سے۔

(۱) مرید اسلام تے جاتا ہے۔ (مخزنِ عشق)
(۲) محی الدین توں دین بج تے جیا (پرت نامہ)
(۲) اپے اپس تے اپس کو چھپاوے۔ (سب رس)

ب ـ تے = سے۔ پر۔]

تیریاں = جمع تیری کی۔ ضمیر اضافی مخاطب۔

تیریاں حکمتاں دیکھنا ہے بچار
پھریں مرکباں پن اسے ناسوار (علی نامہ۔ الف)

تیزی = تازی۔ اسپ۔ گھوڑا۔ عربی گھوڑا۔

بھی منگا تیزی اتم اس ذات کا
او چلنہارا اتھا دن رات کا
نام اس کا بولتے تھے اختیار
نظر کوں بخشش ہوا اس پر سوار

(قصۂ دل و حسن)

تب کہا دل نے مرا تیزی منگاؤ
جوش اس کا ناؤں ہے بیگی سوں لاؤ
بیگ تیزی کوں لے آئے ہیں سنوار
شاہزادہ دل ہوا اس پر سوار

(قصۂ دل و حسن)

جو تیزی کو بھی واں تے اڑی دیا
چڑیک پل میں دئیں ساتواں گڑلیا

(علی نامہ۔ الف)

[الف ۔ تیزی = تازی۔ عربی گھوڑا۔

(۱) تیزی۔ ترکی۔ بر جنسی (نوسرہار)

(۲) لے کر آئے سنگار تیزی براق (قطب مشتری)

(۳) ٹوکوٹو منی تیزی کوں اشارت۔ (سب رس)

ب ۔ تیزی = تازی۔ عربی گھوڑا۔]

○●○

ٹ

ٹاک = جھرنا۔ چشمہ۔

جو پانی ٹاک سو ٹپکے تو آپی
وضو کرنا روا بھی اس سورا کی

(فقہ، محفوظ خانی)

ٹپہ = ڈاک۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:

"ٹپہ آیا"

[ج ـ ٹپا = ڈاک۔ پوسٹ۔
ٹپا خانہ = ڈاک خانہ۔ پوسٹ آفس۔
د ـ ٹپا = دکنی بول چال میں ڈاک خانہ۔]

ٹڑی = عورت۔ مادہ۔

جدید دکنی کا بازاری محاورہ ہے۔

"ارے خاں کیا بانکی ٹڑی ہے"

ٹِغول = دل لگی ۔ مذاق ۔ مسخرہ پن ۔

ٹغولی ۔ ٹغولیاں (جمع)

یہ لفظ آج کل حیدرآباد میں بولا جاتا ہے ۔ (غالباً ٹھُول کا دکنی تلفظ)

ٹغول باز = مسخرہ ۔ مذاقیہ ۔

یہ لفظ آج کل حیدرآباد میں بولا جاتا ہے ۔

ٹَنٹا ٹوٹنا = جھگڑا نبڑنا ۔ قصہ تمام ہونا ۔ قضیہ چکنا ۔

ٹنٹا = جھگڑا (ملہ)

"بڑی کھئی کہ اب مج سوں ٹنٹا ٹوٹیا"

(رضوان شاہ و روح افزا ۔ الف)

[ب ۔ ٹنٹا = جھگڑا ۔

د ۔ ٹنٹا = جھگڑا ۔ فساد ۔ لڑائی ۔ ردوکد ۔ قضیہ ۔]

ٹوٹا = ایک قسم کی آتش بازی جو چھچھوندر کی طرح ہوتی ہے ۔ کارتوس ۔

یہ لفظ آج کل حیدرآباد میں بولا جاتا ہے ۔ جیسے :

"سدی نے بندوق میں ٹوٹا ڈال لیا" ، "شبرات میں ٹوٹے بکتے ہیں"

[د ۔ ٹوٹا = (۱) نقصان ۔ گھاٹا ۔ خسارہ ۔ (۲) بانس کا ٹکڑا ۔ (۳) سگریٹ یا موم کا بچا ہوا ٹکڑا (۴) کارتوس ۔ پٹاخا ۔ (۵) کمی ۔ توڑا ۔ تجارت میں نقصان (۶) ہرجانہ ۔ تاوان ۔ (۷) ایک قسم کی آتش بازی ۔ (۸) غریبی ۔ مفلسی ۔ (۹) چاول کا چورا ۔]

ٹولہ = جماعت۔ فرقہ۔

سیوم ٹولہ مطلق بخیلی کریں
رکھے زر جتن جیو کوں کھوئے ہیں

(ابلیس نامہ)

[د ۔ ٹولی = (۱) گروہ۔ جتھا۔ جماعت۔ پرا۔ ٹکڑی۔ طائفہ۔
(۲) پتھر کی سل۔ بھاری پتھر۔

ٹولی = ادھی۔ پیسے کا آٹھواں حصہ۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔
جیسے: "ٹولی کی شیرینی بانٹو"

ٹھار کرنا = ٹھکانے لگانا۔ مار ڈالنا۔ کام تمام کرنا۔

کیا فرض کو ہوں میں تقصیر وار
کرو ایک ہی بار میرے کو ٹھار

(قصہ ، نور جہاں بیگم)

ٹھان = ٹھاؤں۔ ٹھور۔ ٹھکانہ۔ مقام۔ جگہ۔

نہ اچھتے تو ہمنا کوں او مہربان
تو اچھتے ہمیں سب جہنم کی ٹھان

[الف ۔ ٹھانوں۔ ٹھاؤں = جگہ۔ مقام۔
(۱) تو تیرا کہاں جاگا۔ کس ٹھانوں لاگا (کلمۃ الحقائق)

(۲) ذات ہور صفات نانوں ہوے، ایک دو ٹھاؤں ہوئے۔ (سب رس)

ب ـ ٹھان۔ ٹھانا = مکان۔ جگہ۔ ٹھکانا۔]

د ـ ٹھاؤں = جگہ۔ ٹھکانا۔ استھان۔]

ٹھولے مارنا = چپت مارنا۔

ٹھولے سر پو میرے وہی مارتا

نہ فرصت دیتا کھوپری پھوڑتا

(ابلیس نامہ)

[الف ـ ٹھولا مارنا = ٹھونگا مارنا۔

(۱) مرے سر پو ٹھولا فلک ماریا (طوطی نامہ)

ب ـ ٹھولا = ٹھونگا۔ مار۔ ضرب۔

د ـ ٹھولا مارنا = انگلی کے جوڑ کے بیرونی رخ کو کسی چیز پر مارنا یا کھٹکھٹانا۔]

ٹھیکا = جاۓ مقعد۔ ڈیرہ۔ خیمہ۔

شہا بان ان کے ٹھیکے میں جا   گزرنے لگے زور کر جا بجا

(اضرابِ سلطانی)

ٹھیکے میں اس کے چلا جلد تر   دونو کان اس کے لیویں گے پکڑ

(اضرابِ سلطانی)

ٹھیکے میں تیرے چلا کر کے سنج   بھی سِکنے کا ماریں گے اس بیچ مینج

(اضرابِ سلطانی)

[د ـ ٹھیکا = تھکنے کے بعد آرام۔ ٹھہرنے کی جگہ۔]

○●○

ث

ثمرہ = باغ کا ٹھیکہ تمام پھل

یہ لفظ حیدرآباد میں آج کل بولا جاتا ہے۔ جیسے:

"یہ باغ ثمرے پر ہے" پورا ثمرہ خرید لیا

○●○

ج

جاب = جواب۔

دیے جاب حضرت نبی مصطفیٰؐ
اتھا تاج سر حیدرِ مرتضیٰؑ

(نور نامہ۔ احمد)

اتا شاہ زادے کوں کیا جاب دیوں
بلا ہے جو اپنا گلا چانپ لیوں

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

[ب ۔ جاب = جواب۔
د ۔ جاب = جواب۔]

جاپوجا = جگہ بہ جگہ۔

کھڑی جا پوجا فوج او با ادب
او جن بھوت دیو دھیت راکاس سب

(بڈن نامہ)

جابجا کی دکنی شکل

جاتے کے ناد = جانے کے ساتھ ہی۔ پہنچتے ہی۔

"جانے کے نادِ چٹّی چپاٹی لکھیں گے" (موجودہ دکنی)

جام = امرود۔ ایک قسم کا مشہور پھل ہے۔

حیدر آباد میں یہ لفظ آج کل بولا جاتا ہے۔ جیسے:

"جام پیسے راس پیسے راس"

{ یعنی ایک پیسے کو ایک امرود۔ (م۔ت) }

[ج ۔ جام = سفری۔ امرود

د ۔ جام = امرود۔]

جان = جوان۔

بزاں جان اتریا تخت کے تلے
مرے پاؤں پڑ مج کو لایا گلے

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

میں اس جان کوں شہر میں لے چلیا
اسے ایک جتیا پڑیا غلبلا

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

[ب ۔ جان = جہاں۔ جس گہ۔ جوان۔]

جان بھرانا = زندہ کرنا۔

ولایت کی قوت سوں آ کو ہم میں
بھرائے جان شمہ کے جسم میں (قصہ، ابو شمہ۔ الف)

جب لگ = جب تک۔

گنہ سوں او ہوائیں دور جب لگ
رواتیں ہے پلانا نیر تب لگ
(قصہء ابو شحمہ۔ الف)

جریش = دوزخ میں عذاب کا بہت ہیبت ناک و زہریلا سانپ ہے۔

جریش اس سانپ کا ہے نام جانو
گنہ گاراں تمیں اس کو پچھانو
(فقہ، محفوظ خانی)

جڑاوی = جڑاؤ۔ مرصع۔

جڑاوی وہ چمپا کلی بے بہا
اور اک ست لڑا دھک دھکی بے بہا
(قصہ، نور جہاں بیگم)

یہ لفظ اب بھی حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:
"انو بولے کہ دولے کی طرف سے جڑاوی توڑے چڑھیں تو یہاں سے جڑاوی پے زیب ملے۔"

جزالا = ایک قسم کی توپ

تفنگ تیر جزالا زبوریاں کا بانک　　(جنگ نامہ، حنیف شاہ)

جزالی کرنا = جزال چھوڑنا۔

تفنگ داراں ہزاراں بازی کریں
جزال داراں جزالی کریں
(جنگ نامہ، حنیف شاہ)

جگ = جوڑا۔

مجھے تو نے ظالم بروگن کیا
تجا جگ مرا مج کو جوگن کیا　　(قصہ، سیاہ پوش)

یہ لفظ مثلوں میں اب تک محفوظ ہے۔ جیسے:

"جگ ٹوٹا نرد ماری گئی" یہ کہاوت دلّی والوں نے سید عبداللہ اور سید حسن پر کہی تھی جن کو حضرت محمد شاہ رنگیلے نے حکمت عملی سے الگ الگ کر دیا تھا۔

[د۔ جگ پھوٹنا۔ جگ ٹوٹنا = چوسر میں دو گوٹوں یا نردوں کا جدا ہونا۔ نااتفاقی ہونا۔ پھوٹ پڑ جانا۔]

جگالی = کور۔ وہ کھال جو ناخن کی جڑ میں ہوتی ہے۔

(جگالہ کہتے ہیں) یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ دلّی پیاری میں مویشیوں کے غذا ہضم کرنے کی حرکت کو کہتے ہیں۔

(ناخن کا کنارہ جو الٹا نہ ہو کر تکلیف کا باعث بنتا ہے)

جگالی نکلنا = کوریں اکھڑنا۔ کوریں پھٹنا۔

یہ محاورہ حیدر آباد میں آج کل بولا جاتا ہے۔

جگ اجال　=　نورِ جہاں۔ دنیا کو روشن کرنے والی۔

بتادے مجے نام انٰ کا اتال
کہا تب کہ سن بات اے جگ اجال
(قصہ، ملیکا)

[الف ـ جگ اجال = دنیا کو روشن کرنے والا۔
(۱) کہ تج سوں ملے دھن چندر جگ اجال　(قطب مشتری)
(۲) کروں کیوں نہ میں شکر اے جگ اجال　(طوطی نامہ)
ب ـ جگ اوجال = دنیا کو روشن کرنے والا۔
د ـ جگ اجال = دنیا کو روشن کرنے والا۔ عالم افروز۔

جگدیس　=　جگدیش۔

عجب نازنیں سر لنبی کیس ہے
یہ جانو کہ جگدیس کا بھیس ہے　(قصہ، سیاہ پوش)

جلمکنا　=　چمکنا۔

کہ چمپا کلی دگدگی جلمکے
سو وہ دل ہمارے کو پیاری لگے　(قصہ، سیاہ پوش)

[الف ـ جلمگ رہنا = جگمگانا۔
جلمگ رہیا ہے تمام گلشن۔ پھولاں نہیں یہ دیوے ہوئے ہیں روشن۔
(سب رس)
ب ـ جلمکنا = جگمگانا۔]

جلو = جلے۔ جل جائے۔

یہ امر کی صورت دعائیہ اور تمنائی معنوں میں اکثر حیدر آباد
میں اب بھی بولی جاتی ہے اور ہندوستان بھی گیتوں میں آتی ہے۔

کہی بھاگ دنتی جلو تیرا بھاگ
جو کھاتی توں اپنی جوانی کی آگ

(مینا ستونتی و لورک)

لگت بھلی بچھڑت بری، جلو بلو یہ ریت
کن سکھ پایوری سکھی پردیسی کی پیت

(دوہا)

"جلو ماں مٹھی پڑو اجاڑ صورت"

جما کرنا = جمع کرنا۔ اکٹھا کرنا۔

[الف ـ جما = تمام۔ جملہ۔

غلماں بشر جمارے ۔ قربان تج پہ سارے

(کلیاتِ محمد قلی قطب شاہ)۔]

جمعگی = چالا۔

دلہن جو چوتھی کے بعد اپنے عزیز قریب کے رشتے داروں میں
چار جمعوں کو جاتی ہے۔ وہاں اس کی اور اس کے سسرال والوں کی
دعوت ہوتی ہے۔ اسے دکن میں جمعگی اور دلی میں چالا کہتے ہیں۔ دلی میں
جمعگی جمعہ کو جو جیب خرچ ملتا ہے اسے کہتے ہیں۔

اسی رات کو خوب چوتھی ہوئی
پنجیری بھی آئی جمعگی ہوئی

(قصہ، نور جہاں بیگم)

جمنا = ایک دریا کا نام ہے۔

لیکن یہاں عام دریا کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

اسمِ معرفہ اسمِ نکرہ کی طرح برتا گیا ہے۔

کہاں ہے او محلاں منے کی صفا
کہاں ہے وہ جمنا کی ٹھنڈی ہوا

(رضوان شاہ وروح افزا۔ الف)

جن = جو۔ اسم موصول ہے۔

ہوا ہے جن امت میں تیری اچ
چھڑاناچ اس کوں تجھ آخر ہے بچ

(علی نامہ۔ الف)

یہ لفظ اب بھی گیتوں میں آتا ہے۔ جیسے:

"جن مارو پچکاری جن مارو پچکاری۔ کنھیا گاری میں دوں گی جن مارو پچکاری۔ اڑت گلال لال کجن پر میں بھیج گئی ساری ساری۔ کنھیا گاری میں دوں گی جن مارو پچکاری۔"

[الفِ ۔ جن = جس نے۔

جن پو سرجیا بھوئیں آسماں (نو سرہار)]

جنّات = جنت کی جمع۔

متقیاں جنات میں شادی کریں مدام
دوزخیاں عذاب سے چھوٹیں نہیں مدام

(فقہ ہندی۔ عبدوامین)

جنگم مٹ = جوگ۔

جو کوئی جنگم مٹ میں جو ہوتا ہے سخت
بڈن دن اولیا او دیتے ہیں تخت

(بڈن نامہ)

[الف _ جنگم سد = سیلانی سادھو۔
مسلماناں میں پیر و مرشد ہوگا، ہندواں میں جنگم سد ہوئے گا۔

(سب رس)

ب _ جنکم (جنگم) = سیلانی۔ سادھو۔ مرشد۔ جنگماں (جمع)۔
د _ جنگم سَد = پیر و مرشد۔]

جھوکنا = جلنا۔ سلگنا۔ جھنبکنا۔ منکپنا۔ تحلیل ہونا۔

لگیا تن اسے ان لغیر سوکنے
لگی ذوق میں رات دن جھوکنے

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

[الف _ جھوکنا = غم کھانا۔
(۱) سِنا پھوڑنے دھیں لگی جھوکنے (طوطی نامہ)]

جوالہ = کمبل (کنڑی)۔

جو کھاندے جوالہ چندوٹی سڑی
ترے انگ میں گند آوے بری

(مینا ستونتی ولورک)

[الف ۔ چندوٹی = کپڑے کا ٹکڑا۔ سر پر باندھنے کا معمولی ٹکڑا۔
(۱) جو کھاندے جوالہ چندوٹی ہے سیر (مینا ستونتی)]

جورو = عورت۔ زن۔ استری۔ نار۔

علمِ شریعت بوجھنا فرضِ عین کر جان
بالغ جورو مرد کو جو ہو مسلمان

(فقہ ہندی۔ عبدوامین)

[ب ۔ جورو = بیوی۔
[د ۔ جورو = بیوی۔ گھروالی عورت۔ رفیقہ حیات۔ زوجہ۔ استری۔]

جوک = وزن۔ تول۔

دھریں عشق طوطی لے مینا پولوک
اسے مول لیویں جواہر سوں جوک

(رضوان شاہ وروح افزا۔ الف)

دلی میں جھونک کہتے ہیں اور یہ تول کے ساتھ بولا جاتا ہے۔ جیسے: "اچھی طرح تول جھونک کے دیکھ لیا۔ پھر کم ہو جائے تو کون چرائے۔"
[الف ۔ جوکنا، جوکھنا = تولنا۔ وزن کرنا۔

(۱) مال کوں ترازو میں نھتیں جوکتے ہیں۔ عملاں ترازو میں جوکھیں گے۔
(شمائل الاتقیا)

(۲) کہ جوکھا ان نے عاشق کوں بھواں کی بات لے لکڑی
(کلیاتِ ولی)

ب ۔ جوک = جوکھنا۔ وزن کرنا۔ تولنا۔
ب ۔ جوکھ = (۱) پرکھ۔ جانچ۔ انداز (سونا یا چاندی)
کسوٹی پر لگا کر دیکھنا (۲) تول۔ وزن۔]

جوھکنا = جھکنا۔

جوھکے گا سب کا ایمان آپ کلیں
اچھے صدیق کا ایمان سنگیں

(قصہ ابو شحمہ۔ الف)

جھاڑی = جنگل۔

باون لاکھ کافر کا لشکر کھپا
شہر چھوڑ جھاڑی میں جا کر چھپا (بڈن نامہ)

[د ۔ جھاڑی = (۱) چھوٹے کانٹے دار درخت۔ (۲) وہ جگہ جہاں چھوٹے کانٹے دار درخت ہوں۔ جنگل۔ بن۔ (۳) جھڑ بیری۔]

جھانپڑی = کھانچا۔ ٹاپا۔ مرغیاں بند کرنے کا ٹوکرا۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔

[ج ۔ جھانپ = ٹاپا۔ بڑا ٹوکرا۔
د ۔ جھانپ = بانس کا ٹوکرا یا خوان پوش۔ بانس کی کھپچیوں کا ڈربہ۔]

جھبّا = کھانچا۔ خوان پر ڈھانکنے کا ٹوکرا۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔

[الف ۔ جھبا = جبہ۔

اسے اٹھالے کر جبے میں لپٹ لیا۔ (انوارِ سہیلی)

ب ۔ جھبا = کاکل۔ لوہے کی کڑاہی۔ طرہ۔

ج ۔ جھبا = لوہے کی کڑاہی۔

د ۔ جھبا = (۱) پھندنا۔ (۲) گچھا۔ (۳) آویزہ۔ (۴) بڑے بڑے کان۔

(۵) جبہ۔]

جھٹکا = ایک قسم کا یکا۔ ایک قسم کی گھوڑا گاڑی

یہ حیدر آباد میں مروّج ہے۔

[ج ۔ جھٹکا = گھوڑا گاڑی ۔]

جھُٹنا = جٹنا۔ مصروف ہونا۔

چھے مہینے جھٹ جاکے اس نار سوں
چلیا نئیں مرا مکر او نار سوں

(مینا ستونتی دلورک)

[الف ۔ جھٹنا = جھگڑا کرنا۔ کشمکش کرنا۔

(۱) پری کا جھٹنت شہ جھٹے اس سوں جب (قطب مشتری)

(۲) جھٹا پٹ کے جھٹنے میں نالیا کے تاب (گلشنِ عشق)

ب ۔ جھٹنا = چمٹنا۔]

جھٹیلنا = جھٹلانا۔ ٹکرانا۔

جھٹیلا بھی خوب اس کو تقریر سے
کیا قید طوق اور زنجیر سے

(نور جہاں بیگم)

[الف ۔ جھٹانا = جھٹلانا۔

(۱) جھٹاتی مری بات لوگوں میں ہوں (قطب مشتری)

جھربرانا = جھلانا۔ آگ بگولہ ہونا۔

ذری بات سوں جھربراتی اچھے

(رضوان شاہ و روح افزا ۔ الف)

جھڑپ = جھپٹا۔

جھڑپ مار چنگل کی لے نوک میں
دلی کے اولیا چیل سٹے چوک میں

(بڈن نامہ)

[د ۔ جھڑپ = (۱) ہلکی سی لڑائی۔ جھپٹ۔ تکرار۔ (۲) تیزی۔ گرمی۔ غصہ۔
(۳) ایک چیز کو دوسری چیز کا صدمہ پہنچانا۔]

جھک جھکاٹ = جھم جھماہٹ۔

کہ مشرق سوں مغرب تلک جھک جھکاٹ

(نور نامہ۔ عنایت شاہ)

جھکا جھول = زرین۔ جھم جھم کی۔ بھاری تلواں۔

وہ پشواز ایسی جھکا جھول تھی
کہ بس لاجواب اور ان مول تھی
(قصہ، نور جہاں بیگم)

جھل جھلانا = جھم جھم کرنا۔ جھمکنا۔ چمکنا۔
جھنڈے سب ہرے پھڑ پھڑانے لگے
سنیری نقش جھل جھلانے لگے
(جنگ نامہ، حنیف شاہ)

جھل جھلانا۔ اب غصّے کے معنوں کو ادا کرتا ہے۔ ہاں جھلا جھل اب تک چمک کو ادا کرتا ہے۔ جیسے: "جھلا جھل کی اوڑھنی۔"

[الف ـ جھلجھلنا = چمکنا۔
(۱) کچل مخمل کنتل پر جیوں سو موتی آج جھل جھلتے (قطب مشتری)
ب ـ جھلجھلانا = جگمگانا۔ جھل جھل کرنا۔ چمکنا۔
د ـ جھلجھلانا = (۱) چمکنا۔ دمکانا (۲) سوزش کرنا۔ جلنا۔
(۳) دیر تک صدمہ رہنا۔]

جھلکار = جھمک۔ چمک۔ درخشندگی۔ تابندگی۔ جھمجھاہٹ۔ جھم جھم۔ جھلک۔

کہ پاتاں سوں شاخاں دسے آبدار
سرج کی بھی جھلکار سوں تاب دار
(نور نامہ، عنایت شاہ)

نہ تھا اس کا جھلکار کچ سور میں
ڈلی تھی سراپا سگل نور میں

(رضوان شاہ و روح افزا ۔ الف)

[الف ۔ جھلکار = روشنی ۔ چمک ۔ جھلک
خدا کا بی دیدار بیچ دیکھنا ۔ وہاں بی کچ جھلکار بیچ دیکھنا ۔ (سب رس)
ب ۔ جھلکار = جھلک ۔ چمک دمک ۔ روشنی ۔
د ۔ جھلکار = چمک دمک ۔]

جھوکنا = جلنا ۔ سلگنا ۔ جھنکنا ۔ ۔ منکینا ۔ تحلیل ہونا ۔

لگیا تن اسے ان بغیر سوکنے
لگی ذوق میں رات دن جھوکنے

(رضوان شاہ و روح افزا ۔ الف)

[الف ۔ جھوکنا = غم کھانا ۔
سِنا پھوڑ لے دئیں لگی جھوکنے (طوطی نامہ)

جیا = جی ۔ جان ۔ دل ۔

یہ لفظ اب تک دلّی میں جو گیت گائے جاتے ہیں ان میں آجاتا ہے ۔

[ب ۔ جیا = دل ۔ جی ۔]

جیسی روح ویسے فرشتے = جیسا آدمی ہوتا ہے ویسی اس کی پسند ہوتی ہے ۔

سنو اے عاشقانِ جاں گذشتے
ہیں جیسی روح ویسے ہیں فرشتے

(قصہ، ملّا)

یہ محاورہ اب تک دلی کا روز مرہ ہے۔ جیسے: "ووئی موئی کس کڑ کھائی چڑیل کو ڈالا ہے۔ سچ ہے جیسی روح ویسے فرشتے"۔

جیو باد بارا ہونا = جی پریشان ہونا۔

ہوا باد بارا مرا جیو سب
مرے دل میں بھکلات ہیہات عجب

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

[ب ۔ باد = برباد۔]

جیو ہرانا = جان دینا۔ مرنا۔

لگیا قدماں پو پڑ کر جیو ہرانے
پکڑ قدماں لگیا دئیں تھر تھرانے

(قصہ، ابو شحمہ۔ الف)

اسی سے فارسی میں "جوہر" بہ معنی ستی لیا گیا ہے۔

○●○

چ

چاتور = چاتر۔ عاقل۔ فرزانہ۔ فہیم۔ عقل مند۔ سمجھ دار۔

چتور گاوَدی میں اتا فرق ہے

نہ چاتور سو غفلت منے غرق ہے

[الف ـ چاتر = ہوشیار۔ عقل مند

ہور گوالیر کے چاتراں، گن کے گراں، انوں بھی بات کوں کھولے ہیں۔

(سب رس)

ب ـ چاتر = ہوشیار۔ فہیم۔ چالاک۔

د ـ چاتر = (۱) چالاک۔ قابل۔ کاری گر۔ ہنر مند۔ (۲) چار۔ چار کے متعلق۔

(۳) دانا۔ عقل مند۔ (۴) بہادر۔ دلیر۔]

چار باٹ کرنا = پراگندہ کرنا۔ پریشان کرنا۔ درہم برہم کرنا

کتیک دن اگلا ہوا منج اوچاٹ

کیا برہ دل کوں مرے چار باٹ

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

[الف ـ چار باٹ کرنا = پراگندہ کرنا۔ درہم برہم کرنا۔

کیا برہ دل کو مرے چار باٹ (رضوان شاہ و روح افزا۔ ب)

یہ لفظ بھی پرانی بڑی بوڑھی عورتیں استعمال کرتی ہیں۔

چار باٹ / بارہ باٹ

چاڑ = تمنا۔ ارمان۔ ذوق۔ چاؤ۔

مکے کوں جکوئی جائے دھرتے ہیں چاڑ
دکھن میں مکا ہے بوڈن دن کا پھاڑ

(بڈن نامہ)

[الف ۔ چاڑ = گہری محبت۔ آرزو۔ چاہ۔

(۱) جے ہے تجھ کوں میری چاڑ (نوسرہار)

(۲) معشوق جلکچھ کرے تو عاشق کی چاڑ۔ (سب رس)

ب ۔ چاڑ = نشان۔ داغ۔ چوٹ۔ سہارا۔ صدمہ۔ چغلی۔ پردا۔ سرد کار۔ احتیاج۔

د ۔ چاڑ = (۱) شکوہ (۲) صدمہ۔ (۳) چڑ۔ (۴) زخم (۵) خواہش (۶) داغ۔ (۷) سہارا۔ (۸) پردا۔ پاس۔]

چاڑی کہنا = چغلی کھانا۔ لگائی بجھائی کرنا

اپس راج کوں جاکو چاڑی کہے
تروک آیا ہمچ کاڑی اہے

(بڈن نامہ)

یہ لفظ اب بھی حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔

[الف ۔ چاڑی = چغلی۔

(۱) چاڑی سو کئی گھراں گئے۔ چاڑی سوں بھوت ڈرنا۔ (دیوانِ ہاشمی)

ب ۔ چاڑی = چغلی۔ غیبت۔]

د ۔ چاڑی = چغلی۔ الزام۔ چاشنی۔]

چالا = رویّہ۔ چال۔ طرز۔ روش

۔ تجے اس پو کی عار آتا نہیں
یو چالا ترا مج کوں بھاتا نہیں

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

[الف ۔ چالا = غمزہ و انداز۔ مکر و فریب۔ چال۔

(۱) سو استاد ہے ناز ہور چالے میں (قطب مشتری)

(۲) ناز۔ غمزا۔ شیوا۔ عشوا۔ چھند۔ چالا۔ (سب رس)

(۳) کہ چالے انوں کے ہیں کئی دھات دھات (طوطی نامہ)

(۴) تج روپ کا یو چمکا، تج نین کا یو چالا (دیوانِ عبداللہ قطب شاہ)

(۵) دسری بار بھی کوئی ایسے چالے نہ کرے۔ (سب رس)

ب ۔ چالا = چال۔ حرکت۔ گردش۔ ناز۔ غمزہ۔ آئین۔ مکر۔]

چانپنا = گھونٹنا۔

اگر تئیں گلا چانپ لیتی ہوں میں
ترے سامنے جیو دیتی ہوں میں

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

[الف ۔ چانپنا = (س = چپے) ۔ دبانا۔ مروڑنا۔]

دیوں جیوڑا نٹرڑی چانپھ (نوسرہار)

د ۔ چانپنا = دبانا۔]

چادر =

منگا کر لئی دیے اس کوں زر کے دینار

مِلک لک کردیے چادر زمیں بھار

(ابو شحمہ۔ الف)

[ج ۔ چادر = ایک جریب کا نام جو ایک سو بیس بیگے کے مساوی ہے۔ (سادرم)]

چُپ = یوں ہی۔ ناحق۔ بے کار۔

نہیں ہوں میں تو ایسا عاشقِ خام

کروں گل فام جو چپ تج کوں بدنام

(قصہ ء ملا)

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔

[الف ۔ چپ = خوا مخواہ۔ یوں ہی۔

(۱) بڑیاں کو بڑے چپ تئیں کتے ہیں۔ (سب رس)

(۲) اٹھلتی اور مٹھلتی چپ گھڑی دو چار بیٹھوں گی (دیوانِ ہاشمی)

ب ۔ چپ = چپکے = جھوٹ۔ یوں ہی۔

د ۔ چپ = (۱) خاموشی۔ سکوت۔ نہ بولنا۔ (۲) خاموش رہو۔]

چپو = ایک لٹیری قوم

پنڈاری و چپو و کاکڑ و بید

کہ جوں یوز کرتا ہے آہو کوں صید

(اضرابِ سلطانی)

چتور = چتر۔ چاتر۔ دانا۔ فرزانہ۔ ذکی۔ فہیم۔

ہو خاطر نشاں تب وو خورشید نور
کہی پوچھتی ہوں تجھے اے چتور

(قصہ بلمیکا)

[الف ـ چاتر = ہوشیار۔ عقل مند۔

ہور گوا لیر کے چاتراں، گن کے گراں انوں بھی بات کوں کھولے ہیں۔

(سب رس)

ب ـ چاتر = ہوشیار۔ فہیم۔ چالاک]

چٹ پٹ = چیٹک۔ فکر۔ انتظار۔

اتھی چٹ پٹ اس اول تے اول
اٹھیا ہٹر بڑا بیگ آیا نکل

(بڈن نامہ)

[الف ـ چٹ پٹ = بے چینی۔ اضطراب۔

(۱) دیکھیا تب سوں او چٹ پٹ ہے منجے (مینا ستونتی)

(۲) لگی چٹ پٹ، نیند اڑی آنک تے (طوطی نامہ)

(۳) منجے چٹ پٹ اس کے ہے خیال میں (رضوان شاہ و روح افزا ـ ب)

ب ـ چٹ پٹ = بے چینی۔ اضطراب۔]

پچپا تاؤ بڑے = لال بجھکڑ۔

(ان کی کہانی لکھی جائے ہاتھی کو دیکھ کر کہا کہ یہ رات کا بقیہ حصہ ہے۔)

چرخے کھانا = چکر کھانا۔ چکرانا۔ دھکے کھانا۔

پھر الاوہ من مراد پانے کیتے
جانکو چرخے دھکے کھانے کیتے

(تنبیہ انسا)

[الف ۔ چرخ ہونا = چکرانا۔

(۱) جو یاد آئی وہ دھن سو ہو چرخ وئیں (سیف الملوک و بدیع الجمال)

چرکا = چھکا۔ آگ کی جلن۔

گرم بارے کا جب چرکا لگے گا
گرم پانی جو ویسے میں ملے گا

(قصہ ء محفوظ خانی)

[ب ۔ چرکا = آگ۔ تپش۔

د ۔ چرکا = (۱) ہلکا سا زخم۔ (۲) نقصان (۳) گرم لوہے سے داغ دینا۔]

چڑ = بڑھ چڑھ کر۔ زیادہ۔ بہتر۔ قدیم۔ حرفِ تفضیل ہے۔

توں باگاں کوں تجبر تے چڑنک دیا
دسن گج کوں کر گرز بے شک دیا

(علی نامہ۔ الف)

[الف ۔ چڑ دِسنا = بڑھ چڑھ کر دکھائی دینا۔

حصار اس کا کوہِ قاف تے چڑ دسے (علی نامہ۔ ب)

ب ۔ چڑ = چڑھ، زیادہ، چڑھ کر۔]

چڑبڑانا = چڑچڑانا۔ چڑجانا۔ چڑچڑا ہونا۔ بددماغ ہونا۔

غصے سوں نپٹ چڑبڑاتی اچھے
ذری بات سوں بھڑبڑاتی اچھے

(رضوان شاہ و روح افزا)

[الف ـ چڑپھڑنا = تلملانا۔ بے چین ہونا۔
ٹک ہنس ٹک روئیں چڑپھڑیں یو بھی تماشا دیکھیں۔ (سب رس)
د ـ چڑبڑ = بڑبڑ۔ بکواس۔]

چڑی = چڑیا۔ مادہ کنجشک۔

کہا یک نے بالاجی کر کر دغا
چڑی سا ہو پونے میں جا چھپ رہا

(اضرابِ سلطانی)

یہ لفظ اب بھی حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:
"اگے ماں چڑا چڑی کی کہانی بولے"

[الف ـ چڑی ۔ چڑھی = چڑیا۔
(۱) سو اس جھاڑ پر یک چڑی مستدام (طوطی نامہ)
(۲) میں اس چڑھی سوں گئی گزری تیں ہوں (انوار سہیلی)
ج ـ چڑی = چڑیا۔
د ـ چڑی = چڑیا۔]

چک = آنکھ۔

کیا جال سرمہ اگر کوہِ طور

دیا ٹھارا سے چک میں دینے کوں نور

(علی نامہ۔ الف)

[الف ۔ چک (سنسکرت چکشو) = آنکھ۔

(۱) کھلی چک کنور کی سو بے اختیار (گلشنِ عشق)

(۲) تھوڑا عقل کے چک سوں دیکھو۔ (انوارِ سہیلی)

ب ۔ چک = آنکھ۔

د ۔ چک = (۱) گڈریا۔ (۲) آنکھ۔]

چک چار ہونا = چار آنکھیں ہونا۔ آنکھیں ملنا۔ آنکھیں دو چار ہونا۔

ہوئے ایک بار جو چک چار دونو
رہے حسرت سوں ہولا چار دونو

(قصہء ملا)

چک ڈھال = ایک قسم کا نشان۔

کتیک ماہی مراتب چک ڈھال تھے
نشاں تکٹے پیلے ہرے لال تھے

(بڈن نامہ)

س

چکڑ = کیچڑ۔ مٹی۔ گارا۔

چکڑ کا سامنے گولا کھڑیا تھا
سو مارے ہات سوں آدھا اڑیا تھا
(ابو شحمہ)

[الف ۔ چکڑ = کیچڑ۔
(۱) دل کی مائی کوں بہشت کی چکڑ تھے لیائے ہیں (شمائل الاتقیا)
ب ۔ چکڑ = کیچڑ۔ دلدل۔]

چکسا = ایک قسم کی خوشبو کا سفوف جس سے جسم مل کر دھویا جاتا ہے۔ ایک قسم کا ابٹنا۔

ابٹنا د چکسا بھی ایسا ملی
کہ پھولوں کی گویا ملی تھی کلی (قصہ، نور جہاں بیگم)

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ گلبرگہ کا چکسا مشہور ہے۔

[ب ۔ چکساوٹنا = ابٹن۔
د ۔ ایک قسم کا سفوف جو عورتیں بال صاف کرنے کے لیے استعمال کرتی ہیں۔]

چکل = (بھینچ کر۔ دبا کر)۔

یو دشمن مرے ہیں کہ یک دھیر تے
کھندل مج کوں مارے چکل سیر تے
(ابلیس نامہ)

[د ۔ چکل = دباؤ۔]

چل چنخے = چل دور۔ یہ مستورات کا کلمۂ عتاب ہے۔

پہلے دلی میں بولا جاتا تھا۔ ہائے افسوس اب اس کے بولنے والے ناپید ہوگئے۔ یہ لفظ شاہ زادیوں کی زبان پر بہت تھا اور عجیب بانکا معلوم ہوتا تھا۔

ٹکرا اے ٹھگن نہ کر آگے میرے
کیا مجھے پھسلاتی ہیں گی چل چنخے

(بہارستانِ عشق)

[د ـ چل چنخ۔ چل چنخے = (کلمۂ نفرت) چل دور۔ ہٹ۔ دور ہو۔ چلا جا۔]

چلک = چال۔ رفتار۔

برق سا چلک اس دیس خوش جھلک
ہوئی دنگ خلق سب فلک پر ملک

(بڈن نامہ)

چمبو = جنس نکالنے کا ڈونگا۔

جبو تا سائیں کا برتن۔ اسے تحقیر کے طور پر بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ اب جمبو

یہ لفظ آج کل حیدرآباد میں بولا جاتا ہے۔

چمکوڑے کی بھاجی = اروی کے پتّے۔

چکورا بھی کہتے ہیں یہ لفظ آج کل حیدرآباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:

"چمکوڑے کی بھاجی تل کے پکاتے ہیں"

چمکی = ستارہ۔ ایک قسم کا مسالا ہے۔ جو گول ٹکلی سی ہوتی ہے۔ اس کے بیچ میں ایک چھید ہوتا ہے۔

یہ لفظ اب تک حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:

"کرتنی پر چمکیاں ٹانکو"

"چولی میں چمکیاں لگاؤ"

[ج ۔ چمکی = ستارہ۔

د ۔ چمکی = (۱) جھوٹا کام۔ جھوٹا مقیش۔ (۲) وہ ستارے جو سلمے وغیرہ میں پرو کر ٹانکے جاتے ہیں۔]

چنتاک = ایک قسم کا گلے کا زیور۔ دکنی وضع کا گلوبند۔

وہ چنتاک یاقوت پکھراج کی

پدک اور بدھی سجائے سجی

(قصہ، نور جہاں بیگم)

یہ زیور اب بھی حیدر آباد میں پہنا جاتا ہے۔

چُنچلا = چندھا۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔

[د ۔ چندھا = جس کی آنکھیں روشنی کی تاب نہ لاسکیں۔]

چندر = چاند۔ مہتاب۔ قمر۔

چندر جوہری نیک جھاڑ یا رتن

کیا جا کے مغرب کے گھر میں وطن

(مینا ستونتی ولور ک)

ا الف ۔ چندر = (۱) چندر سورج تارے ر دکھ (نوسرہار)
(۲) چندر غواص ہو آیا، لگن سمدر بھتر دھایا (کلیاتِ قلی قطب شاہ)

ب ۔ چندر = چاند۔

د ۔ چندر = (۱) چاند۔ ماہ۔ مہتاب۔ (۲) مور کی دم پر جو چاند ہوتا ہے۔ ا

چِندڑ = گودڑ پوش۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:

"خاوند! اس چندڑ کو کیوں بلایا"

چَندی = گھوڑے کا راتب۔ جس میں بھوسی جو اور چنے ملے ہوتے ہیں۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:

"تمھارا سائس گھوڑوں کی چندی خوب چراتا ہے"

چندوٹی = ایک قسم کا گنوارو لباس۔

ا الف ۔ چندوٹی = کپڑے کا ٹکڑا۔ سر پر باندھنے کا معمولی ٹکڑا
(۱) جو کھاندے چوالا، چندوٹی ہے سیر (مینا ستونتی)

ب ۔ چندوٹی = سر پر باندھنے کا معمولی کپڑا۔ ا

چِنَدی = کترن۔ دھجی۔ تھگلی۔ پرنچا۔ ریزا۔ کرچ۔ پرزا۔
چورا۔ چکنا چور۔

متذکرہ بالا کل الفاظ کی بہ جائے یہ لفظ آج کل حیدرآباد میں بولا جاتا ہے جیسے: "کاغذ کی چندی"۔ "کپڑے کی چندیاں اٹھالو"۔ دلی میں بھی یہ لفظ بولا جاتا ہے لیکن حیدرآباد میں دیگر افعال کی مدد سے بہت سے موقعوں پر بولا جاتا ہے۔ دلی میں کہیں گے "ہندی کی چندی"۔ "تن ڈھکنے کو چندی تک نہ رہی" جہاں تک میری یاد یاری دیتی ہے۔ میں نے ان دو موقعوں کے علاوہ اور کسی موقع پر اس کا استعمال دلی میں ہوتے نہیں سنا۔

[ج ۔ چندی = چیتھڑا۔ لیوری۔
ب ۔ چندح = چھوٹا ٹکڑا۔ پرزہ۔]

چندیاں ہو جانا = پرخچے اڑجانا۔ پرزے پرزے ہو جانا۔
چکنا چور ہو جانا۔ ٹوٹ جانا۔

یہ محاورہ آج کل حیدرآباد میں بولا جاتا ہے۔ میں نے اس محاورہ کو اعلیٰ حضرت حضور نظام (میر عثمان علی خاں) کی زبانِ مبارک سے سنا تھا۔ جیسے:

"آئینہ چھوٹ گیا تو چندیاں ہو جائیں گا"

چنگا = تن درست۔

اشارت نا کر سکے نماز رکھے موقوف
چنگا ہو تو پھیر کر جو تجھ ہوئے وقوف

(فقہ ہندی۔ عبدوامین)

ا الف ـ چنگا = اچھا۔ بھلا۔

که بنیاد میں تھی اول یو تنگی
شرم ڈھانپ کریں کیا اس چنگی (طوطی نامہ)

د ـ چنگا = اچھا۔ تندرست۔ توانا۔]

چوا = چوہا۔ موش۔

شہر بیچ اس کا جو شہرت ہوا
سو تب من پھرا روپ کنتیا چوا

(قصہ ملیکا)

[ب ـ چوا = سیاہ کبوتر۔ چندن۔ دال کا چھلکا۔ چوپایہ۔ خصوصاً بیل
ایک قسم کی خوش بو۔
(۲) مشکِ سیاہ۔ (۳) چوہا۔]

چوبا کھلانا = ہلکے چاول پر شکر میوہ ڈال کر سمدھیانے والوں کو کھلانا۔ یہ ایک شادی کی رسم ہے۔

پکا طعم شیریں او چوبا کھلائے
کرا بلوز نا بات شربت پلائے

(بڈن نامہ)

یہ رسم اب تک باہر والوں میں جاری ہے۔

چوتار = ایک قسم کا جالی دار باریک کپڑا۔

کہ چوتاری انگیا کچوں پر کسے

سدا وہ جو دل میں ہمارے بسے

(قصہ ءِ سیاہ پوش)

چودیس = چاروں کھونٹ۔ چوطرف۔ تمام جہان۔

ہوا ہوں میں مشتاقِ دختِ وزیر
کہ چودیس میں کوئی نئیں ہے نظیر

(قصہ ءِ سیاہ پوش)

یہ لفظ اب بھی دلی میں گیتوں میں گایا جاتا ہے

[الف ۔ چوندیس = ربع مسکوں۔ چار اطراف عالم۔
(۱) چوندیس کے کفر کوں یو چنتہ (من لگن)]

چوچندر = چھچھوندر۔ ایک قسم کی آتش بازی۔

چوچندر، پھٹاقے و بندوق و بان
اگر کوئی چھوڑے قضارا یہان

(اضرابِ سلطانی)

چوڑتے = چوٹے۔ چور۔ چوٹٹے۔

شرابی زنا کار یہ چوڑتے
کتے کبر مغرور مچ موڑتے

(ابلیس نامہ)

چوکٹا = پھاندی۔ گٹھا۔

جب گنے کی چوکٹا لا کر دھری
گھر تیرا دوزخ میں بند کر دھری

(تنبیہ النسا)

چوکسی = ہوشیاری۔ حفاظت۔

رہتے ہیں نپٹ چوکسی کے سنگات
کہ تا پاویں چھاپے سوں ان کے نجات

(اضرابِ سلطانی)

یہ لفظ اب بھی شمالی ہند میں بولا جاتا ہے۔

چولا کرنا = اودھر پاسو ڈاین اتھی یک بلا
ادتین ڈونگراں کلسو کیتی چولا
چولا پاک کرخاک سٹتی اد کاڑ
بسیا گاؤں اس ٹھار سو بورے باڑ

(بڈن نامہ)

[ب ۔ چولا = چولھا۔]

چولنا = کرتا۔ اونچا کرتا۔

پکڑ اس کو دھوتی دیا چولنا

پچھوڑی و پگڑی و لوٹا چھنا

(اضرابِ سلطانی)

چونا ڈالنا = قلعی کرنا۔ سفیدی کرنا۔

یہ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:

"دیواروں پر چونا ڈالنے بولو"

چونے کی کھیر = اظہارِ عصمت کرنا۔ عصمت و نیکی کا امتحان دینا۔

اگر نیک اور باعصمت ہے تو منھ کو چونے سے کچھ گزند نہ پہنچے گا۔ اس کے دکھانے کے لیے قلعی کا چونا کھایا جاتا تھا۔ دلی میں بھی یہ رسم تھی۔ وہاں بیوی زنیں بیوی کی صحنک کھانے سے پہلے اپنی پاکی کا ثبوت چونے کی طشتریاں چاٹ کر دیتی تھیں۔

تو اگر شرفہ کلادے کیا ہوا
بھی چونے کی کھیر کھادے کیا ہوا

(تنبیہ النسا)

چوہا مسّی =

ہوئی کنگی چوٹی سہاگن کے بات
لگائی چوہا مسّی وہ نیک ذات

(قصہ نور جہاں بیگم)

چھل واری = لٹھا۔

ایک قسم کا سفید سوتی کپڑا جس کے پاجامے، پلنگ کی چادریں وغیرہ بنائی جاتی ہیں۔ یہ عام طور پر چالیس گز کا ہوتا ہے۔ اس لیے چھل واری نام پایا۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:

" چھل واری کا تھان چالیس روپے کا ہے "

چیتیا = چاہا۔ خواہش کی۔ اس کا مصدر چیتنا ہے۔

کہا دل میں بورا میں کس کا چیتیا
جو میرے سر پہ ایسا وقت بیتیا

(قصہ ء لال و گوہر)

یہ دلی میں اب تک مروج ہے۔ جیسے: " اللہ محمدؐ کے چیتے " " مریں مدعی مریں برا چیتے "، " ہے ہے کروں تمہارے حریفوں کی۔ بھتی کھاؤں تمہارے برا چیتوں کی۔ "

[الف ـ چیتیا = خیال۔ منصوبے۔

میرے دل میں چیتیا آتا ہے۔ (انوارِ سہیلی)]

چیر = شگاف۔ دراز۔ تڑخ۔

مرے یک ہاتھ کا چابک جو بیٹھے
تو شمہ کیا زمیں میں چیر پیٹھے

(قصہ ء ابو شمہ۔ الف)

ا د ۔ چیرا = (۱) شگاف۔زخم (۲) دھجی۔ کپڑے کی پٹی۔ کترن (۳) دوپٹہ۔

چیرا = پگڑی۔ ایک قسم کی دستار۔

سجا سر پہ چیرا سیاہ فام کا
دلے تھا وہ صد لاک کے دام کا

(قصہ، سیاہ پوش)

یہ لفظ اب بھی دلی میں بولا جاتا ہے۔
قلعے کی شہزادیاں طبیب کو "چیرے والا کہتی ہیں"

الف ۔ چیرا = غلام
(۱) اس دن سیں ہوا ہوں تیرا چیرا (کلیاتِ ولی)
ب ۔ چیرا = پگڑی۔ پتھرا

چینڈکی = چوٹی جو ہندو مرد سر پر رکھتے ہیں

پُچھے پھر ترا رسم کیا کیا اہے
کہا سر کو ذک چینڈ کیاں جن رکھے

(ابلیس نامہ)

یہ لفظ اب بھی حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔

[ب ۔ چینڈکی = چوٹی۔]
{ حیدر آباد میں چینڈکی کو جنُوٹ بھی کہتے ہیں۔ (م۔ت) }

چینڈکیاں = جمع چینڈکی کی۔ منت کی پیٹ کے بالوں کی لٹ جو بچوں کے سروں پر چھوڑ دی جاتی ہے۔

اسی وقت بال سر کے سب کرے دور
نہ رکھنا چینڈکیاں چوٹیاں کا دستور

(قصہ، محفوظ خانی)

جن لوگوں کے بچے زندہ نہیں رہتے وہ منّت ماتتے ہیں کہ اگر بچہ زندہ رہا تو عقیقے کے وقت اس کے تمام سر کے نجس بال نہیں کٹوائیں گے بلکہ کچھ ان میں سے چھوڑ دیے جائیں گے۔ ان چھوٹی ہوئی لٹوں کو تیج تہوار میلے تقریب میں بہت سنوارتے ہیں اور گوٹے مسالے کے موباف ڈال کر گوندھ کر سامنے دونوں طرف لٹکا رہنے دیتے ہیں۔ اس قسم کی منت کے لڑکے اب بھی حیدر آباد کے بازاروں، گلیوں میں نظر آجاتے ہیں۔

چھاپا = شب خون۔

کِتوں کوں جو تھا دل میں چھاپے کا ہول
دونو رہ کوں اپنے دیے جلد کھول

(اضرابِ سلطانی)

[د ۔ چھاپا = (۱) مہر۔ ٹھپا۔ (۲) چھاپنے کا آلہ۔ (۳) شب خون۔ رات میں دشمن پر اچانک حملہ کرنا۔ (۴) نقشہ۔ صورت۔ تصویر۔ (۵) سانچہ ڈھالنے کا ظرف۔ (۶) کھلیان پر ٹھپا لگانے کا آلہ۔ (۷) اخبار۔ چھپی ہوئی چیز۔]

چھاتی بھر آنا = دل بھر آنا۔ آب دیدہ ہونا۔

حسن تب بولی کہ سن اے جوہری
کیا سبب بھر آئی ہے چھاتی تری (قصہ، دل و حسن)

چھٹو = دکنی عورتوں کی کوئی فرضی موکلہ ہے۔

(فقہ، محفوظ خانی)

چھٹی مادلی =

پوجا چھٹی کا کر باسن بھراتے
چھٹی مادلی لگر اس کو مناتے

(فقہ، محفوظ خانی)

چھڑی دار = چوب دار۔ برقنداز۔ پیادہ۔

اسی وقت بھیجا چھڑی دار کو بلایا ہے سلطان نے عیّار کو

(قصہ، سیاہ پوش)

[الف _ چھڑی دار = چوب دار۔
چھڑی دار تجہ دار کے جھاڑ سب
(سیف الملوک بدیع الجمال)]

چھکڑ = لپڑ۔ ریپٹ۔ تمانچہ۔ تھپڑ۔ چپت۔ دھول۔

میں چھتا تھا مال ان سوں لینا نکر
یہ چھکڑ لگے گی سوتیں تھی خبر

(اضرابِ سلطانی)

سراپا رات دن مانند جھکڑ چلا آندھی کے سر پر مار چھکڑ

(قصہ، لال و گوہر)

چھکڑ اب بھی حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔

چھلکار = چمک۔ روشنی۔

انن سوں جنگل سب اجالا پڑیا
او چھلکار سوں چاند کالا پڑیا

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

چھند =

یو ہنگام تیرا ہے آنند کا
جو کھانے پینے شوق کے چھند کا

[الف ۔ چھند = چال۔ مکرو فریب۔ ترکیب۔ نفاست۔ حسن و خوبی۔ ناز و انداز۔

(۱) اپیں چھپیا کھیلے چھند (نو سرہار)

(۲) اس لطافت اس چھنداں سوں نظم ہور نثر ملا کر گلا کر یوں تیں بولیا۔ (سب رس)

(۳) سنیا تھا کہ ناری دھرے بھوت چھند (کلیات بحری)

ب ۔ چھند = مکرو فریب۔ ارادہ۔ آرزو۔ ناز۔ فَن۔ ہنر۔ ماتند۔
نخرہ۔ ترکیب۔ کرشمہ۔

د ۔ چھند = مکر۔ فریب۔ جل۔ (۲) ہندی نظم۔ (۳) ماتند۔]

○●○

ح

حاضر ہونا = جانا۔ رخصت ہونا۔

یہ آج کل حیدرآباد میں بولا جاتا ہے اور شاید اس کا استعمال تفاؤلاً پڑا ہو۔ جیسے: " حاضر ہوتا ہوں "

دلی میں اس کے معنی بالکل برعکس ہیں۔ وہاں آنے کے معنوں میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:

" آپ تشریف رکھیں میں ابھی حاضر ہوتا ہوں "

حاضری = کھانا۔ طعام۔

حاضری نوفل نے منگوا روبرو
آپ کھایا اور کھلایا قیس کو

(بہارستانِ عشق)

[د ـ حاضری = (۱) موجودگی۔ (۲) وہ کھانا یا نقدی جو میت والوں کو ان کے رشتے دار دیتے ہیں۔ (۳) ناشتہ۔ (۴) کباب۔ شیرمال۔ حلوہ جس پر شہدائے کربلا خصوصاً حضرت عباس کی فاتحہ دلاتے ہیں۔ (۵) نام کا پکارا جانا۔ گنتی ہونا۔ (۶) عدالت یا مدرسے میں حاضر ہونا۔

حاقن =

امامت مکروہ حاقن کی اندھ لنگرہ سو
حاقن فاسق مبتدع سب تن کوڑھی ہو

(فقہ ہندی۔ عبدوامین)

حجلو بنو کرنا = شادی کی ایک رسم ہے اس کو ادا کرنا۔

انھوں میں سے ایک اٹھ کے تیار ہو
لگی کرنے دولہن کو حجلو بنو

(قصہ نور جہاں بیگم)

حرام کا = حرامی۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:

"واہ رے حرام کے"

[د ـ حرام زادہ۔ حرام کا = (۱) ولد الزنا۔ وہ شخص جو بے نکاحی ماں سے پیدا ہوا ہو۔ (۲) شریر۔ بدذات۔ فسادی۔ فتنہ پرداز۔]

حِرفت = مکاری۔ فریب

بہوت حرفت کی باتاں سوں منتر کر
پیالے پھر خمرُ کے سات بھر کر

(قصہ ابو شحمہ۔ الف)

یہ لفظ اب تک دلی میں ان ہی معنوں میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:
"اری چھٹ چھندی تیری حرفتوں کو میں خوب جانتی ہوں۔"

[د ۔ حرفت = پیشہ۔ کسب۔ کاریگری۔ (۲) ہنر۔ علم۔
(۳) چالاکی۔ عیاری۔ مکاری۔]

حسناک = حسین۔ خوب صورت۔ شعلہ رو۔

پری زادوں میں جو جو تھے حسناک
ہوئے میدانِ رقاصی میں چالاک

(قصہء لال و گوہر)

حصن مکتوب = ایک کتاب کا نام۔

زشمس الدین محمد کوہستانی
حصص مکتوب میں یو ہے معانی

(فقہء محفوظ خانی)

حکمتی = دانا۔ وزیر۔ مشیر۔

بولا حکمتی کوں کہا بیر بلار
حاضر رہے سو سب فوج در حال کار

(بڈن نامہ)

[د ۔ حکمتی = چالاک۔ ہوشیار۔ فلسفی۔]

ooo

خ

خاسیے سلانا = خصیے سہلانا۔ خوش آمد کرنا۔

یہ اصطلاح بازاری ہے۔

حقیقی عاشقاں اکثر کلاتے
امیراں کیچ جا خاسیے سلاتے

(قصہ ملا)

خرچ ور = خراچ۔ مصرف۔ فضول خرچ۔

(جدید دکنی)

خِنجن = دھوبن۔ ایک قسم کا پرندہ۔

یہ چڑیا کے برابر ہوتا ہے اور چتکبرا ہوتا ہے۔ ہر وقت دُم تھرکاتا رہتا ہے۔ نالوں، موریوں کے کنارے کِرم چگتا پھرتا ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ پرندہ نقال بھی ہوتا ہے اور سدھانے سے سدھ جاتا ہے۔

یہ لفظ آج کل حیدرآباد میں پرندوں کے شوقین استعمال کرتے ہیں۔

خور = بیکار۔ بے فائدہ۔ لاحاصل۔

نصیحت خور ہے سوتے ہور متے کوں
اثر نئیں عشق میں جلتے بھٹے کوں
(قصہ ء ابو شحمہ۔ الف)

خوزادہ = صاحب زادہ۔ شہزادہ۔ حاکم کا لڑکا۔

انکھیاں میں کھول دیکھی تو خوزادہ
ابو شحمہ ہے خاصہ شاہ زادہ
(قصہ ء ابو شحمہ۔ الف)

یہ لفظ دلی میں اب بھی مثلوں میں آجاتا ہے۔ جیسے:
"باپ نہ دادے، مار خو زادے"

خوش بوئی جنساں = خوشبو کی چیزیں۔ خوشبویات

صبا اٹ صفادے رکھوں گی یو ٹھاؤں
دیوا لاکو خوش بوئی جنساں جلاؤں
(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

○●○

د

داب = دبدبہ۔ رعب۔

صباحت میں دے توں ملاحت کا آب
رکھیا حسن کے تیغ کا جگ پہ داب

(علی نامہ۔ الف)

دلّی میں یہ رعب کا تابع ہو کر بولا جاتا ہے جیسے:

"مرزا مغل کا وہ رعب داب تھا کہ گابھنی گابھ ڈالتی تھی"

[الف _ داب = ساکھ۔ وزن۔

(۱) بڑے ٹھگ فنداں میں سو میرا ہے داب (میناستونتی)

(۲) جم خسروی کے داب کی با ہوستی پیا (دیوان عبداللہ قطب شاہ)

د _ داب = (۱) شان و شوکت۔ (۲) نمود و نمائش۔ (۳) رعب۔ دبدبہ۔ دھاک۔]

داٹ = چڑھ۔ قریب۔ قربت قریب۔ نزدیک۔ گنجاں۔

کہ کوئی کس پر داٹ آنا سکے
گر آدے اچھوتا چہ جانا سکے

(علی نامہ۔ الف)

دسے ٹیک جاگا لئی جھاڑ داٹ

کہ دستی نہ تھی کتیں سوبی اس میں باٹ
جھرب داٹ جھاڑاں کی جو پیر تھا
دو کانٹیاں کوں ڈانکیاں کا تاثیر تھا
اگر داڑی اچھے تو داٹ کس کو
خلال داڑی کا کرنا لازم اس کو

(فقہ، محفوظ خانی)

[الف _ داٹ = بہت۔ کثرت سے۔

(۱) ملے داٹ جوں گھر میں مہمان دار (طوطی نامہ)

ب _ داٹ = سخت۔ گہرا۔ مضبوط۔ زور۔ قوت۔ حملہ۔ گھنا۔ گنجان۔ فیاض۔

د _ داٹ = (۱) انبوہ۔ ہجوم۔ (۲) گہرا۔ (۳) سخت۔ (۴) مضبوط۔]

داٹ پکڑنا =

ولے شمر نے دیک فرخ کی باٹ
سینا داٹ پکڑیا اتھا دل اُچاٹ

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

داٹنا = **پھٹنا۔ کوٹنا۔ پیٹنا۔**

سخاوت یو کرتی چلی اپنے ہات
ابھالاں سو غم کے گئے چھاتی داٹ

(مینا ستونتی ولورک)

[الف _ داٹنا = دبانا۔ مغلوب کرنا۔

(۱) برت شہ کوں داٹیا بہوت زور سوں (قطب مشتری)

ب ـ داٹنا = پکڑنا۔ بھرپور ہونا۔ اکٹھا ہونا۔

د ـ داٹنا = (۱) ہجوم کرنا۔ اکٹھا ہونا۔ (۲) بھرپور ہونا۔]

دایت = دائی پن۔

دنیا میں بورا یو مرا دود ہے
یو دایت میری غیب کا تیر ہے (؟)

دٹانا = سرپٹ دوڑانا۔ بڑھانا۔

دٹائے اسی طرف گھوڑے کے تئیں
بہوت بیگ اڑایا پون ہو کو دئیں

(جنگ نامہ حنیف شاہ)

درائی = دُہائی۔ حکومت۔

درائی تری ہفت اقلیم میں
فلک سرنگوں تیری تعظیم میں

(علی نامہ۔ الف)

درگ = قلعہ۔ ارک۔ گڈھ۔

کِتے یاد کر ضرب توپ و شہاب
چھپے درگ اسفل میں کر اضطراب

یہ سنسکرت کا لفظ ہے۔ بمعنی قلعہ

(اضرابِ سلطانی)

یہ لفظ کنڑی معلوم ہوتا ہے۔ دکن کے اکثر اسماءِ مقامی کی ترکیب میں

مستعمل ہوا ہے جیسے: نلدرگ۔

[ب ۔ درگ = ناقابلِ فتح۔ ناقابلِ فہم۔ ناممکن الحصول۔
دشوار گھاٹی۔ ایک راکشس کا نام۔]

درونا = اندر والا۔ دل۔ قلب۔ جی۔ جان۔

مرے دل کی دریا کی لیایا اتال
کیا سرمہ میرے درونی کو جال

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

[الف ۔ درونا = اندرون۔ دل۔ بطون۔
(۱) کوڑ آدمی اوپر چکنا دستا، درونے میں روکھا۔ (سب رس)
ب ۔ درونا۔ درونی = باطن۔ باطن میں۔ درونیاں (جمع)
د ۔ درونا = وہ زخم یا پھوڑا جس کا منھ اندر کی طرف ہو۔ باطن۔ اندرونی۔]

دست لقچہ = چھوٹی گٹھڑی۔

اصیلوں نے لے دست لقچہ زری
لپیٹ اس میں چادر وہ لوہو بھری

(قصہ، نور جہاں بیگم)

یہ لفظ اب بھی دلّی میں بولا جاتا ہے۔

[د ۔ دست لقچہ = چھوٹا تھیلا۔ ہینڈ بیگ۔]

دستور = وزیر۔

اٹھا بول دستور معلوم نئیں

یہ مخفی سخن جو کہ مفہوم تئیں

(قصہ، سیاہ پوش)

دستی = ہاتھ میں رکھنے کا چھوٹا رومال یا دستمال۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:

"یہ دستی عنبر پیٹ کی ہے"

[د _ دستی = (۱) ہاتھ کے متعلق۔ (۲) ہاتھ کے ذریعے۔ ہاتھ سے۔ (۳) مشعل۔ فلیتہ۔ (۴) چھوٹا دستہ۔ چھوٹا قبضہ (۵) کشتی کا ایک داؤ۔ (۶) چھوٹا سا قلم دان جو ہاتھ میں رہے۔ (۷) پیالہ یا مٹی کا گلاس جس کے دو دستے ہوتے ہیں۔ (۸) چھوٹا رومال (۹) مدد۔ امداد۔]

دسے = معلوم ہو۔ نظر آئے۔ اس کا مصدر دسنا ہے۔

اس کے دیگر مشتقات بھی دکنی اردو میں استعمال ہوتے ہیں۔

یو گھر آج مجھ کوں یو سونا دسے

دلے دکھ یو دکھ مج کوں دونا دسے

(وفات نامہ حضرت فاطمہ)

[الف _ دسنا = دکھائی دینا۔

(۱) دسیں تج منے سب سیادت کے سین (بغات نامہ)

(۲) یوں محمد دیکھے جو آفتاب کے اجیالے میں تارے اچکر نہیں دستے۔

(معراج العاشقین)

ب _ دسنا = دکھائی دینا۔

د _ دسنا = دکھائی دینا۔]

دگر بھانت کرنا = دگر گوں کرنا۔

اپس مکھ سے چھپلی سیاہ خال کو
دگر بھانت اپنا کئی حال کو

(قصہ، سیاہ پوش)

دعا کہنا = دعا دینا۔

ہوا شہ کوں حاصل جو او مدعا
سناسی کوں کہتا ہزاراں دعا

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

دغدغا = دھکڑ پکڑ۔ دگدا۔ فکر۔ چنتا۔ خوف۔

محبت ستی مج سوں ہم دم ہوا
مرے دل میں کا دغدغا کم ہوا

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

[ب _ دغدغہ = خوف۔ اندیشہ
د _ دغدغہ = (۱) خوف۔ ڈر۔ تشویش۔ خدشہ۔ کھٹکا۔ (۲) گدگدی۔]

دکھ پو دُنبل = درد میں پھنسی لفظی معنی ہوئے۔
کوڑھ میں کھاج با محاورہ معنے۔ تکلیف سی تکلیف۔
مصیبت پر مصیبت۔

نزیک تھا جو دم جائے اس کا نکل
کہی ہائے لیو کیا ہے دکھ پو دنبل

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

[الف ۔ دکھ پر دنبل ہونا (دنبل = دنبالہ) =
ایک مصیبت پر دوسری مصیبت۔ سیر پر سوا سیر۔
(۱) یو دکھ پر دنبل ترا بولنا (قطب مشتری)
(۲) کہی جائے یو کیا ہے دکھ پر دنبل (رضوان شاہ و روح افزا۔ ب)]

دکھ دھکانا = دھک دھک کرنا۔ خوف کھانا۔ لرزنا۔
ترساں و لرزاں ہونا۔ دہکانا۔ سلگانا۔ تیز کرنا۔

[الف ۔ دھک دھکانا = جگمگانا۔ چمکنا۔
(۱) دبی دھک دھکاتے زرینے ستی (طوطی نامہ)
دھک دھگانا = چمکنا۔
(۲) ہور جنگل دھگ دھگانے لگیا (انوارِ سہیلی)
ب ۔ دھکنا = جلنا۔ مشتعل ہونا۔ آتش بجاں ہونا۔
د ۔ دھک دھکانا = (۱) تیز جلنا۔ چمکنا۔ روشن ہونا۔ ٹمٹمانا۔ (۲) دھڑکنا۔
تھرتھرانا۔ (۳) گھبرانا۔ بے چین ہونا۔]

دکھیلا = مصیبت زدہ۔ آفت رسیدہ۔ دکھیارا۔

اندھارے اور ہلاکی میں اکیلا
رہتا ہے اونچ زندہ ہو دکھیلا
(فقہ، محفوظ خانی)

دل دوڑانا = دماغ پاشی کرنا۔ دل ڈالنا۔ جی لگانا۔

نکھے کام میں کیا میں دوڑاؤں دل (مینا ستونتی و لورک)
[الف ۔ دل دوڑانا = خواہش کرنا۔

(۱) مجھنے کام پر کیا میں دوڑاؤں دل (مینا ستونتی ولورک)

ب ـ دل دوڑانا = آمادہ ہونا۔ خواہش کرنا۔]

دلق =

دعا کرتے تھے سب شمہ کے حق میں
یہی تھی آرزو سب کے دلق میں

(قصہ، ابو شمہ)

دلملانا = تلملانا۔ بے قرار ہونا۔

چلے شمہ وہاں تے دلملاتے
چلے صد حیف کر افسوس کھاتے

(قصہ، ابو شمہ)

[ب ـ دل مل = رگڑ۔ مسل۔]

دل میں گُندنا = تصور کرنا۔ دل نشین کرنا۔ دل میں رکھنا۔

ترا روپ میں خوب دل میں گندیا
توں آخر ملے گی مگر دل بندیا

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

[الف ـ دل میں گندنا = دل میں بسانا۔

(۱) ترا روپ میں خوب دل میں گندیا

(رضوان شاہ و روح افزا۔ ب)]

دم گھٹانا = دم دینا۔ جان دینا۔ مرنا۔

[الف ۔ دکھ پر دنبل ہونا (دنبل = دنبالہ) =
ایک مصیبت پر دوسری مصیبت۔ سیر پر سوا سیر۔
(۱) یو دکھ پر دنبل ترا بولنا (قطب مشتری)
(۲) کہی جائے یو کیا ہے دکھ پر دنبل (رضوان شاہ و روح افزا۔ ب)]

دکھ دھکانا = دھک دھک کرنا۔ خوف کھانا۔ لرزنا۔
ترساں و لرزاں ہونا۔ دہکانا۔ سلگانا۔ تیز کرنا۔

[الف ۔ دھک دھکانا = جگمگانا۔ چمکنا۔
(۱) دبی دھک دھکاتے زرینے ستی (طوطی نامہ)
دھک دھگانا = چمکنا۔
(۲) ہور جنگل دھگ دھگانے لگیا (انوارِ سہیلی)
ب ۔ دھکنا = جلنا۔ مشتعل ہونا۔ آتش بجاں ہونا۔
د ۔ دھک دھکانا = (۱) تیز جلنا۔ چمکنا۔ روشن ہونا۔ ٹمٹمانا۔ (۲) دھڑکنا۔
تھرتھرانا۔ (۳) گھبرانا۔ بے چین ہونا۔]

دکھیلا = مصیبت زدہ۔ آفت رسیدہ۔ دکھیارا۔

اندھارے اور بلاکی میں اکیلا
رھتا ہے اونچ زندہ ہو دکھیلا
(فقہ، محفوظ خانی)

دل دوڑانا = دماغ پاشی کرنا۔ دل ڈالنا۔ جی لگانا۔

نہنے کام میں کیا میں دوڑاؤں دل (مینا ستونتی و لورک)

[الف ۔ دل دوڑانا = خواہش کرنا۔

(ا) نجھنے کام پر کیا ہیں دوڑاوں دل (مینا ستونتی دلورک)

ب ۔ دل دوڑانا = آمادہ ہونا ۔ خواہش کرنا ۔]

دلق =

دعا کرتے تھے سب شمہ کے حق میں
یہی تھی آرزو سب کے دلق میں

(قصہ ابو شمہ)

دلملانا = تلملانا ۔ بے قرار ہونا ۔

چلے شمہ وہاں تے دلملاتے
چلے صد حیف کر افسوس کھاتے

(قصہ ابو شمہ)

[ب ۔ دل مل = رگڑ ۔ مسل ۔]

دل میں گُندنا = تصور کرنا ۔ دل نشین کرنا ۔ دل میں رکھنا ۔

ترا روپ میں خوب دل میں گندیا
توں آخر ملے گی مگر دل بندیا

(رضوان شاہ و روح افزا ۔ الف)

[الف ۔ دل میں گندنا = دل میں بسانا ۔

(ا) ترا روپ میں خوب دل میں گندیا

(رضوان شاہ و روح افزا ۔ ب)]

دم گھٹانا = دم دینا ۔ جان دینا ۔ مرنا ۔

جکوئی تجھ یاد میں دم کوں گھٹاوے
مسیحا ہو موئے کوں پھر اٹھاوے

(قصہ ابو شحمہ)

دن اوگے = (طلوع ہونا)

سجدہ تلاوت بھی نا کرے نماز جنازہ سو
جب دن اوگے اٹھوں جب دو پہرا ہو

(فقہ ہندی۔ عبدوامین)

[ب _ اوگے = طلوع ہو۔]

دن پو دن = دن بہ دن۔ روز بہ روز۔

ہوا دن پو دن وہ محبت زیاد		دو چار و منے خوش ہوا اتحاد

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

دند کار = بو کی کثرت۔ بدبو۔

مت رہے جیوں جاہلاں اسرار میں
بھنگ گانجہ کا دیکھو دند کار میں

(تنبیہ النسا)

[الف _ دند کاری = دشمنی کرنا۔ دشمن۔

(۱) یو چھنال خدا تے نہیں ڈری۔ کیا بلا کری جھگڑا الانساری۔ دند کاری۔

(سب رس)]

دندی = دشمن۔ حریف۔ مخالف۔

ایتا تو میرا جیو بچائی ہے توں
دندی کوں مرے منج دکھائی ہے توں

(رضوان شاہ و روح افزا ۔ الف)

| الف ـ دندی = (س = دوندی) دشمن۔

(۱) اٹھ کے جیو کا دندی ہوئے (نوسرہار)

(۲) قدرت تھے کہکش آسے کر دندیاں کے سوارا ہوے

(کلیاتِ محمد قلی قطب شاہ)

(۳) خدا نہ روزی کرے کس کو بند دندی کا۔ (سب رس)

ب ـ دندی = رقیب۔ سوکن۔ جفا کار۔ دشمن۔ |

دن میں مشال گرمی میں شال دیوانہ پن کی چال =

یہ کہاوت بھی آج کل حیدر آباد میں بولی جاتی ہے۔

دنیا دار = مال دار۔ خوش حال۔

اُسی کا ولایت بہت شہار تھے
سبھی خلق وھاں کے دنیا دار تھے

(میناستونتی ولورک)

[الف ـ دنیا دار = خوش حال۔

سبھی خلق واں کے دنیا دار تھے (میناستونتی)]

د ـ دنیا دار = (۱) دھندوں میں پھنسا ہوا آدمی۔ (۲) ظاہری اخلاق کا آدمی۔
ملنسار آدمی۔ (۳) چالاک آدمی۔ امیر آدمی۔]

دوتی = کٹنی۔ قاصدہ۔

[ب ـ دوتی = پیام رساں عورت۔ دلالہ۔]

دورانا = دوہرانا۔ دہرانا۔ ہیر پھیر کے کہنا۔ دوبارہ کہنا۔

کہی کیا ستاتی ہے ناپاک ذات
جو پھر پھر دوراتی ہے توں اپنچ بات

(مینا ستونتی دلوفک)

[الف ـ دورانا = دہرانا۔

کہ پھر پھر دوراتی ہے تو اپنچ بات (میناستونتی)]

دھابا = کچی دیوار۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔

[الف ـ دھابا = کوٹھا۔ اٹاری۔

ہور دھابے سوں نیچے اُتر کر آتی (انوارِ سہیلی)

د ـ دھابا = (۱) مٹی کی ہموار چھت۔ (۲) مکان جس کی چھت ہموار ہو اور مٹی کی بنی ہو۔ (۳) پہلی نظر۔]

دھابلی = ڈربہ۔ مرغیوں کے بند کرنے کی جگہ۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔

دھاپش (دھاپوش) کرنا = مارے مارے پڑے پھرنا۔

گڑبڑ کرنا۔ گھبرانا۔
یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔

دھام = امر۔ حکم۔ دھمکی۔
اٹھاردیں اٹھارا سکل کام پر
او آتی ہے مجھ کام ہور دھام پر
(ابلیس نامہ)

دھام دھوم = دھوم دھام
مچ گئی ہے گھر میں اس کے دھام دھوم
سب ادا کرنے لگے رسم و رسوم
(بہارستانِ عشق)

دھانا = آنا۔ گھسنا۔
او لورک جو اس ٹھار پر آئے گا
توچنداکوں لے سات رو دھائے گا
(مینا ستونتی ولورک)

چڑھ دھاوت نہ ڈرات
[الف ـ دھانا = دوڑنا۔ لپک کے جانا۔
(۱) یہ نوا آبِ حیات ہے۔ جکوئی دھایا ہرگز زوراں سوں کہنے تیں پایا۔
(سب رس)

(۲) سوئیں رائے رائیاں کنے دھائیا (طوطی نامہ)

(۳) گفتار کہ خضر ہو توں اس چشمے پاس دھانا (دیوانِ عبداللہ قطب شاہ)]

دھاندل = ضد۔ ہٹ۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے اور ضد کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ جیسے: "ان کا بچہ دھاندل کرنے لگا" لیکن دلّی پیاری میں بے ایمانی اور رومٹ بازی کے معنوں میں برتا جاتا ہے۔ جیسے: وہ بڑا رومٹ باز ہے۔ "کھیل میں بڑی دھاندل کرتا ہے" "یہ دھاندل ٹھیک نہیں۔ میں نے خود پتے چراتے اور بدلتے دیکھا ہے"

دھاندلی

[د ۔ دھاندل = (۱) جھگڑا۔ تکرار۔ (۲) بے ایمانی۔ دھوکا۔ فریب۔]

دھرتری = دھرتی۔ زمین۔

کھی ڈھونڈنے جاؤ کتیک پری
جہاں لگ دریا جاں لگ دھرتری

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

[الف ۔ دھرتری = زمین۔ دھرتی۔

(۱) کہ اسماں تے خوب ہوی دھرتری (قطب مشتری)

(۲) ہری ہو دھرتری ساری دسے پاچاں میں جیوں ناری

(دیوانِ عبداللہ قطب شاہ)

(۳) دھرتری پو پھر کو تماشا دیکھو۔ (انوارِ سہیلی)

ب ۔ دھرتری = لغزش۔ لرزش۔ کپکپاہٹ۔ زمین۔

د ۔ دھرتری = (۱) زمین۔ (۲) مٹی۔ اراضی۔ (۳) دنیا۔]

دھر دھر = دھل دھل ۔ بھل بھل ۔ سے خون بہنے کی حالت کے اظہار کے لیے یہ الفاظ استعمال ہوتے ہیں ۔

چھلپے پاداں منے آدیں گے بھر بھر
چلے گا خون اس چھلیاں سوں دھر دھر (قصہ ۔ بلا)

دھک دھکا = دھر دھر ۔ بھڑکنا ۔ تیزی کے ساتھ جلنا ۔

جلے انگ میرا سکل دھک دھکا
بلکتا ہوں اس دک ستی تکپکا
(ابلیس نامہ)

دھک دھکی = دھکڑ پکڑ ۔ وحشت ۔ خوف ۔

قضا اس کی انکھیاں میں پھرنے لگی
قضا اس کے دل میں سٹیا دھک دھکی
(اضرابِ سلطانی)

دہگارنا = دہکانا ۔ سلگانا ۔

صندل اور اگر لا کو لکڑیاں دہگار
لگائی اسے غم کی تازی انگار
(مینا ستونتی ولورک)

دھگڑے دیوانی = دھگڑوں پیٹی۔

یہ گالی آج کل حیدرآباد میں مروج ہے۔

دھماں دھم لگانا = گھونسے لگانا۔ کوٹنا۔

دھماں دھم لگا سینے کے بھیتر
کیے ٹکڑے سینے کے اندر جگر

(قصہ ءسیاہ پوش)

دھنگر = گوالیا۔ مویشی پالنے والا۔

بیٹھی خوب دھنگرا نچل لاکو پاک
مانڈی چرخہ ہوموں کوں لاپھر کو خاک

[الف _ دھنگر = چرواہا۔
یہ کتنا دھنگر کا ہے۔ (انوارِ سہیلی)۔
د _ دھنگر = چرواہا۔ گھوسی۔]

دھوبلا = لہنگا۔

یہ لفظ آج کل حیدرآباد میں بولا جاتا ہے۔ یہ لفظ خیال پڑتا ہے، میں نے دلّی پیاری میں سنا ہے مگر غالباً کسی اور معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ اس کی تحقیق کی جائے۔

دھووی = دونی۔ دگنی۔ دوہری۔

"کہ اب مج پو دھودی ہوئی ہے بلا"

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

دھیت = خبیث روح۔ بلا۔ چڑیل۔ ڈائن۔

تجھے بھوت دیو دھیت را کاس ہے

مجھے حق نبی مصطفےؐ آس ہے

(بڈن نامہ)

دھیٹ =

زمیں سے اٹھانے لگی پیٹ کو

وہ رو رو ڈرانے لگی دھیٹ کو

(قصہ، نور جہاں بیگم)

[الف ۔ دھیٹ = دھٹائی۔ مضبوطی۔

کراو جوان شک دور وئیں دھیٹ سوں (طوطی نامہ)

ب ۔ دھیٹ = بے شرم۔]

دھیر = طرف۔ سمت۔

او جنگل سے نکل چلے در امنگ

سو اک گاؤں کے دھیر پونچے نسنگ

دھیر کی ایک اور صورت دھر ہے اور اس سے ادھر۔ ادھر۔ جدھر۔

تدھر۔ ودھر اور چوندھیر نکلے ہیں۔

[الف ۔ دھیر = طرف۔ سے۔

کھواؤ ملحد کیر ایاں بیاں یک یک منج دھیر۔ (خوش نامہ)]

دھیر = دھیرج ۔ صبر ۔ اطمینان ۔ تسلّی ۔ ہمت والا ۔ حوصلہ ۔ استقلال ۔

نہ ہمسایہ کوئی دھیر کا دینے ہار
نہیں کوئی یہاں باج پروردگار
(مینا ستونتی ولورک)

[الف ـ دھیر = ہمت والا ۔ حوصلہ ۔ استقلال ۔
(۱) ملک شاہ بن جگ کو کچ دھیر نیں　　(رضوان شاہ و روح افزا ۔ ب)
(۲) اب تو سن یہ دھیر بچن　　(رموز السالکین)

دھیڑ = { نیچ ذات کی ایک قوم ۔ (م ۔ ت) }

گرو گئے دوار کا پیر گئے مکہ
انگریز کے راج میں دھیڑ مارے دھکا
یہ کہاوت آج کل حیدرآباد میں بولی جاتی ہے ۔
[ب ـ دھیڑ = دکن کی ایک اچھوت قوم]

دھینپا = بھیلی ۔

لیے کوئی مصری کا سر پر گھڑا
لیے کوئی گوڑ کا دھینپا بڑا
(چوہے بلی نامہ)

یہ لفظ ڈھیپا ہے بمعنی تودہ ۔ یہ گُڑ کے علاوہ کسی بھی چیز کا ہو سکتا ہے ۔ جیسے مٹی کا ڈھیپا

دیاونت = مہربان ۔ رحیم ۔

دیاونت داتا سخی مرد اہے
مسلمان موم دل اہل درد اہے

(بڈن نامہ)

[الف _ دیاونت = دیا والا۔ کریم۔

(۱) اس اللہ کے ناؤں سوں سب جگت
جودانی ، دیاونت اس کی صفت

(لیلیٰ مجنوں۔ احمد دکنی)

(۲) دیاونت ، داتار ، نامی اہے۔ (سیف الملوک بدیع الجمال)

د _ دیاونت = رحم دل۔ مہربان۔]

دیٹ = ڈنٹھل۔

ڈیٹ

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔

دکنی میں کبھی بھی ڈ کو د سے بھی بدل دیا جاتا ہے

دیندار = قرضہ۔ قرض داری۔

دینداری

مجھے دین داری سے محفوظ (؟) رکھ
الٰہی جہاں میں تو محفوظ رکھ

(قصہ ، نور جہاں بیگم)

یہ لفظ ہندی حاصلِ مصدر دین اور فارسی دار کی ترکیب سے دیندار اسم فاعل کی اچھی مثال ہے۔

یہ لفظ اب بھی دلّی میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:

"اللہ کسی کو قرضہ اور دیندار نہ کرے"

دیوتن = دیوی ۔ دیوتا کی تانیث ۔

کھے کوئی دیول نہ اس حرف بن
کہ آتی ہے اب دیو کی دیوتن

(چندر بدن مہیار)

دیوٹیاں = ایک قسم کی قندیل ۔

ستارے اس انگے دس آئے ہیں
کہ جیوں دیس کوں دیوٹیاں لائے ہیں

(میناستونتی و لورک)

یہ لفظ حیدر آباد میں اب بھی بولا جاتا ہے ۔

[الف ـ دیوٹی = چراغ ۔ مشعل ۔

ستارے اس انگے دس آئے ہیں
کہ جیوں دیس کو دیوٹیاں لائے ہیں

(میناستونتی و لورک)

ب ـ دیوٹ ۔ دیوٹا ۔ دیوٹی = چراغ ۔ مشعل ۔ چراغ دان ۔]

دیول میں بکرا مرغی دینا = مندر میں بکرے اور مرغ کی بھینٹ چڑھانا ۔ دکن کی عورتوں کے توہمات کو ظاہر کرتا ہے ۔

بمن کو ناریل دھوتی و چانول　　بھی بکرا مرغی جو دیتے ہیں دیول

(فقہ محفوظ خانی)

دیس = دن۔روز۔

سکت پائے کوئی دیس موذی اگر
وبال اس کوں دے جیوں کہ چمٹی کوں پر

(علی نامہ۔الف)

[الف ۔ دیس = دن۔روز۔

(۱) دیس اندھاری کاری رات (نوسرہار)

(۲) جو ابرے کچھ دیس چیلاں اگھائیں (کدم راؤ پدم راؤ)

(۳) دنیا دو دیس کی کوئی تیں کسی کا۔ (سب رس)]

○●○

ڈ

ڈارنا = ڈالنا۔

حکم پانی ناپاک ہے سارا ڈالو ڈار
ممکن نہیں ہو ڈارنا جوا کی ذوالابصار

(فقہ ہندی عبدوامین)

گیتوں میں اب تک اسی طرح آتا ہے۔ جیسے:
"موپہ ڈار گیو ساری رنگ کی گگر۔ میں جو بھولے سے
دیکھن لاگی ادھر۔ ساری ڈار گیو موپہ رنگ کی گگر"

[الف ـ ڈارنا = ڈالنا۔

(۱) اندھارا دین کرنے تیں سواو دیپک بجا ڈارے۔

(کلیاتِ شاہی)

(۲) جن جو یو سب ڈار سبک بار اچھے (کلیاتِ بحری)

ب ـ ڈارنا = ڈالنا۔]

ڈاواں = بایاں۔ الٹا۔ چپ۔ دائیں کا نقیض۔

اذاں بولے طرف سیدھی سراسر
کھے ڈاویں طرف قامت برابر

(فقہ محفوظ خانی)

یہ لفظ آج بھی مستعمل ہے۔

لگت بھی اونچ دھووے ہاتھ ڈاواں
ضرب کھینچے لے کونی سو بھی انگلیاں　　(فقہ، محفوظ خانی)

حیی علی الفلاح بھی بولنا مگر اس وقت
منہ ڈاویں طرف رکھ کر بولنا　　(فقہ، محفوظ خانی)

[الف ـ ڈاواں = ڈاوا۔ بایاں۔

(۱) سلام کے وقت سیدھے ڈاویں موں پھرانا سنت ہے۔　　(فرائض اسلام)

(۲) جس کی ڈاویں آنکھ سوں سیدھی آنکھ چھوٹی اچھینگی۔　　(احکام الصلوٰۃ)

(۳) کھانے میں مکروہ دس چیزیں ہیں اول ڈاوے ہاتھ سے کھانا　　(کنزالمومنین)

ب ـ ڈاواں = بایاں۔
ڈاویں = بائیں

د ـ ڈانواں۔ ڈاواں = بایاں۔ چپ۔]

ڈُبکا دینا = دھوکا دینا۔ ٹالنا۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔

ڈُپاّ = دونا۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔

ج ـ ڈپاّ = دونا۔ ٹوپی۔]

ڈغلا = دگلا۔ روئی کا بھرا سینہ بند جو زرہ کے نیچے پہنتے تھے۔

اگر چڑے سے یا ڈغلا دیا ٹوپ
وہ موزے اور سلح کا ہوئے اسلوب　　(فقہ، محفوظ خانی)

ڈگ = قدم۔

[ب ۔ ڈگ = قدم۔

د ۔ ڈگ = لمبا قدم۔]

ڈگ ڈگ = قدم قدم۔ چپہ چپہ۔

ہر یک ڈگ پو چشمے کے ڈگ ڈگ شکار

ہرن کے مندے سو ہزاراں ہزار

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

[الف ۔ ڈگے ڈگ = قدم قدم۔

(ا) ڈگے ڈگ پر ہزاروں سوں تھے آفت (انوارِ سہیلی)

ب ۔ ڈگ ڈگ = قدم قدم۔]

د ۔ ڈگے ڈگ = قدم قدم۔ قدم قدم پر۔]

ڈنڈارس = ایک قسم کا باریک و مہین کپڑا۔

ڈنڈارس کی انگیا جھلا جھل تمام

کٹوری پہ ڈانک اور چمکی کا کام

(قصۂ نور جہاں بیگم)

[ب ۔ ڈنڈارس = کپڑے کی قسم۔]

ڈوپاؔ = ٹوپی۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔

[الف ۔ ڈوپا = ٹوپی۔

(۱) گیتی گگن کے پات کوں ڈوپا طرے ہور بار کا (علی نامہ۔ الف)

ب ـ ڈوپا = پگڑی۔ دستار۔]

یہ لفظ ٹوپی کے علاوہ دوسرے کی طرح کی چیز کے لیے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔

ڈوپا مارنا = ٹوپی پر مارنا۔ چپت مارنا۔
ٹوپی کو چپت مار کر گرا دینا۔
یہ محاورہ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔

ڈونگر = پہاڑ۔ کوہ۔ پربت۔
بھی مشرق کے ڈونگر میں سوں دوسرے دن
نکل آیا سورج شعلہ گگن
(میناستونتی ولوراک)

[الف ـ ڈونگر = پہاڑ۔
جن یہ سر جیا ڈونگر کوہ (نوسرہار)
ب ـ ڈونگر = پہاڑ۔ چٹان۔
د ـ ڈونگر = (۱) اونچی زمین۔ ٹیلا۔ پہاڑ۔ پہاڑی علاقہ۔ پہاڑی ملک۔]

ڈھال = وضع۔ قطع۔ گھاٹ۔ طور۔
کہ ویسا کسی شاہ کوں کوئی نہ تھا
دریا میں بی او ڈھال موتی نہ تھا
(قصہ، رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

[د ـ ڈھال = (۱) نشیب۔ نیچی جگہ۔ ڈھلوان (۲) سپر۔ تلوار۔ تیر۔ نیزے کا وار نیزے کا وار روکنے کا ایک چوڑا ہتھیار۔ (۳) طور طریقہ۔ وضع۔
(۴) رسم و رواج۔ (۵) سایہ۔]

ڈھالیا = چھجاّ۔ سائبان۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔

[ج _ ڈھالیا = برامدہ۔ اسارا۔]

ڈھگار = ڈھیر۔ تودہ۔ انبار۔ پشتہ۔

دیکھے جا بجا تھا مردیاں کا ڈھگار (جنگ نامہء حنیف شاہ)

[الف _ ڈھگار = انبار۔ ڈھیر۔

(۱) یہ انگار میرے لکڑیاں کی ڈھگار میں کہاں سوں پڑی (انوارِ سہیلی)

ب _ ڈھگار۔ ڈھگارا = ڈھیر۔

ج _ ڈھگار = ڈھیر۔ انبار۔ تودہ۔

د _ ڈھگار۔ ڈھگار = ڈھیر انبار۔]

ڈھونگ پھیلانا = فیل مچانا۔ مکاری کرنا۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:

"اگے حضرت تم بڑے وہ ہیں خوب ڈھونگ پھیلائی ہے"

[د _ ڈھونگ = فریب۔ ریاکاری۔ بناوٹی باتیں۔

ڈھونگ رچانا = فریب کا جال پھیلانا۔]

ڈھیپا = ڈلاّ یا بھیلی۔

جیسے گڑ کا ڈھیپا۔ مٹی کا ڈھیپا۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔

[الف _ ڈھیپا = (ڈھیپ) ڈھیر۔

پھترے بھیج بھیج آب سوں ڈھیپاں نمن لگے اتھے۔ (علی نامہ۔ ب)

ج _ ڈھیپا = ڈھیلا۔]

ڈیٹنا = دیکھنا۔

تین بار سو اگلے پانی بہت نہ بیٹ
استنجے میں بول مت عورت اپ نہ ڈیٹ

(فقہ، ہندی عبدامین)

ڈیرا = مکان۔ خانہ۔ ٹھکانا۔ جگہ۔

کہے کوئی جا کہو مادر کوں میرے
تمیں اس وقت کیا بیٹھے ہیں ڈیرے

(قصہ، ابو شحمہ۔ الف)

اب ۔ ڈیرا = خیمہ۔

د ۔ ڈیرا = (۱) خیمہ۔ تنبو۔ (۲) عارضی قیام گاہ۔ (۳) گھر مکان۔ ا

○●○

ذ

ذکر لگنا = تصور رہنا۔ ذکر کرتے رہنا۔ یاد کرنا۔

اچھے روح افزا کوں شہہ کیچ فکر
لگے رات دن اس کوں اس کیچ ذکر

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

ذوالفقار = بھنگراج۔ ایک قسم کا سیاہ پرند جو جھانپل سے بڑا ہوتا ہے اور دم مقراضی ہوتی ہے۔ یہ بڑا نقاّل ہے۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔

[د ـ ذوالفقار = حضرت علی کی تلوار کا نام۔]

○●○

ر

رات سرنا = رات گزرنا۔ شب تمام ہونا۔

نہیں نیند آئی ان کوں ذری
یو باتاں منے رات ساری سری

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

رات لگانا = دیر لگانا۔ رات زیادہ کرنا۔ بڑی رات کرنا۔

لگی پوچھنے اے وفادار من
بڑی رات کیوں آج لاگی تمن

(قصہ، سیاہ پوش)

راتے رات = راتوں رات۔ فوراً رات ہی کو۔

او لورک جو گوال ناپاک ذات
گیا شاہزادی کوں لے راتے رات

(چندا و لورک)

[د _ راتوں رات۔ راتارات = رات ہی رات میں۔ ایک رات میں۔]

راج واٹ کرنا =

بلا بامناں کوں کرے راج واٹ
بسر کر خدا کو کرے کام لاٹ

(ابلیس نامہ)

راج سور = چلّہ۔ چھٹی۔

پائے ہیں ماں باپ نے از بس سرور
لاگے کرنے خوب جشنِ راج سور

(بہارستانِ عشق)

راج ور = صاحبِ حکومت۔ راجہ۔ بادشاہ۔ حاکم۔

دھرے رب کرم کی نظر جس اپر
گدا ہے تو پل میں کرے راج ور

(قصہ ملیکا)

اس میں "راج" سے "ور" کی ترکیب قابلِ غور ہے۔ ہندی فارسی کا پیوند لگا کے اسمِ فاعل بنایا ہے۔

راحت = آرام۔ چین۔

قدیم دکنی اردو میں یہ لفظ مذکر بولا جاتا تھا۔

او کھاتی تھی الوان نعمت جتا
منگے باج بھیک اس کو راحت نہ تھا

دلّی میں نعمت اور راحت دونوں مونث بولے جاتے ہیں۔

راز کا ماہر = بھید جاننے والا۔ ہم راز۔

ترے راز کا کوئی ماہر نہیں
ترے کوئی کینے سے باہر نہیں

(قصہ سیاہ پوش)

راسک راست = من و عن۔ سچ سچ۔

بلا افلاح کوں اپنے پاس بولے
جو کچھ تھا اس یو راسک راست کھولے

(قصہ ابو شحمہ۔ الف)

[الف ـ راسک راس۔ راسیک راس = ٹھیک ٹھیک۔

(۱) ایسے مرد عورتاں سے بہتر راسک راس، ایسے مرد بیکے ہیں پچاس۔

(سب رس)

(۲) لگیا چاکری کرنے راسیک راس (طوطی نامہ)

ب ـ راسک = راست۔ ٹھیک۔

راسک راس = ٹھیک ٹھیک۔]

راک = راکھ۔ خاکستر۔

لیجا کر اس کوں آتش میں جلائے
لے اس کی راک بارے پر اُڑائے

(منصور نامہ)

ا الف _ راک = راکھ۔

سورج ترا روپ دیکھ کر جوگی ہوا ہے رشک سوں
کِرناں جٹاں ،ہالہ گھٹا بھر دھوپ کی لایا ہے راک
(دیوانِ ہاشمی)

ب _ راک = راکھ۔]

راکھنا = رکھنا۔ دھرنا۔

جنے عشق کی رہ میں راکھا قدم
اسے جیو دینے کا کیا دل میں غم
(قصہء سیاہ پوش)

[الف _ راکھنا = رکھنا۔

ایکن راکھے آس تڑاؤ (نو سرہار)

ب _ راکھنا = رکھنا۔]

رام پھل = یہ ایک قسم کا پھل ہے۔ اس میں ہیک بہت ہوتی ہے۔

یہ گرمیوں میں پکتا ہے۔ دکن میں بہت ہوتا ہے۔ اس کے درخت میں نے سیلون میں دیکھے ہیں۔ روایت ہے کہ سری رام چندر جی کے لیے یہ پھل پیدا ہوا تھا۔

[ج _ رام پھل = ایک قسم کا ہرا شریفہ۔

د _ رام پھل = ایک قسم کا سرخ رنگ، ترشی مائل شریفہ جو رام چندر جی کو بہت مرغوب تھا۔

رانتنا = کاٹنا ۔ گزارنا ۔ راندنا ۔

اسی خیال میں دیس کوں رانتا
اجھوں او ترا ناؤں نئیں جانتا

(رضوان شاہ و روح افزا ۔ الف)

[الف ۔ راتنا = (راندنا ۔ راندن) مصیبت اٹھانا ۔ جھیلنا ۔

لگی وقت اس سات گزراتنے
سو دن دن لگیا دکھ سوں اور اتنے

(طوطی نامہ)

ب ۔ راتنا = حکم رانی کرنا ۔ نکال دینا ۔ مصیبت جھیلنا ۔]

راوت =

ٹوٹیا بھڑکل قلعے کا ہو شکستہ
چلیا پھر ذوق کا روات کھمستا

(قصہ ابو شحمہ ۔ الف)

[ب ۔ راوت = مالک ۔ مہاراجا ۔ شہنشاہ ۔ سردار ۔ بہادر ۔
د ۔ راوت = (۱) بہادر ۔ شجاع ۔ سورما ۔ (۲) راجپوتوں کی ایک قوم ۔
(۳) خاکروبوں کی ایک اعلیٰ قوم جو دوسروں کا جوٹھا نہیں کھاتی ۔]

رتالو = شکر قند ۔ ایک قسم کی ترکاری ہے ۔

یہ ایک بیل کی جڑ ہے اور بہت مزے دار و شیریں ہوتی ہے ۔ اس کو ابال کر یا بھون کر کھاتے ہیں ۔ اس کی کھیر ، حلوا ، پراٹھے ،

گلگلے وغیرہ دوسری چیزیں بھی تیار کرتے ہیں۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ لیکن دلّی میں رتالو، اروی، کچا اور پنڈالو کی ایک قسم ہے۔ جو رنگ میں تو شکر قند سے ملتا ہے لیکن مزا اروی اور کچالو کا سا ہوتا ہے۔ علی گڑھ میں شکر قند کو گنجی کہتے ہیں۔

[د _ رتالو = اروی کی مانند ایک قسم کی جڑ۔]

رِتی = شاید ریت کے لیے استعمال ہوا ہے بہ معنی رسم۔ طریقہ۔

الٰہی گنہ بخش ہور مجھ خطا
رتی کرتوں ایمان کے مجھ عطا

(شمائل نامہ)

[الف _ رتی = ریت۔ طریقہ۔

(۱) حضرت کہے ہیں یوچ نبی کے رتی کہ "الکذب لا امتی"۔ (سب رس)

ب _ رتی = ریت۔ قول۔]

رچنا = باندھنا۔

رچی توپ ہمت بہانڈنی سراست
دھرے تس پہ دارو او گولے تھے راست

(من لگن)

[الف _ رچنا = بنانا۔ جمانا۔ آراستہ کرنا۔

جیتا معوی کھیار چ رچ (نوسرہار)

ب _ رچنا = بنانا۔ ترتیب دینا۔ تصنیف کرنا۔ ایجاد کرنا۔ پیدا کرنا۔

د ۔ رچنا = (۱) سرایت کرنا ۔ اثر ہونا ۔ (۲) مہندی کا رنگ لانا ۔
(۳) شروع کرنا ۔ پھیلنا ۔ سامان مہیا کرنا شادی کرنا ۔ (۴) جزوِ بدن ہونا ۔
(۵) کبوتر کا خانے میں جانا ۔ (۶) کھانا ہضم ہونا ۔ (۷) بننا ۔ مرتب ہونا ۔
(۸) ایجاد ہونا ۔ (۹) کام پر لگنا ۔ (۱۰) استعمال کرنا ۔ (۱۱) متعلق ہونا ۔
(۱۲) واقف ہونا ۔ مانوس ہونا ۔ (۱۳) گانے میں سم جانا ۔ (۱۴) قسمت میں ہونا ۔ (۱۵) محبت کرنا ۔ (۱۶) فطرت ۔ (۱۷) شکل ۔ صورت ۔ بناوٹ ۔
(۱۸) نظم ۔ گیت ۔

رخصت دینا = اجازت دینا ۔ حکم دینا

کندورے بچھانے کی رخصت دیا (رضوان شاہ و روح افزا ۔ الف)

[ب ۔ رخصت = اجازت ۔

د ۔ رخصت = (۱) اجازت ۔ منظوری ۔ رضا ۔ (۲) روانگی ۔ کوچ چلنا ۔ جانا ۔
(۳) وداع ۔ جنازہ اٹھنے کا وقت ۔ (۴) وقفہ ۔ مہلت فرصت ۔
(۵) جائیں ؟ اجازت ہے ؟

ردّا دینا = دھوکا دینا ۔

یہ محاورہ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے ۔ جیسے :
"واہ حضرت میرے کو خوب ردّا دیے"

رکاڑا کرنا = حملہ کرنا ۔

غضنفر سنیا سو پکارا کیا
بہوت بیگ اد آ رکاڑا کیا
(جنگ نامہ ، حنیف شاہ)

رکت = لہو۔ خون۔

رکت اس بچاری کے ہات کوں لگا
نجانے نمن تیونچ کا دینچ سلا

(مینا ستونتی دلورک)

[الف _ رکت = (س: رکت) خون
جیوں کہ شنگرف یا کہ رکت　(نوسرہار)
ب _ رکت = خون۔
د _ رکت = (۱) لہو۔ خون۔ (۲) سرخ رنگ۔ (۳) رنگ دار۔ رنگین۔
(۴) بے حد مشتاق۔ فریفتہ۔]

رکیلا رکیل = دھکا پیلی۔ زور آزمائی۔

او گج مست پر گج کوں لالا کو ٹھیل
کیے زور در زور رکیلا رکیل

(بڈن نامہ)

[الف _ رکیل = حملہ۔
(۱) اہے یہ تو دشمن کا پہلا رکیل۔　(انوارِ سہیلی)

رم ڈھول = ایک قسم کا باجا۔

عقب ان کے طنبور اور بانسری
بگل اور رم ڈھول جھانجیں کئی

(قصہ، نور جہاں بیگم)

رموز = مذاق ۔ دل لگی ۔ ٹھٹھا ۔

کہا چوبداراں یو بیراں کو لیو
رموز مجھ سوں کیے سزا ان کوں دیو

(بڈن نامہ)

[د ۔ رموز = رمز کی جمع ۔ اشارہ ۔ راز ۔ بھلا ۔
رموزیں چھانٹنا = نوک جھونک کی باتیں کرنا ۔]

رن گھام = نعرہ ۔ چیخ ۔ صدا ۔ آواز ۔

جہاں عشقِ صنم کا ہے اکھاڑا
وہاں رن گھام جایا نے اکاڑا

(قصہ ، ملا)

[ب ۔ رن گھام = میدانِ جنگ کا کھم ۔ بہت بہادر ۔]

رن گھام کاڑنا = بلبلانا ۔ چیخ مارنا ۔ بلبلا کر رونا ۔ بلکنا ۔

وہاں سب خلق کا رہتا اکھاڑا
جہاں او " کیا لکھوں " رن گھام کاڑا

(قصہ ، ملا)

یہ لفظ اب بھی حیدر آباد میں بولا جاتا ہے اور بچوں کے بلبلا کر رونے کے لیے استعمال ہوتا ہے اور دکنی دیہات کی عورتیں اکثر بولتی ہیں ۔

رن کھنڈل = جھگڑا ۔ لڑائی ۔ جنگ ۔ جھڑپ ۔

دیکھیا اس کوں یک ناگ کالا نکل
او دو نو منے خوش ہوا رن کھنڈل

(رضوان شاہ و روح افزا۔الف)

رنگ ڈالنا = رنگ کرنا۔روغن کرنا۔رنگنا۔

یہ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔جیسے:
"میں میستری سے کرسیوں پر رنگ ڈالنے بولا"

روٹی چڑھانا = دکنی عورتوں کی ایک قسم کی منت ہے۔

(فقرہ محفوظ خانی)

رو ریائی = رو رعایت۔پاس داری۔لحاظ۔

اچھے لئی شرع پر قائم او بھائی
نہ تھا رکھتا کسی کی رو ریائی

(قصہ ابو شحمہ۔الف)

[ب ـ روریا کرنا = لحاظ کرنا۔مروت کرنا۔
د ـ روعایت = پاس۔لحاظ۔طرف داری۔]

روسیام = روسیاہ۔کالا منھ۔

آکے یک یک نے جو کی اوپر تمام
دیکھی یک فر پر بیٹھا روسیام

(بہارستانِ عشق)

یہ ہندی فارسی ترکیب قابلِ ملاحظہ ہے۔

روما‌ل　=　ایک قسم کا کپڑا جو سر پر مثلِ پگڑی کے لپیٹا جاتا ہے۔ یا عورتیں مثل ساڑی کے استعمال کرتی ہیں۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:

"عنبر پیٹ کا تلیا رومال پونے تین وار کا ہوتا ہے"

"رومال دس ہاتھ کا بھی ہوتا ہے"

{　رومال　=　لفظی معنی وہ کپڑا جس سے چہرہ پونچھا جاتا ہے۔ لیکن دکن میں اجرک کو رومال کہا جاتا ہے جسے سر پر باندھتے ہیں کاندھے پر ڈالتے ہیں اور مختلف کام لیتے ہیں ____ (م۔ت) }

ریل　=　قطار۔ فوج۔

پیچھے اس لگ گئی بچوں کی ریل
رنج اس دکھیا کا اور ان کا تھا کھیل

(بہارستان عشق)

[ا　د　_　ریل　= (۱) رو۔ پانی کا چڑھاؤ۔ طغیانی۔ سیلاب۔ (۲) دھکا۔ (۳) دھار۔ (۴) بھیڑ۔ ہجوم۔]

○●○

ز

زبان گردان کرلینا = چپ ہو جانا۔

کرامت بے نہایت جان کر سب
لیا عادل زباں گردان کر سب

(قصہ ابو شحمہ۔ الف)

زٹ = مست۔ جوبن میں بھری ہوئی۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:

"خوب زٹ ہے"

زٹ باز // گپ باز
زٹے باز // " "
زٹے مارنا // گپ ہانکنا

زراین =

گریباں کری چاک دامن لگن
اتاری بھی ابرن زراین کنگن

(قصہ سیاہ پوش)

[الف ۔ زرائن = پوشاکِ زریں۔

پنہاں سب زرائن ہر اک دھات پھر (ابراہیم نامہ)

ب ۔ زرائن = زرتار لباس۔ زرکار۔ زیور۔]

زرورازرور = ضروری۔ بالتاکید۔ بالضرور۔

حکم سن خزانچی زرورا زرور
اوشاں پر اینٹاں بھر کو بھیجیا حضور (بڈن نامہ)

زرینا = زربفت۔ زرتار۔ ایک قسم کا زرین کپڑا۔

مکلل زرینے میں سارا بدن
زرینے کوں تھا اس بدن سوں لگن

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

زمیں سخت ہور آسماں دور ہونا = زمیں سخت اور آسماں دور ہونا۔

علاج اس کے کاں مج کوں مقدر رہے
زمیں سخت ہور آسماں دور ہے

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

[د ۔ زمیں سخت ہے آسماں دور ہے = سخت مصیبت اور بے بسی کے موقع پر کہتے ہیں۔ نہ سختی کے باعث زمین میں سما سکتا ہوں نہ دوری کے سبب آسماں پر پہنچ سکتا ہوں۔ کچھ کرتے دھرتے نہیں بنتی۔]

زنانہ = زنخا۔ ہیجڑا۔ نامرد۔ زنانی۔ عورت۔

زنانیوں کی باتوں پہ پایا دغا
ہے سچ نئیں ہے رانڈاں میں بوئے وفا

(اضرابِ سلطانی)

[د _ زنانہ = (۱) مخنث۔ ہیجڑا۔ وہ مرد جو عورتوں کی سی حرکتیں کرے
(۲) پردہ نشین عورتوں کے رہنے کا مکان۔ حرم سرائے
(۳) پردہ۔ (۴) نامرد۔ ڈھیلا۔ سست۔]

زود = جلدی۔

ساڑھے باون تول جو روپا ہو موجود
پندرہ ماشہ اور دو رتی زکات جدا کر زود

(فقہ ہندی۔ عبدوامین)

[د _ زود = جلد۔ شتاب۔ فوراً۔ ابھی معاً۔]

زیاد = زیادہ۔

دو برس کا جب ہوا وہ خورد سال
مہر و مہ سے تھا زیاد اس کا جمال

(بہارستانِ عشق)

کشت ظاہر ہو گئی حد سے زیاد
ہونے لاگے خلق کی حاصل مراد (بہارستانِ عشق)

[د _ زیاد = زیادہ کا مخفف۔]

زیاستی = زیادتی۔ جور۔ ظلم۔

ہے چوتھا غصہ ہور ظلم زیاستی
کرے کوئی غریباں پو ناراستی (ابلیس نامہ)

باہر والے اب بھی زیاستی کہتے ہیں۔

[ج _ زاستی = زیادتی۔ افزونی۔]

○●○

س

سات = ساتھ۔ ہم راہ۔

نا کچھ کھاوے نا پیوے نا سوئے دن رات (= خدا)
نا روئے نا وہ ہنسے نا بیٹھے نا چلے سات

(فقہ ہندی)

[ب _ سات = ساعت۔ ساتھ۔ ساتھ۔ سات (،)۔ سے۔]

ساٹن = ایک قسم کا سوتی کورا کپڑا ہے جو گزی سے ملتا جلتا ہے۔ عام طور پر جھاڑن، صافیاں، چاندنیاں اور غریب غربا کے کپڑے اس کے بنتے ہیں۔ یہ سفید ہوتا ہے دو گز سے لے کر پون گز تک کا عرض ہوتا ہے۔

یہ لفظ حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:

"ساٹن کے ایک تھان میں اس دالان کی ایک چاندنی بنے گی"

دلّی میں ساٹن انگریزی ریشمی کپڑے کو کہتے ہیں جو غلطے کی طرح ہوتا ہے۔

[ساٹن = (Satin) ایک قسم کا دبیز بھڑکیلا۔ ریشمی کپڑا۔ اطلس۔]

ساک =

نا جورو نا مرد ہے نا شہوت نا ساک
نا مائی نا باپ ہے نا بیٹا نا دیہہ (دھی = بیٹی) آک

(فقہ ہندی۔ عبد وامین)

[د ۔ ساک = غصہ۔ شرم۔]

سالو = قند۔ ایک قسم کا سرخ باریک کپڑا۔

کہ جوں باریک سالو کالے کپڑا
کھے جوں کانٹوں کے جھاڑوں میں سنپڑا

(فقہ محفوظ خانی)

[ب ۔ سالو = ایک گہرے سرخ رنگ کا مہین کپڑا۔
د ۔ سالو = ایک قسم کا سرخ رنگ کا کپڑا۔ لال ململ۔]

سانج = شام۔

ہوئی سانج تو اڑ کو آتا ہے یاں
وقت آپنا اد گماتا ہے یاں

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

[الف ۔ سانج = شام۔
دیور باج اندھیارا اچھے گھر میں سانج (لیلیٰ مجنوں۔ عاجز)
ب ۔ سانج = سانجھ۔ شام۔
د ۔ سانجھ = (۱) شام کا وقت (۲) دوستی۔]

سانچ کوں آنچ نتیں = سچ پر آگ اثر نہیں کرتی۔

یہ ایک مثل سے اور اب تک اسی طرح بولی جاتی ہے۔ البتہ
بجائے کوں کے "کو" اب کہتے ہیں۔

دیکھو یہ قول سب دس پانچ کہتے
کہ نئیں ہے سانچ کوں کچھ آنچ کہتے

(قصہ، ملا)

[ب ۔ سانچ = سچائی۔ سچ۔]
د ۔ سانچ کو آنچ نہیں = سچ کو کوئی ضرر نہیں پہنچ سکتا۔]

سپور = تمام۔ سب۔

بڑے چار سو بولتا ہوں سپور
اول سب میں داؤد کا ہے زبور

(قصہ، ملیکا)

[سپور = مکمل۔ پورا۔
(۱) ترا بھید تو جانتا ہے سپور (معراج نامہ)
ب ۔ سپور۔ سپورن = بھرا ہوا۔ پر۔ کامل۔ مکمل۔ لبریز۔ پورا چاند۔]
د ۔ سپورن (سم پورن) = (۱) سارا۔ تمام۔ کل۔ (۲) بھرپور (۳) پورا چاند۔]

ست = راستی۔ صداقت۔ سچائی۔

اگر وہ ہے ست اپر استوار
حرام اس پہ ہو جان دوزخ کی نار

(مثنوی صوفی)

[الف ۔ ست = جان۔ حقیقی وجود۔ اصول۔ ایمان۔ نیکی۔ عصمت وفاداری۔

(۱) مائی باپ کے من کی ست (نوسرہار)

(۲) بارے جیوں آبِ حیات پیونے کوں موں پساریا اپنا ست اپنا پت ہاریا۔ (سب رس)

(۳) اگر کوئی تمھیں ست نہ بدلاؤ تے (طوطی نامہ)

ب ـ ست = عصمت۔ طاقت۔ زور۔ سچائی۔ عرق۔ رس۔ خوبی۔ فضیلت۔ نیکی۔ سادھو۔ مردِ نیک۔ پاک اعلیٰ۔

د ـ ست = (۱) سچائی۔ سانچ۔ صداقت۔ صدق۔ راستی۔ (۲) ایمان۔ دھرم۔ یقین۔ سچ۔ صحیح۔ درست۔ بجا۔ (۴) کھرا۔ سچا۔]

ستمی (سَمتیں) = { ظالم۔ ستم کرنے والا۔ (م۔ت) }

مدینہ ہور مکہ سنبالنے کوں
رکھے ستمی کفر کوں جالنے کوں
(قصہ ابو شحمہ۔ الف)

سنے پر بات سٹ اس کوں اُچائے
سوتی تھی نیند میں ستمی جگائے
(قصہ ابو شحمہ۔ الف)

[ب ـ ستمی = ظالم۔]

ستمی = جان بوجھ کر۔

نکو ستمی تمیں دوزخ میں جاؤ
بھلائی ڈر خدا کا دل میں لاؤ
(قصہ محفوظ خانی)

پسینہ با وضو کرتے سو بونداں
نہ ستی ڈال پانی میں ہے چھٹواں
(قصہ، محفوظ خانی)

روزہ ستی توڑے گا تو وہ ظہار کے برابر ہے ظہار کہے تو اپنے قبیلے کو نکاح حرام ہے عورتوں میں سبوں ایک کی تشبیہ دیا تو۔ جیسا ماں یا بھان یا بیٹی بولیا تو۔ یو کفارہ لازم ہوا اسے ہر گز نا بولنا۔
(فقہ، محفوظ خانی)

دعا ماثورہ آخر لگ ہے پڑنا
نہ اس کوں ترک تو ستمیں سوں کرنا (فقہ، محفوظ خانی)

ستّور = بُغدا۔ قصائی کی بڑی چھری۔
یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔

ستیزی = برّش۔ کاٹ۔
نظر میں توں خوباں کی تیزی دیا
توں چھپ کے کھڑگ میں ستیزی دیا
(علی نامہ۔ الف)

سٹیا = سٹا۔ ڈالا۔ اس کا مصدر سٹنا ہے۔ پرانی دکنی اردو میں "یا" ماضی مطلق کی علامت ہے۔
کتیک دن کے بعد از اجالا سٹیا

اد بگی سو مچھی اسے آلگیا

(قصہء گلسری خاتونِ جنت)

پکڑنا سے پکڑیا۔ کہنا سے کہیا وغیرہ۔

متذکرہ بالا قاعدہ کی رو سے ماضیِ مطلق جو مصادر سے بنائے گئے ہیں۔ ان کے نمونے ہیں۔

[الف ـ سٹنا = چھوڑنا۔ گرنا۔ پڑنا۔

(۱) کوئے کیرا مارگ سٹ (نوسرہار)

(۲) سئی مست ہو ہوشیاری انے (قطب مشتری)

ب ـ سٹ دینا = چھوڑ دینا۔ پھینک دینا

د ـ سٹنا = (۱) سازش کرنا۔ مل جانا۔ (۲) جڑجانا۔ چپک جانا (۳) چھوڑنا پھینکنا۔]

سجان = سجن۔ دوست۔ مہربان۔ بھلے مانس۔ میاں۔ بنے۔

وو فرخ کوں دے کر کہی اے سجان
مرے شہہ کوں انپڑا یو میرا نشان

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

[الف ـ سجان = سجن۔ محبوب۔

کہ تج یاد کرتا اچھوں اے سجان (قطب مشتری)

ب ـ سجن = دوست۔ محبوب۔ معشوق۔]

سجر = سانی۔ مویشیوں کی ایک غذا۔

دیکھو بیل بھینساں کوں سجرتے سٹیا
بغیر گھانس ان کوں نہ لاگے میٹھا

سجنجل =

اسی وضع سوں کر بہوت قیل وقال
ہو حیرت زدہ سب سجنجل مثال

(اضرابِ سلطانی)

[الف ـ سجنجل = (ع) آئینہ۔
(۱) یہ بوجھے وہ جو پہنچا ہے سجنجل کے معانی کوں (کلیاتِ ولی)
ب ـ سجنجل = آئینہ۔]
د ـ سجنجل = (۱) آئینہ۔ (۲) عینک۔ (۳) پگھلا ہوا سونا۔ چاندی۔
(۴) زعفران۔ (۵) خالص۔ صاف۔]

سچوٹی = سچائی۔ صداقت۔ ست۔

پکڑ کاٹیں گے میری ناک چوٹی
نکل جاوے گی میری کب سچوٹی

(قصہ، ملا)

اگر کچھ ہم منے ہوگی سچوٹی
موا کاٹے گا کیا کوئی ناک چوٹی

(قصہ، ملا)

[الف ـ سچوٹی = سچائی۔
(۱) سچوٹی کا قاضی بھتر ہو کھڑا
کرے ہے زباں کوں عدل کا درا
(۲) ہر ایک کام۔۔۔ راستی ہور سچوٹی سیں کرنا۔ (انوارِ سہیلی)
ب ـ سنچوٹی = سچائی۔]

سحرگر = جادوگر۔ ساحر۔ یہاں مونث بہ طور استعمال ہوا ہے۔
بہ معنی جادوگرنی۔ ساحرہ۔

پنجم یو بھنْورنا رہے سحر گر
اپس مرد پر پیار دھرنا گگر

(قصہ، بلیکا)

سد بندنا = حد فاصل قائم کرنا۔

نِنھے ہور بڑے میں تہیں حد بندیا
دونو میں توں شمشیر کا سد بندیا

(علی نامہ۔ الف)

[الف ۔ سد بندنا = دیوار کھڑی کرنا۔

نِنھے ہور بڑے میں تہیں حد بندیا
دونوں میں توں شمشیر کا سد بندیا

(علی نامہ۔ب)

ب ۔ سد = دیوار۔]

د ۔ سَدّ = (۱) اوٹ۔ دیوار۔ پردہ۔ روک۔ دو چیزوں کے درمیان روک۔
(۲) ممانعت۔ روکنا۔]

سرب = تمام۔ سب۔

صحابی سات لے سارا سرب دل
نبی یلغار سوں اس پر دیے چل

(قصہ، ابو شحمہ۔ الف)

بدن میں توں اعضا مرکب ہزار
رکھیا کر مرتب سرب یک توں ٹھار

(علی نامہ۔ب)

[الف ۔ سرب = سب۔ کل۔ تمام۔
(۱) سرب دل سوں توں جائے جس باٹ تے (طوطی نامہ)
(۲) رکھیا کر مرتب سرب یک توں ٹھار۔ (علی نامہ۔الف)
ب ۔ سرب = تمام۔ مسافر خانہ۔ گرہن۔ سب۔ لاتعداد۔]

سرج = سورج۔ آفتاب۔ خورشید۔ مہر۔ سوریہ۔

کہ شاخاں او پاتاں دسے زیب دار
سرج کی بھی جھلکارتے تابدار

(نور نامہ۔ عنایت شاہ)

[ب ۔ سرج = سورج۔]

سُر منڈل = ایک قسم کا باجہ۔

دیکھت سوز سوں باجتا سر منڈل
دلاں میں اندیشا ہوا دل کھندل

(رضوان شاہ و روح افزا۔الف)

[ب ۔ سر منڈل = ایک قسم کا باجا۔]

سرن =

سنیا ناؤں اللہ کا جب پون

اسی وقت تصدیق کیتا سرن

(نور نامہ۔ احمد)

[الف ۔ سرن = (س = شرن) پناہ۔ ہندوانہ سلام۔

سل ہے مجھے جو دانت کی ہور زلف کی تری

اس "سین" کو سرن ہے اور اس "لام" کو سلام (کلیاتِ بحری)

ب ۔ سرن = (۱) خوب صورت۔ حسین۔ (۲) پناہ۔ آسرا۔ درست ہونا۔ ختم ہو جانا۔ گزر جانا۔ پورا ہو جانا۔ قدم بوسی۔ (۳) دیوی۔ دیوتا۔ (۴) روح۔ (۵) سجدہ۔ دل۔ (۶) محبوب ہونا۔

سرنا =

کہاں لگ کہوں میں یو سرنے کا تئیں

قیامت تلک یو بِسرنے کا تئیں

(ابلیس نامہ)

[الف ۔ سرنا = مکمل ہونا۔ پورا ہونا۔ ختم ہونا۔

(۱) رات کا عنبر سریا، صبح کی پھوٹی کرن (لطفی)

ب ۔ سرنا = ختم ہونا۔ پیدا ہونا۔ پھوٹنا۔ گزرنا۔]

سرانا = زیب دینا۔ سزاوار ہونا۔

الٰہی قوی توں سرے تجھ سکت

نہ دیتا توں بھارتی کس کے ہت

سرانا سرے اس سکت دار کوں

کہ آدھار ہے ان نرادھار کوں

(علی نامہ۔ الف)

[الف _ سرانا = سراہنا۔
سرائے تمیں تو نہ دھر دل پہ کچھ کہ رہتے ہیں (کلیاتِ بحری)
ب _ سرانا = سراہنا۔ تعریف کرنا۔
د _ سرانا = سراہنا۔ تعریف کرنا۔]

سِکا = چھلا۔ مندری۔ انگوٹھی۔ انگشتری۔

دیا بات فرخ کے ناما لکھا
نشانی دیا کاڑ اپنا سکا

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

[الف _ سکا = منقوش۔ تراشیدہ۔
(ا) سکا صورت خوب از حد (نوسرہار)
ب _ سکہ = انگوٹھی۔]

سگاں = جمع سگ کی۔ کتا۔

یہ کہہ کر وداع ہو کے اس سوں سگاں
گئے شہر پونے کوں کرتے فغاں

(اضرابِ سلطانی)

سگٹ = سب۔ یکساں۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:
"چھوٹے بڑے سب اس میں سگٹ ہیں"
[الف _ سگٹ = تمام۔

(ا) سگٹ اس دنیا کے دھندیاں کو ایک ایک چیز کی کمک ضرور ہے۔
(انوارِ سہیلی)

ب ۔ سگٹ = تمام۔ سب۔ کل۔ سارا۔
د ۔ سگٹ = کل۔ تمام۔]

سُگھڑ (س + گھڑ) = اچھے ڈول والی۔ خوش رو۔ خوش وضع۔

بڑی روح افزا کوں کھئ اے سگھڑ
نہیں شہہ میں کچ ہوش توں بات کر

(رضوان شاہ و روح افزا ۔ الف)

یہ لفظ اب بھی بولا جاتا ہے۔

[ب ۔ سگڑ = سگھڑ۔ صاحب سلیقہ۔
د ۔ سگھڑ = خوش سلیقہ۔ تمیز دار۔ ذی شعور۔ دانش مند۔ صاحبِ تمیز۔ کاری گر۔ دست کار۔ ہنر مند۔]

سلاڑی = جولاہا۔ یہ لفظ تلنگی کا ہے۔

"کمتر کمین یک سلاڑی"

(چرخے کا گیت)

سِل ٹانکنا = سِل رہانا۔

{ بڑے چوڑے پتھر کو سِل کہتے ہیں جس پر مصالحہ پیسے جاتے ہیں۔ سل کو لوہے کے ایک ہتیار سے پیٹ کر کھردرا بنایا جاتا ہے اسے سِل ٹانکنا کہتے ہیں ــــ (م۔ت) }

[د ۔ سل = مصالحہ پیسنے کا پتھر۔ پتھر کا لمبا چوڑا ٹکڑا جو عمارتوں میں لگایا جاتا ہے۔]

سلوقیہ = یک جزیرے کا نام ہے جو بدرہ ساحرہ کا مسکن ہے۔

سم = سامنے۔ مقابل۔ حضور۔

علی روتے سبوں سے جا کھڑے سم
کہے بخشو خطا حضرت عمر تم

(قصہ، ابو شحمہ۔ الف)

یہ دونوں شاہ روتے ان کو لاکر
عمرؓ کے سم کھڑے کیتے لجاکر

(قصہ، ابو شحمہ۔ الف)

[الف ۔ سم = سامنے۔ مقابل۔ برابر۔ ہم مرتبہ۔
(۱) عالم ہوا ہے خرم فردوس باغ کے سم (کلیاتِ محمد قلی قطب شاہ)
(۲) سودھن کے دس سم جو ہونے کوں آئے (قطب مشتری)
ب ۔ سم = اچھی طرح سے۔ ماتند۔ مشابہ۔ مثل۔ سامنے۔
مقابل۔ تاں۔ برابر۔]

سمّی = ہم نام۔ مانند۔

زہے شاہ عادل سمّی دلی علی ابنِ سلطاں محمد بلی

(علی نامہ۔ الف)

سناسی = سنیاسی۔ جوگی۔ عابد۔ مرتاض۔

اوڑیا جب او کھاندے پوتے پنک پسار
وتے ہیں سناسی ہوا ہوشیار
(رضوان شاہ و روح افزا ۔ الف)

سنچل = علم ۔ شبہ ۔ خیال ۔
نہ خلوت کا سنچل ہووے کسی کو
نہ کر فحشہ تو عورت کی خوشی کو
(فقہ ، محفوظ خانی)

[ب ۔ سنچل = آواز ۔ آہٹ ۔ بھنک ۔
د ۔ سنچل = آہٹ ۔ بھنک ۔ آواز ۔]

سنچل = پرچھائیں ۔ سایہ ۔ جھلک ۔
سوتی تھی سو او نار مہاڑی سندر
اُٹھی ہٹربڑاتی سنچل دیک کر
(مینا ستونتی و لورک)

سُنک = سن کر ۔
ندا سنک حق کا وہاں تے چلیا
یکایک او باری کوں آکر ملیا
(نور نامہ ۔ عنایت شاہ)

سنکل = زنجیر۔

یہ لفظ آج کل حیدرآباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:

"کتے کی سنکل کہاں ہے"

[الف ۔ سنکل = (س = شرنکھل) زنجیر۔

(ا) اس کے گلے میں بڑی گھٹ سنکل ڈالیا۔ (انوارِ سہیلی)

ب ۔ سنکل = زنجیر۔

د ۔ سنکل = (ا) زنجیر۔ کُنڈی۔ سنگل۔]

سنکل ڈالنا = کُنڈی لگانا۔

یہ آج کل حیدرآباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:

" دروازے کو سنکل ڈال دو "

مجھے شبہ ہوتا ہے کہ علی گڑھ میں بھی سنکل ڈالنا اور سنکل لگانا بولا جاتا ہے۔

سوس = تشنگی۔ پیاس۔

مجھے حرص کی سوس لاؤں نکو

مرا آبرد مجھ پلاؤں نکو

(علی نامہ۔ الف)

[الف ۔ سوس = احساس۔ جذبہ۔

(ا) مجے حرص کی سوس لاؤں نکو (علی نامہ۔ ب)

ب ۔ سوس = جذبہ۔ احساس۔ پیاس۔ جلن۔ تشنگی۔]

سو کی چھوڑنا = غپ مارنا یا لگانا۔

یہ محاورہ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:

"بڑی سو کی چھوڑا"

انہی معنوں میں شمالی ہند میں باہر والے سرُی چھوڑنا بولتے ہیں۔ میں نے علی گڑھ میں یہ محاورہ سنا تھا جیسے "اچھی سری چھوڑتے ہو"۔

دلّی میں سری چھوڑنا بے آواز ریاح خارج کرنے کے معنوں میں مستعمل ہے جیسے: "اہاں کیا سریاں چھوڑ رہے ہو سانپ اندھے ہو جائیں۔ ناگ کے بال جل جائیں۔" لیکن بازاریوں کا محاورہ ہے۔ عورتیں اس محاورے کو فتنہ پردازی کے محل پر استعمال کرتی ہیں۔ جیسے:

"تو بھی لنکا سیری کم نہیں۔ بیٹھے بیٹھے سرّیاں چھوڑتی ہے۔ جانے کیا خون خرابے کرائے گی"۔

سوں = سوگند۔ قسم۔

ترے شاہزادے کی سوں ہے تجھے
کہ ہے تیوں یو سب بولنا ہے مجھے

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

کہ تا شاہ کوں یار سوں نا ملاؤں
اسی رزق کی سوں کہ کھانا نہ کھاؤں

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

اب بھی میوات میں سوں، بہ معنی قسم بولا جاتا ہے۔ جیسے:

"ہے کاکی باپ کی سوں"

[الف ۔ سوں = قسم۔

(۱) اب بھی انکھیں یوں سوں کھاؤں (نوسرہار)

(۲) مصحف کی سوں وو ہمنا بھوت مانے گا۔ (سب رس)

۔ سنّوں کھانا۔ سوں کھانا = قسم کھانا۔ عہد کرنا۔

(۱) تیری تو میں سنوں کھائی (نوسرہار)

ب ۔ سوں = قسم۔ سوگند۔]

سوں = سے۔ کو۔

اگر مکھ دکھاؤں میرا سور سوں

تو باطل کروں سور کے نور کوں

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

[الف ۔ سوں = سے۔

(۱) سب خلق کوں تیرے نور سوں پیدا کیا ہوں۔ (معراج العاشقین)

(۲) ملحد سب گھال میل سوں من میں راکھے (خاور نامہ)

(۳) وہ سب میں ملیا ہور سب سوں جدا ہے۔ (سب رس)

(۴) سکیاں سوں تو نکلے کرن گشت جب (طوطی نامہ)

(۵) زمیں سوں سٹے اس کو اک تیر سوں (رضوان شاہ و روح افزا۔ب)

سوں = سو۔

(۱) شہ کے مندھر انگن میں نٹ سوں اجاڑ سکیاں

(کلیاتِ محمد قلی قطب شاہ)

(۲) جو کچھ محمد نے پایا سوں علی کوں سمجھایا۔ (سب رس)

ب ۔ سوں = کی۔ (ان معنی میں شاذ و نادر ہی استعمال ہورہے)

سوں = (سو)۔ وہ۔ سے۔ سکوں۔ کو۔ سنسار و عالم۔

[د ۔ سوں = سے۔]

سونچ = سے ہی (سوں + چ)

دتے اس ملک میں پری زاد ہے
اونن سونچ او ملک آباد ہے

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

[ب ۔ سونچ۔ سونچہ = سے ہی۔]

سہرہ چڑھانا = سہرہ چڑھانا۔ دکنی عورتوں کی ایک منّت ہے۔

(فبقہ محفوظ خانی)

[د ۔ سہرا چڑھانا = (۱) لوحِ مزار پر سہرا لٹکانا۔
تعزیوں کے علم یا فوج کے نشان پر سہرا لٹکانا۔]

سہیلی = عورت۔ رنڈی۔ نار۔

چھجے کے اُپر مرد اس کا یکات
او بیٹھا تھا مل اک سہیلی سنگات
گئی ہیگی دو تینے اس یار پاس
کیا تھا جنے اس سہیلی کی آس
کیتی جا کو در حال اس کوں خبر
قبولی تجھے او سہیلی سندر

(مینا ستونتی و لورک)

یہ لفظ دلّی میں سکھی۔ بھینلی کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔
[د ۔ سہیلی = ساھن۔ سکھی۔ ساتھ رہنے والی۔ بھینلی۔ ہم جولی۔]

سیتا پھل = شریفہ۔ ایک پھل ہے۔ جو بہت شیریں اور لذیذ ہوتا ہے۔ دکن کے جنگلوں میں کثرت سے خوداؤ ہوتا ہے۔
روایت ہے کہ سیتا جی کے لیے یہ پھل پیدا کیا گیا تھا۔
یہ لفظ حیدر آباد میں بولا جاتا ہے اور عام طور پر اس کا تلفظ سیتا فل کیا جاتا ہے۔ جیسے: " سیتا فل والی کو بلاؤ "۔
علی گڑھ میں میٹھے گھٹے کو سیتا پھل کہتے ہیں۔
[د ۔ سیتا پھل = ایک خوش ذائقہ پھل۔ شریفہ۔ یہ پھل بن باس کے زمانے میں سیتا جی بڑے شوق سے کھاتی تھیں۔

سیتی = سے۔ از۔

کتو نے جو گئے تھے یہاں سیتے نھاٹ
سٹے ان کے باتاں د پاواں کوں کاٹ

(اضراب سلطانی)

یہ پہلے دلّی میں بھی بولا جاتا تھا۔ جیسے: " کھیتی خصم سیتی "
[الف ۔ سیتی = سے۔
(۱) سورج کی تاب سیتی جیوں پگھلتا برف آپس میں (مشتاق)
ب ۔ سیتی = (پہلی سے مجہول) حرف جار ہے۔ اس کا املا میں پہلی " سے " کو حذف کر کے بھی استعمال میں آیا ہے۔]

سیڑو = تھوبر۔

پیاس جیوں لگتی مجھے تو اے امام
تب وہ دود سیڑو ودیتے صبح و شام

سیری = جھوت۔ پتلی گلی مکان کے پچھواڑے۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔

سینا مار لینا = چھاتی پیٹ لینا۔

سُنی روح افزا بڑی سوں یو بات
سینا مارلی جوڑ لی اپنے ہات
(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

سیندی = سندولے کا نشہ آور عرق۔ گٹھّل کھجور کا نشی رس

ستروِیں وہی نار سیندی شراب
پیوے نت ہمیشہ کرے گھر خراب　　(ابلیس نامہ)
[د ۔ سیندھی = کھجور کا رس۔]

سینے کے کنارے کا مباف = مباف کی ایک قسم۔ عمدہ مصالحہ ٹکا ہوا مباف

وہ کرتیل کنگی سے بالوں کو صاف
کناری کا سینے کا ڈالی مباف
(قصہ نور جہاں بیگم)

سیوٹ = آخر۔

بھی سیوٹ کوں حق کا سو فرمان ہوں
جو آیا ہے اس پر کہ اے نوریوں

(نور نامہ۔ عنایت شاہ)

[ب ۔ سیوٹ = آخر۔ نتیجہ۔ کامیاب۔ انتہا۔ حد درجہ۔]

سیوٹ کرنا = { مختصر کرنا۔ خلاصہ کرنا ___ (م۔ت) }

جو کوئی ہر بات کی سیوٹ کرے پھر
جو لا الہ الا اللہ سو آخر (فقہ، محفوظ خانی)

[الف ۔ سیوٹ کینا = خلاصہ بیان کرنا۔

(ا) اس بات کوں عزیزاں سیوٹ نہ کیئں تو کیا کیئں (کلیاتِ بحری)

ب ۔ سیوٹ = آخر۔ نتیجہ۔ کامیاب۔ انتہا۔ حد درجہ۔]

سیں = ستی۔ سے۔ از۔ تے۔

بچے آج ہوتے ہیں میرے یتیم
کہوں کس سیں جا اے رسولِ کریم

(وفات نامہ حضرت فاطمہ)

"سیں" شمالی ہندستان میں بھی شعرا نے استعمال کیا ہے۔
حضرت فردوس منزل عالی گوہر شاہ عالم ثانی بادشاہ غازی نے جو آفتاب تخلص فرماتے تھے۔ اپنے کلامِ معجز بیان میں اس کا استعمال فرمایا ہے۔

صبح تو جام سیں گزرتی ہے

شب دل آرام سیں گذرتی ہے
عاقبت کی خبر خدا جانے
اب تو آرام سیں گزرتی ہے

[الف ۔ سیں = سے۔
(ا) معوی جو ہے تجھ سیں سوت (نوسرہار)
ب ۔ سیں = سے۔]

سینڈ = تھوہٹر۔ ایک قسم کا تلخ درخت۔

جو جھاڑاں آگے اور سینڈ لاوے
جو اس گرمی حرارت میں کھلاوے
(فقہ، محفوظ خانی)

سیوک = خدمت گذار۔

عمر غصے سوں کیتے اس پو نعرا
اگر افلاح توں سیوک ہے ہمارا
(قصہ، ابو شحمہ۔ الف)

[الف ۔ سیوکی = کنیز۔
رہوں گی سیوکی ہو میں پیا کی ریج ہے جس سوں (کلیاتِ شاہی)
ب ۔ سیوک = نوکر۔ چیلا۔ غلام۔ خدمت گار
سیوکی = داسی۔
د ۔ سیوک = (ا) نوکر۔ خدمتی۔ خدمت گار۔ چاکر (۲) پجاری۔ بھگت۔ عابد (۳) مرید۔ چیلا۔]

ش

شاند = سودا۔ مرض۔ ضبط۔ جنون۔ خیال۔ غم۔ فکر۔

مری عقل کوں اس گھڑی کیا ہوا
منجے کاں سوں یو شاند پیدا ہوا

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

توں کیا دیک کو یچ ہے اس دھات کا
اٹھیا ہے تجھے شاند کس بات کا

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

[الف ۔ شاند = فکر۔ خیال۔
(۱) نہ رہ سک حماقت سوں لے پھرا او شاند (طوطی نامہ)
(۲) مجے کاں تے یو شاند پیدا ہوئی (رضوان شاہ و روح افزا۔ ب)
ب ۔ شاند = فکر۔ خیال۔]

شاند چڑنا = جنون ہونا۔ سودا ہونا۔

مگر یچ ہو مجنوں نمن شاند چڑ
گیا ہونے گا دیچ جنگل پکڑ

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

شتالا = اذیت ۔ تکلیف ۔

منج تج کدن تے شتالا ہوا
اتا جیو مرا سو اتالا ہوا

(رضوان شاہ و روح افزا ۔ الف)

[د ۔ شتال = بے چین ۔ بے قرار ۔]

شتالنا = بے قرار کرنا ۔ پریشان کرنا ۔ اذیت دینا ۔ تکلیف دینا ۔

بھی اول کی فکراں میں ڈالیا منجے
یوناما اتا پھر شتالیا منجے

(رضوان شاہ و روح افزا ۔ الف)

[الف ۔ شتالنا = چھیڑنا ۔ اکسانا ۔

جوں تار شتالتے سوں مضراب　　　　(من لگن)

ب ۔ شتالنا = تحریک دلانا ۔ اپج پیدا کرنا ۔ ترغیب دلانا ۔ ابھارنا ۔
بھڑکانا ۔ حرکت ۔ میں لانا ۔ بے قرار کرنا ۔

د ۔ شتالنا = اکسانا ۔ ابھارنا ۔ شہہ دینا ۔]

شربت خوری = منگنی ۔ نسبت ۔

کہ اول ترا باپ اے شہہ پری
کیا ہے مری تیری شربت خوری

(رضوان شاہ و روح افزا ۔ الف)

کہ منج واستے تج کوں اے شہ پری
کیے ہیں اول تیج شربت خوری

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

شرح طحاوی = ایک کتاب کا نام ہے۔

شرح طحاوی میں کہا پانی ہے دو شق
ایک پانی تقیدی دوجا ہے مطلق

(فقہ ہندی۔ عبد وامین)

شرمندی = شرمندہ۔ شرمسار۔ خجل۔ محجوب۔

میں نا کرنا سو شاہ سوں ہم بندی
خلائق میں مج کو نہ کر شرمندی

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

شکر بھات = منھ میٹھا کرنا۔ نسبت کی رسم۔

وزیر ہور پردھان کھے اس وزا
شکر بھات کی ہم کوں دیوو رزا (بڈن نامہ)

شکر کدو = میٹھا گھیا۔ ایک ترکاری کا نام۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔
علی گڑھ میں اس کو سیتا پھل کہتے ہیں اور لکھنو میں کاشی پھل۔

شکل کا ملیدا = دکنی عورتوں کی ایک قسم کی منت و نیاز ہے۔

(فقہ، محفوظ خانی)

شمرنا = شمار کرنا۔ گننا۔

ہوا پیٹ کی بُندسوں جو ہے صبر
او انتڑیاں کی بندسوں قناعت شمر

(نور نامہ۔ عنایت شاہ)

فارسی و عربی کے الفاظ کے اس قسم کے بہت مصادر قدیم اردو میں ملتے ہیں تجویزنا۔ خطرانا۔ اندیشنا وغیرا اس کی قدیم مثالیں ہیں۔

شوقی = دکن کا ایک شاعر ہے اس پر نصرتی نے چوٹ کی ہے۔

ملاحظہ ہو:

دس پانچ بیت اس دھات میں کے ہیں تو شوقی کیا ہوا
معلوم ہوتا شعر اگر کہتے تو اس بستار کا

(علی نامہ۔ الف)

شہاب = گولا۔

مگر چرخ پرسوں چلیا یک شہاب
اسے دیکھ دھوتیاں کیے تم خراب

(اضرابِ سلطانی)

[د ۔ شِہاب = لو۔ لپٹ۔ وہ ستارہ جو آسمان سے گرتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ روشن ستارہ۔ شعلہ۔ بھڑکتی ہوئی آگ۔

شِٹی = پنساری۔ بنیا۔

بھرے جا کو شٹی کے گھر میں تمام
ولیکن شٹی کو نہ تھا کچھ بھی فام

(چوہے بلی نامہ)

شہیر = مشہور۔

ہوا شہہ سواری میں ایسا شہیر
کہ راکب پہ تھا شیر کے خوردہ گیر

(چندر بدن و مہیار۔ الف)

[د ۔ شہیر = مشہور۔ نامور۔]

○●○

ص

صندل = سفوف۔ چورا۔ برادا۔

بھی یک جھاڑ کے پات کا رس نکال
وہ جڑ کا صندل کاڑ اس رس میں ڈال
دیا شاہ کے ہاتھ میں وہ صندل
کیا اس کوں کر لے جتن یاں سوں چل

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

صنوف =

فرض حج کے صاحباں تیں صنوف
طوافِ زیارت احرام بھی عرفہ ان وقوفا

(فقہ ہندی عبد امین)

صو = صد۔ سو۔ پانچ بیسی۔

فرق سوں ہر ایک اسماں کو دھریا
برس پانچ صو راہ میانے کیا

(نور نامہ۔ عنایت شاہ)

اسس انداز پر دیوے درجہ خدا
دیوے صو ہزار اس کو نیکی جزا
(نکاح نامہ)

اب تو صرف "صد" صاد سے لکھا جاتا ہے اور "سو" سین سے لکھا جانے لگا ہے۔

صور = ایک قسم کا جانور ہے { سور؟ (م۔ت) }
اس دھات ایمان بدلائے کر
سو پھرتا ہے حیران ہو کر صور
(قصہ بلیکا)

صوفہ =

کہ صوفے اکھنڈ پانچ یاقوت کے
رنگا رنگ محلاں سو زمرد کے
(نور نامہ۔ عنایت شاہ)

[ب _ صوفا = طاق۔ دالان۔ محراب۔]

ooo

ض

ضربنا = ضرب سے مصدر بنایا گیا ہے۔ لگنا۔ چوٹ مارنا۔

بھی لے ان کی مادر سوں سیتا تلک
ضربنے لگیا ان کے بھیتر ہلک
(اضرابِ سلطانی)

ضوارہ =

سنے سب مرد و زن دورے ضوارہ
ملیا تھا خاص و عام اس ٹھار سارا
(قصہء ابو شحمہ۔ الف)

○●○

ط

طبق = طباق۔ قاب۔ صحنک۔ کونڈا۔ طشت۔

تخت کے انگے سب بچھانا کرے
او چشمے پو پھولاں کے طبقاں دھرے

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

اب بھی یہ لفظ بولا جاتا ہے۔ جیسے: سینے پریوں کے طبق چھڑوائے ہیں۔

[د ـ طبق = (۱) تھال۔ بڑی رکابی۔ (۲) نیاز (۳) پریوں کی نیاز کا کونڈا۔ (۴) ڈھکنا۔ قرص۔ ٹکیہ۔]

طرا = طرح۔

طمطراق = ٹھاٹ باٹ۔ شان شوکت۔

جہانگیر ہونے کوں تازی براق
ترے کاج بھیجیا ہے دے طمطراق

(علی نامہ۔ الف)

[د ـ طمطراق = (۱) شان و شوکت۔ دھوم دھام۔ کر و فر۔ رعب داب (۲) غرور۔ تکبر۔]

طوالِ مفصّل =

طوالِ مفصل فجر میں اور ظہر میں جان
اوساط مفصل عصر میں اور عشا میں آن

(فقہ ہندی۔ عبدوامین)

طور ہونا =

لگیا چابک پو چابک طور ہونے
لگیا روتا خلق سب دور ہونے

(قصہ ابوشحمہ)

○●○

ع

عاروس = عروس۔ دلہن۔

کہ جب عاروس کو تو گھر میں لاوے
دونو مل ہاتھ منہ اس وقت دھلاوے

(فقہ، محفوظ خانی)

[الف _ عاروس = عروس۔
(۱) گئے شہ عاروس خلوت منے (قطب مشتری)
(۲) میں عاروس پیاری، تو نوشہ بنا (میناستونتی)
ب _ عارس۔ عاروس = عروس۔ دلہن (عروساں جمع) ۔]

عاشور خانہ = امام باڑہ۔

یہ لفظ اب تک حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔

عانہ =

جو گرد ہوں چار چڑوں کا نمونہ
بھواں کمر پشانی اور عانہ

(فقہ، محفوظ خانی)

[د _ عانہ = ناف کے نیچے کی جگہ جہاں بال ہوتے ہیں۔ شرم گاہ کے بال۔]

عصات =

امامت اولے پادشاہ نہیں تو ہو قضات
نہیں تو امام جی ہو پچھو ولی عصات

(فقہ ہندی۔ عبدامین)

عقل وند = عقل مند۔ عاقلہ۔

دھنی ہے توں اس تخت ہور تاج کی
عقل وند بیٹی ہے اس راج کی

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

یہ لفظ اب بھی دلّی کے عوام بولتے ہیں۔ جیسے:
"عقل وند کی دور بلا"۔ "یہ کیا عقل وندی کی"

علاقت =

نبی فرمائے جب ہوے گا قیامت
قیامت کا سنو ذرا علاقت

(فقہ، محفوظ خانی)

علتّاں = جمع علّت کی۔ طلب۔ لپکا۔ برائی۔

مشہور بات ہے حال سنگ بد نجائے
سبھی علتّاں جائے عادت نجائے

دلّی میں "عِلّت" بری عادت کے معنوں میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:

"اچھی عِلّت پڑی ہے۔ یہ چھٹنے والی نہیں"

[د ـ علّت = (۱) بیماری۔ دکھ۔ روگ۔ (۲) وجہ۔ سبب۔ باعث۔
(۳) خراب اور ناکارہ چیز۔ (۴) جھگڑا۔ بکھیڑا۔ (۵) عادتِ بد۔
لت۔ (۶) عیب۔ نقص۔ (۷) الزام۔ بہتان۔ (۸) کوڑا کرکٹ۔
خس وخاشاک۔]

علماں کی ٹٹّی = بہت سے علم جو ایک قطار میں بیٹھے ہوں۔
اسے حیدرآباد میں علموں کی ٹٹّی کہتے ہیں۔

علیکی دینا = جواب سلام دینا۔

علیکَی نہ اس کوں دیے کوئی تئیں
خجل ہو پشیمان بولیا ہے وئیں
(ابلیس نامہ)

[ب ـ علیکی = سلام کا جواب۔]

علیم = عالم۔ فاضل۔ صاحبِ علم۔ پڑھا لکھا۔

(۱) پُچھے سب نے اول غفور الرحیم
جو پیدا کیا سو کہو اے علیم (قصہ ملیکا)

(۲) بزاں دیں دیا جواب پھر او علیم
سلامت رکھو تجھ غفور الرحیم (قصہ ملیکا)

(۳) یو مسلے کوں معلوم کراؤ فہیم
پھر آتب پُچھے اس کوں سن اے علیم (قصہ بلیکا)

فارسی میں اکثر الف یا سے مبدل ہو جاتا ہے۔ جیسے رکاب سے رکیب۔

عمل = کام۔ کار۔ کاج۔

کہ رضوان شہہ کوں تخت بیسلاؤ
عمل بادشاہی کے سب مل چلاؤ
(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

عیّار = چور۔

۔ ۔ ۔ ۔ ؟ (قصہ سیاہ پوش) ا

اب شاطر اور چالاک کے معنوں میں بولا جاتا ہے۔

عیوق =

چلاتا ہے بھی یوں ہو معشوق کو
کہ پہنچے فغاں اس کی عیوق کو
(قصہ چندر بدن و مہیار)

○●○

غ

غاٹا = مگرا۔ مغرور۔ خودسر۔ متکبّر

منھ سے اس کے ہے عیاں غاٹا پنا
ہے نہایت وہ تو سفلہ چرغنا

(بہارستانِ عشق)

یہ لفظ آج کل بھی حیدرآباد میں بولا جاتا ہے جیسے:

"ابا وہ بڑا غاٹا ہے"

[د _ غاٹا = مغرور۔ متکبر۔]

غارت غور = تہس نہس۔ ملیامیٹ۔ غارت۔

بلار کوں سو مار کر کیے غارت غور
کفر تھا سو پھانکیا ہوا دین کا زور

(بڈن نامہ)

غوریوں کی غارت گری ضرب المثل تھی۔ غزنوی خاندان کی تباہی اور علاء الدین جہاں سوز کی سفاکی نے دنیائے اسلام میں تہلکہ ڈال دیا تھا۔ غزنی کی بربادی سے غوریوں کو غارت گری کا

خطاب ملا اور ان کے نام کی نسبت سے غارت نے زور پایا۔ اب دلّی میں غارت غول کہتے ہیں۔ رائے مبدل بالام ہو گئی ہے۔

[د ۔ غارت غول = تباہ و برباد۔ ستیاناس۔

غپا غپ = جلدی جلدی۔

یہ لفظ حیدر آباد میں آج کل بولا جاتا ہے۔ جیسے:

"کیا غپا غپ کھارئیں یارو۔"

[د ۔ غپا غپ = (۱) متواتر۔ مسلسل۔ پے در پے۔ (۲) کسی چیز کی ملائم چیز کے اندر آنے جانے کی آواز۔]

غچّا = پٹخنا۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔

[د ۔ غُچّا = دھوکا۔ فریب۔ جل۔]

غچّا دینا = پٹخنا۔ سنانا۔

یہ محاورہ آج کل حیدر آباد میں مستعمل ہے۔

[د ۔ غچا دینا = دھوکا دینا۔ فریب دینا۔]

غِچا کا = دھکا۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔

[د ۔ غچا کا = بھرے جسم کا۔ موٹا تازہ۔]

غراب = ڈونگی۔ کشتی۔ ناو۔

کیا نقل راوی کہ جب او غراب
دریا کے میانے چلی جوں حباب

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

[الف ۔ غراب = ایک قسم کی کشتی۔
(۱) کیا نقل راوی کہ جب او غراب (رضوان شاہ و روح افزا۔ ب)
ب ۔ غراب = کوا۔ تیز رفتار کشتی۔
د ۔ غراب = کوا۔]

غلاٹا = گڑبڑ۔

یہ لفظ حیدر آباد میں آج کل بولا جاتا ہے۔ جیسے:
"اجی حضرت سب غلاٹا ہو گیا۔"

غلبلا = غلغلہ۔ شور۔ ہنگامہ۔ آواز۔ غل۔ بھید۔ راز۔

رہی دنگ سکی دیک یو غلبلا
کہ پھر آئی یو آسمانی بلا

(مینا ستونتی و لورک)

لے چندا کو لورک جو باہر ہوا
یو غلبلا جگ میں ظاہر ہوا

(چندا و لورک)

[الف ۔ غلبلا = شور۔ ہنگامہ۔ غلغلہ۔
(۱) کدھیں شور کرتی کدھیں غلبلا (قطب مشتری)
(۲) دو نازاں بلا ہے دو نازاں میں بڑا غلبلا ہے۔ (سب رس)

ب ۔ غلبلا = غلغلہ۔

د ۔ غلغلہ = ہنگامہ۔ شوروغل۔ دھوم۔ شہرت۔ ا

غلفی دینا = دھوکا دینا۔ چکّر میں لانا۔

یہ محاورہ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:

" واہ یار خوب غلفی دیتے ہو "

قول تمہارے کا عمل

اس نے اپنے بیٹے کو اعار غلفیاں دیں۔

غیب = غائب۔ پوشیدہ۔

(۱) رضا لے ہوئے غیب او سب جنے
رہے دائی ہور شاہ جنگل منے

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

(۱) اگر غول دشتی ہیں بے شک و ریب
ہماری نظر سیتی ہوتے ہیں غیب

(اضراب سلطانی)

○●○

ف

فاضل = برتر۔ بزرگ۔

بلار مست سیاہ سنگ دل
کھیا جگ میں میں ہوں فاضل
اتر حقِ تے بلا نازل
غنیم غازی او طوفانی

(بڈن نامہ)

فام = خبر۔ فہم۔

کون تھا یو شخص اور کیا نام تھا
صاحبِ عرفان یا بے فام تھا

(قصہ، جم جاہ)

(ا) ولیکن شئ کو نہ تھا کچھ بھی فام

(چوہے بلی نامہ)

[الف ۔ فام = فہم۔ سمجھ۔
عجب عجب اس کے کام انسان کیا کر سکے فام۔ (سب رس)
ب ۔ فام = فہم۔]

فائیق (فائق) = حاوی۔ چھایا ہوا۔

دہاں تھا جہاں میں جتا ساز تھا
او سازاں پو فائیق آواز تھا

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

فراقی = مہجور۔ مفارقت دیدہ۔ فراق چشیدہ۔

پچھاڑی کھا پڑے تب ہو فراقی
ذرا کچھ دم نہ تھا واللہ باقی

(قصہء ابو شحمہ)

اس میں یائے نسبتی نے جو اسمِ فاعلی کی حالت پیدا کردی ہے۔ اس قسم کے الفاظ اب بہت کم بولے جاتے ہیں۔ باہر والوں سے شوقی بہ معنی شوقین سننے میں آیا ہے۔

فرزند = بیٹا۔ پسر۔

یہ لفظ عام طور پر بیٹے کے معنوں میں حیدر آباد میں بولا جاتا ہے جیسے: "میر طالب علی کے فرزند"۔

دلّی میں بھی یہ لفظ بولا جاتا ہے۔ لیکن تکلّف کی بول چال میں۔

ا الف ۔ فرزند = بیٹی (جس طرح آج بیٹی کو پیار میں بیٹا کہہ کر پکارتے ہیں)

جتنے دفع اس اژدہاں کوں کرے
دیوں فرزند اپنا اسے تو سرے

(طوطی نامہ)

ب ۔ فرزند = بیٹا۔ بیٹی۔

د ۔ فرزند = (۱) بیٹا۔ لڑکا۔ (۲) اولاد لڑکا یا لڑکی۔]

فرزندِ لطفی = منھ بولا بیٹا۔

نکل شہر ششی آج آئی ہوں یاں
ترا ایک فرزند لطفی ہے واں

(رضوان شاہ و روح افزا ۔ الف)

فِرنگ = تلوار فرنگی۔ کرچ۔ تپنچہ۔ پستول۔ بندوق۔
اسلحہ کی ایک قسم جو فرنگی اپنے ساتھ لائے تھے۔

کھتے ہیں تلک (تلنگ) آیا دیسے منے
فرنگ کھینچ مارے اسے دو جنے

[الف ۔ فرنگ داز = فرنگ انداز۔ بندوقچی۔

زحل کوں رکھیا کر فرنگ داز توں (سیف الملوک بدیع الجمال)

د ۔ فرنگ = (۱) یورپ سے متعلق۔ مغربی۔ (۲) تلوار۔]

فرنگی = کافر۔ کاذب۔ دغاباز۔ مکار۔ بے ایمان۔ گندا۔
نجس۔ ناپاک۔

کلمہ گو ہیں ظاہرا باطن پلید
موٗنہہ مسلماں دل فرنگی ہیں شدید

(تشبیہہ النسا)

[د ۔ فرنگی = یورپی۔ انگریز۔ مغربی۔]

فزود = زیادہ۔

تھی جتنی طرح شیرنی کی نمود
کئی طرح کے روس بھی تھے فزود
(قصہ، نور جہاں بیگم)

فکیر = سوچ کر۔ فکر کر کے۔ غور کر کے۔

ادیاراں جو تھے بھار کے بے نظیر
او تجویز اپس میں کیے یوں فکیر

فلح = فلاح۔ نیکی۔ بہبودی۔

نہ تھا ان کے تئیں احتیاجِ صلح
کرم سیتی چاہی ہماری فلح
(اضرابِ سلطانی)

فنداں = جمع فند کی۔ فریب۔ عیاری۔ مکاری۔

یو سن بات کٹنی نے بولی جواب
بڑے ٹھگ فنداں میں سو میرا ہے داب
(میناستونتی و لورک)

| الف ۔ فنداں = دھوکا باز۔ عیار۔
(۱) بڑے ٹھگ فنداں میں سو میرا ہے داب (میناستونتی)
ب ۔ فن۔ فند = مکر۔ فریب۔ دھوکا۔ چالاکی۔
د ۔ فند = (۱) فریب۔ جھانسا۔ (۲) خایہ۔ |

فوت = موت ۔ مرگ ۔

" ڈرے نا تمن کیوں مری فوت سوں "

(قصہ ، سیاہ پوش)

فوت کا استعمال بغیر افعال کی ترکیب کے اب نہیں ہوتا ۔ " فوت ہو جانا ۔ فوت کرنا ۔ فوت ہونا ، وغیرہ " بولا جاتا ہے ۔ لیکن فوت بہ معنی موت بہ طورِ رسم اب نہیں بولا جاتا ۔

[د ـ فوت = نیست ۔ معدوم ۔ جاتا رہنا ۔ موت ۔]

○●○

ق

قالی = قالین۔

ہر یک ٹھار خوش طرح قالی بچھائے
صدر ٹیک سوں ٹیک عالی بچھائے

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

قدم = پایہ۔ رتبہ۔ درجہ۔ مرتبہ۔

اس قدم کا اب ولی ہے گا کہاں
جس کے چہرے سے بزرگی ہے عیاں

(بہارستانِ عشق)

قصارِ مفصل =

قصار مفصل شام میں نیکی کر کے جان
طوال سورہ حجرات سو بروج تاہیں مان

(فقہ، ہندی۔ عبدالامین)

قلتبان = دیوّث۔ بھڑوا۔

دکنی میں اس لفظ کو ڈھیوس بھی کہا جاتا ہے

کہا اس سے سب مشورت کا بیان
بھی سارے زناں کوں بلا قلتبان

(اضرابِ سلطانی)

[د _ قلتبان = (۱) دیوث۔ بھڑوا۔ قرم ساق۔
(۲) وہ جو اپنی عورت کو دوسروں کے پاس بھیجے۔]

قول بیڑا = جب نسبت منظور ہو جاتی تو سمدھیانے والوں کو جو پان دیے جاتے تھے اسے قول بیڑا کہتے تھے۔

لپیٹ کر تکٹ میں دیے قول بیڑا

(بڈن نامہ)

قوم = جماعت

بھاری ہوئے قوم پر دراز پڑھے قرات
سورت اگو پیچھو پڑھے سو بھی مکروہات

(فقہ ہندی۔ عبدامین)

قیام = قیامت۔ روزِ حشر۔

مفصل صفت ایمان میں تس کے سات۔۔۔م
ایمان خدائے فرشتگان کتب رسل قیام

(فقہ ہندی۔ عبدامین)

ooo

ک

کارفرما = سرکار۔ حاکم۔ سردار۔

بغیر کارفرما چلے کام کیوں
دسے شاہ بن جگ کوں آرام کیوں

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

[د ۔ کارفرما = (۱) کام لینے اور کام بنانے والا۔ حکم کرنے والا اور چلانے والا۔ کمانڈر۔ (۲) بادشاہ۔ استاد۔]

کاڑی = تنکا۔ خس و خاشاک۔

پتھر کے سلب بیچ ہیرا کرے
تو کاڑی کا (کو) پل میں پہاڑی کرے

(نور نامہ۔ عنایت شاہ)

حیدرآباد میں یہ لفظ اب بھی بولا جاتا ہے اور دیاسلائی کے لیے بھی یہی لفظ حیدرآباد میں بولتے ہیں۔ جیسے:

"کاڑی کی ڈبیا لاؤ" کاڑی کی ڈبی ایک گنڈے میں آوے گی۔

[الف ۔ کاڑی = تنکا۔

رکھے پاڑکوں لاکے کاڑی پہ جیوں (سیف الملوک بدیع الجمال)

ب ۔ کاڑی = لکڑی کا باریک اور کچھ لمبا ٹکڑا ۔ تنکا ۔
ج ۔ کاڑی = تنکا ۔
د ۔ کاڑی = تنکا ۔ تیلی ۔ ا

کاکڑ = ایک لٹیری قوم ۔

پنڈاری د چپو د کاکڑ تمام
لگے لوٹ لینے کوں ہر صبح شام

(اضرابِ سلطانی)

کالوا = نہر ۔ چشمہ ۔ نالا ۔

کہ دد ہونٹ سوں دو پڑے بند جب
ہوئے کالوے بہشت کے اس تے تب

(نور نامہ ۔ عنایت شاہ)

ندی کوں نھنا نا سمجھنا کدی نھنا کالوا جا کو ہوتا ندی

(رضوان شاہ و روح افزا ۔ الف)

ا الف ۔ کالوا = نالا ۔ نہر ۔
(۱) کہ بہتے تھے واں کالوے نیر کے (قطبِ مشتری)
(۲) پانی کالویاں میں سب شراب ہوا (سب رس)
(۳) نھنا کالوا جا کو ہوتا ندی (رضوان شاہ و روح افزا ۔ ب)

ب ۔ کالوا ۔ کالوہ = نالا ۔ نہر ۔ ندی ۔ چھوٹا دریا ۔
کالوے ، کالویاں = کالوا کی جمع ۔ ا

کالویٹ = سیاہ ہرن ۔ استعاراً کالا آدمی ۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے جیسے:

"اگے اس کالویٹ نے کیا ڈھونگ پھیلائی ہے۔"

[الف _ کلویٹ = کالا ہرن (نر)

ارے کلویٹ تو بے شرم۔۔۔ ہوا سو تیرا موں تو کالا ہو گیا۔

(انوارِ سہیلی)

د _ کالواٹ = ہرن (نر)۔]

کالی توپاّ = کالی لوکٹ۔ { کالی کلوٹ۔ (م ت) }۔

یہ صفت ہے اور سیاہ فام عورتوں کے لیے آج کل حیدر آباد میں مستعمل ہے۔ جیسے: "ارے ماں تم جو بولے سو پوٹی کالی توپاّ ہے۔"

کام چھوٹک ہونا = کام سرانجام ہونا۔ کام ختم ہونا۔ مطلب پورا ہونا۔

چھوٹک ہوئے یو کام یک فند منے
علی کے ہمیں جا کہیں سامنے

(جنگ نامہء حنیف شاہ)

کام لاٹ کرنا =

بسر کر خدا کوں کریں کام لاٹ　　(ابلیس نامہ)

کام نتیں سو حجام بلّی کا سر مونڈا = خالی بنیا کیا کرے اس کوٹھی کے دھان اس کوٹھی میں کرے۔

یہ مثل آج کل حیدر آباد میں بولی جاتی ہے۔

کُپّا = ڈھیر۔ انبار۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ مجھے اس لفظ کو اعلیٰ حضرت حضور نظام فلد اللہ ملکہ سے سننے کا شرف حاصل ہوا۔ حضور نے فرمایا "الگ الگ ہراج نہ کر کُپّا کردے۔"

[ج ۔ کُپّا = ڈھیر۔ تودہ۔

د ۔ کُپّا = (۱) چمڑے کا چھوٹے منھ کا پھولا ہوا ظرف جس میں گھی یا تیل رکھا جاتا ہے۔ (تشبیہہ) موٹے جسم کا۔ فربہ۔ (۳) پھولا ہوا جیسے کپے کی مانند بھرا ہوا۔ سوجا، پھولا بیٹھا ہونا۔]

کیڑا نکلنا = کیڑوں سے ہونا۔ گودی میں پھول جھڑنا۔ سر میلا ہونا۔

یہ محاورہ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔

کُتی = کتیا۔ مادہ سگ۔

پکڑ آئی ہوں دل منے آس میں
رہوں گی کتی ہو ترے پاس میں

[د ۔ کُتی = کتیا۔ مادہ سگ۔ (حقارتاً) کمینی اور چھنال عورت۔]

کِتھل = رانگ۔ قلعی۔

کہا گوشت میرا سو گلتا رہے
کتھَل آگ میں جیوں پگلتا رہے

(ابلیس نامہ)

یہ لفظ اب بھی بولا جاتا ہے۔

[الف ـ کتھل = رانگ۔

روپے کے مول گر جو بکاوے کتھل مرا

(کلیاتِ بحری)

ب ـ کتھل = ایک دھات کا نام۔ رانگ، رانگا۔

د ـ کتھل۔ کتھل۔ کتھیل = رانگا۔]

کُچ = سینہ۔ پستان۔ چھاتی۔

"کہ چوتاری انگیاں کچوں پر کسے"

(قصہ، سیاہ پوش)

یہ برج بھاشا کا لفظ ہے۔ اکثر دوہوں میں سنا جاتا ہے۔

کنک لتاسی نار ہے کٹ کا ہے تے ہین
کٹ کا کنچن اینچ کے کچن مانجھ بھر دین

[ب ـ کُچ = پستان کا بالائی نوکیلا حصہ۔ سینہ۔

د ـ کچ = کھڑی چھاتی۔ پستان۔ تھن۔ (۲) سر پستان۔ بھٹنی۔]

کچرا = کوڑا کرکٹ۔

اگر راہ میں اس کی ہوتا فدا
کوے کچرے میں میں نہ پڑتا سدا

(چندر بدن مہیار)

کداں۔ کدھاں = کہاں۔ کب۔

جنگل آدمی کوں کداں خوش لگے
اگر رہے تو یک دیس میں دل بھگے

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

بھی فرقان نازل ہوا سو کدھاں
یو کہ کھول مجھ پر ہوئے سب عیاں

(قصہء ملیکا)

[الف _ کدھاں = کب تک۔

(ا) خدا جانے کدھاں ہوتا تھا نفا۔ (سب رس)

کدھاں لگ = کب تک۔

ب _ کدھاں = کب۔

کدھاں لگ = کب تک۔ کہاں تک۔

د _ کدھاں لگ = کب تک۔]

کدل = ایک قسم کا جانور ہے (شاید بڑ باگڑ ہے)۔

کدل کی جو وھاں اک جماعت اتھی
جو حضرت او عیسیٰ کی امت اتھی

(قصہء ملیکا)

[الف _ کدل = کیلے کا درخت۔

لڑکتے تھے کد لاں و بھیلا نمن   (قصص الانبیا)

ب ۔ کدُل = طاقت ور ۔]

کدمد = سیر ۔ دل بہلاوَ ۔ تفریح ۔ گمّت ۔

یو جنگل میں کدمد کوں آتی ہوں میں

وقت آپنا بھیں گماتی ہوں میں   (رضوان شاہ و روح افزا)

کدو = دراز گھیا ۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے ۔ لکھنو میں اس کو لوکی کہتے ہیں اور دلّی میں دراز گھیا اور کدو بھی شمالی ہند کے شہروں میں اکثر بولا اور سمجھا جاتا ہے ۔

[ب ۔ کدو = (۱) ایک ترکاری ۔ گھیا ۔ اردو میں بہ تشدید دال بھی مستعمل ہے ۔

(۲) کودہ ، شراب ۔ شراب کی بوتل یا صراحی ۔ (کنایتہً) بچوں کا سر (اس معنی میں بہ تشدیدِ دال بولتے ہیں ۔)

کر = ٹھیٹ دکنی ترکیبِ استعمال ہے ۔ اس کا استعمال مختلف طور پر ہوتا ہے جو مختلف معنی پیدا کرتا ہے ۔

درِ جنگ و گھانسی میاں کی خبر

سنیا جب وو حجام آتے ہیں کر

(اضرابِ سلطانی)

[الف ۔ کر = مان کر ۔ کر کے ۔ تسلیم کر کے ۔

(۱) توں فرزند ہے کر حسن کی خوشی   (بیاضِ مراثی)

(۲) اس کا معنی دائم خدائے تعالیٰ کا دیدار بقا کر ہے۔ (معراج العاشقین)

(۳) تو ان لوڑتی ہے تجے مرد کر (طوطی نامہ)

ب ۔ کر = حرفِ تخصیص و عطف۔ کے نام سے۔ نامی۔ وجہ۔

د ۔ کر = (۱) (تابع فعل) ماضی کے بعد آ کر یہ ظاہر کرتا ہے کہ پہلا فعل پہلے ہوا دوسرا بعد میں۔ (۲) رعایت سے۔ لحاظ سے۔ مصدر کرنا کا امر۔]

کرت = بار۔ دفعہ۔

بعد کھاندے پو سیدھے تین کرت
ہر ایک میں بولنا ہے یونچ نیت

(فقہ، محفوظ خانی)

[د ۔ کرت = دفعہ۔ باری۔ نوبت۔ نمبر۔]

کرستان = کرسٹان۔ عیسائی۔ کرستو پرست۔ نصارا۔ یہ لفظ انگریزی اصل کا ہے۔

رہے کھو کے سب عقل و تاب و تواں
خصوصاً کرستان از خوفِ جاں

(اضرابِ سلطانی)

[د ۔ کرسٹان = عیسائی۔ نصرانی۔ کرسچن۔]

کڑکا = سرا۔ کنارا۔ ساحل۔

نہیں یاں کام عاقل ہور الڑ کا

نہ پایا کوئی تری قدرت کا کڑکا

(قصہ ابو شحمہ۔ الف)

[الف _ کڑکا = کنارہ۔

اس پو مکھیاں آکر جم گئے تھوڑے تھالی کے کڑکے پو بیٹھے۔

(انوارِ سہیلی)

ب _ کڑکی = غوطہ۔ کنارا۔ کڑکیاں (جمع)۔

د _ کڑکا = (۱) کڑاکا۔ بجلی کا شور۔ آوازہ۔ (۲) رجز۔ میدانِ جنگ میں دل بڑھانے والے اشعار یا گیت۔ (۳) وہ آواز جو نقیب بادشاہ کی سواری کے آگے لگاتے ہیں۔ (۴) رزم نامہ۔ بہادری کے گیت۔ (۵) کنارہ۔]

کڑکڑانا = دہاڑنا۔ دڑوکنا۔

پچھاڑ دوم او کڑکڑا کر اوڑان
دیکھی سو خلق کی نِکس گئی پران

(بڈن نامہ)

[د _ کڑکڑانا = گھی یا تیل کے بگھارنے کی آواز نکلنا۔ بگھارنا۔ داغ دینا۔]

کڑکڑنا = لرزنا۔ ہلنا۔

روئے ہیں یتا جو زمیں کڑکڑی
سُنے سو پچھاڑیاں کھائے او گھڑی

(ابلیس نامہ)

کشائش = کشادگی۔ مدد۔

کشائش بندیاں کا دہی کرنہار

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

[د ۔ کشائش = فراخی۔ کشادگی۔ وسعت۔]

کس باغ کی مولی ہے =

کون نامحرم یہ آیا رو برو
چل نکل کس باغ کی مولی ہے تو

(بہارستانِ عشق)

یہ مثل اب تک دلّی میں بولی جاتی ہے۔

[د ۔ کس باغ (کھیت) کی مولی ہے؟ کس باغ (کھیت) کا بتھوا ہے؟ =
(مثل) بے حقیقت ہے۔ کیا اصل و حقیقت ہے؟
کس شمار و قطار میں ہے؟ کسی حساب میں نہیں۔ کون پوچھتا ہے؟]

کگر = کر۔ کہہ کر۔ نامی مسمےٰ۔ یہ دکنی زبان کے جملوں میں ایک خاص قسم کی ترکیب دیتی ہے۔

سو دوزخ اول ہادیہ ہے کگر
دوجا دوزخ ہے ناؤں حُطمہ کگر

(قصہ ملیکا)

[الف ۔ کگر = کہہ کر۔ سمجھ کر۔

(۱) درست ہے کگر اپنے دل میں سج (قطب مشتری)

(۲) تجھے اس سوں لڑ کگر کون کھیا۔ (سب رس)

ب ۔ کگر = وجہ۔ کہہ کر۔ کر کے۔ موسوم۔ مشہور۔

د ۔ کگر = کہہ کر۔ سمجھ کر۔]

ککلوت = مامتا۔ محبت۔

کیا یوں دیکھوں کہاں ایسے پوت کون
لگیا بول رونے یوں ککلوت سوں

(جنگ نامہ، حنیف شاہ)

دلّی میں یہ لفظ اب بھی بولا جاتا ہے۔ لیکن تلفظ کاکلوت اور کاکلود ہے اور صرف ماں کی محبت کے لیے مستعمل ہے۔ جیسے:
"ماں بچاری کاکلوت کی ماری۔ کلیجہ پکڑے پکڑے پھولتی تھی۔"

[الف ـ کاکلوت = حرص، لالچ، خواہش۔
(۱) جو عقل میں کاکلوت کو نہ ملاوے۔ (سب رس)
(۲) اسے بس کہ تھا نسل کا کاکلوت (رضوان شاہ و روح افزا۔ب)
ب ـ ککلوت = حرص، خواہش۔
کاکلوت = لالچ، ہوس، خواہش۔
د ـ کاکلوت۔ کاکلود = (۱) محبت۔ فرطِ الفت کا تقاضا۔ (۲) حرص۔ لالچ۔
(۳) آرزو۔ خواہش۔ (۴) کنجوسی۔ بخل۔]

کلالہ =

منی نازل ہو نظر میں احتلام ہو جائے
تیل ملے سر دیہہ کو دانت بھیچ کلالہ کھائے

(فقہ، ہندی۔ عبدالامین)

کلنتر =

چہارم ٹولہ جو کلنتر بدل
دیویں جیو اپن اس کریں رد بدل (ابلیس نامہ)

کیتے کھا کلتر کتے خون خوار
جوا کھیل کیتے کریں گھر اجاڑ

(ابلیس نامہ)

[ب ـ کلتر = خدا۔ قادرِ مطلق۔
د ـ کلتر = بد سلیقہ۔]

کلولی ہیں آنا = کلیل ہیں آنا۔ خوش ہونا۔

سناسی کے کھاندے پو پکڑیا قرار
کلولی ہیں آذوق سوں ہنک مار

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

[الف ـ کلولی = خوش طبعی۔ انبساطی کیفیت۔
ہر ایک یکس کے دیدار دیکھنے سے نچنت ہور کلولی میں گزارتے۔

(انوارِ سہیلی)

ب ـ کِلول = شوخی۔ دلولہ۔ مسرت۔ لہر۔ چہل۔ کلولیاں (جمع)۔
د ـ کلول۔ کِلول = (۱) کھیل کود۔ اچھل کود۔ (۲) دل لگی۔ سیر۔
(۳) شوخی۔ چلبلا پن۔ پیارا مذاق۔]

کلیمہ = کلمہ۔

بعضے بھوت ایسے دگر اور ہیں
کلیمہ زبان پر دلوں چور ہیں

(ابلیس نامہ)

[الف ـ کلیما = کلمہ۔

کلمہ کہی مجنوں کے دھیان کا		(لیلیٰ مجنوں۔ عاجز)

د ۔ کلمہ = (۱) لفظ ۔ بات ۔ قول ۔ (۲) وہ بامعنی لفظ جو آدمی کے منھ سے نکلے۔

(۳) دینِ اسلام کی صداقت کا عقیدہ۔ (مجازاً) خدا کا نام۔

کمر بیٹھنا = کمر ٹوٹنا۔ ہراساں ہونا۔

وزیراں یو افواہ کی سن خبر

ہوئے گھابرے سب کی بیٹھی کمر

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

کمسیل = کونسل۔ یہ لفظ لاطینی اصل کا ہے۔

سبھی اہلِ کمسیل کے پاس جا

کہا مشورت تم کوں کیا سوجتا		(اضرابِ سلطانی)

کمی کا وقت = گھٹتی کا پہرا۔ زوال۔ بری گھڑی۔

دیکھو جب کمی کا وقت آ کھڑیا

تخت کا دھنی جا کو تختا چڑیا

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

کنجرنیاں = رنڈیاں۔ کنجریاں پنجابی میں رنڈیوں کو کہتے ہیں۔

کنجرنیاں نے بازار میں گر لڑیں

دیالِ کے دو رانڈاں غوغا کریں

(اضرابِ سلطانی)

کنجرنیاں و ہجڑوں کے تئیں اپنے سات
لجاؤ لڑانے کوں ان کے سنگات

(اضراب سلطانی)

[ا ب ـ کنجری = (۱) کنجر قوم کی عورت۔ (۲) ایک قسم کے فحش گیت۔
(۳) رنڈی۔ کسبی۔]

کنچن = سونا۔ زر۔ طلا۔

ترنگاں کوں کنچن کے نالاں بندائے
چمک کر پہاڑ پراد فوجاں کوائے

(بڈن نامہ)

یہ لفظ اب بھی گیتوں میں آجاتا ہے۔ جیسے:
"تیرا کنچن کایا یوں چلے آئے کوئی تیرے پاس"

[ا ب ـ کنچن = سونا۔
د ـ کنچن = (۱) سونا۔ زر۔ طلا۔ (۲) ایک قوم جو اپنی عورتوں کو نچواتی ہے۔
اور ان سے کسب کراتے ہیں۔ (۳) حرامی۔]

کنچی = رنیگ۔ ایک قسم کا مہین باریک سوتی کرارا کپڑا۔
جو کرتے دوپٹوں کے کام آتا ہے۔

گلابی تو مندیل سر پر بندھا
دو کنچی کا جامہ بدن پر سجا

(قصہ، نور جہاں بیگم)

یہ لفظ آج کل حیدرآباد میں بولا جاتا ہے۔

کندا = کچالو۔ اروی کی ایک قسم جو گول ہوتی ہے۔
دلی میں اس کے کچالو بھی بنا کر کھاتے ہیں اور سالن میں
بھی ڈالتے ہیں۔

یہ لفظ حیدر آباد میں آج کل بولا جاتا ہے۔ جیسے:
"کندے کے گڈے"

کندراٹ۔ کندراہٹ = کراہیت۔ گھن۔

بہتا ہو نک پڑی سو لہو یا پیپ
بجز کندراٹ عورت چاٹے از جیب
(فقہ، محفوظ خانی)

[الف ـ کندراٹ = گھن۔ نفرت۔
نپٹ دل میں جاگا کیا کندراٹ　　　　(صیف الملوک بدیع الجمال)
د ـ کندرات = نفرت۔ کراہٹ۔]

کنکڑی = ذرہ۔ ریزہ۔ چورا۔

ہوا تن اس ضرب سوں پھٹکے کنکڑی
کلی سا دل پھٹیا جیوں گل سے پھنکڑی
(قصہ، ابو شحمہ۔ الف)

کنے = پاس۔ قریب۔ نزدیک۔

بیٹھا پردے کنے ملّا بچارا
سنو بارے لگن کا ایک نظارا　　　　(قصہ، ملّا)

| الف ۔ کنے = پاس۔

(۱) خوباں جتے دنیا منے خدمت کریں شہ کے کنے (کلیاتِ محمد قلی قطب شاہ)

(۲) اپس کنے اپنی فریاد۔ (سب رس)

(۳) ہور گگن کی بچے والی مرغی بھی اس کنے اڑکو نئیں جا سکتی۔

(انوارِ سہیلی)

ب ۔ کنھیں۔ کنے = کے پاس۔

د ۔ کنے = (۱) پاس۔ نزدیک۔ (۲) قبضے میں۔ (۳) گھر پر۔ |

کو = کر۔ کے۔

قسم کھا کو سابق میں سلطان سوں
دیے تھے جو ہم بیل بھنڈار کوں (اضرابِ سلطانی)

مدراسی اب بھی یہ لفظ بولتے ہیں جیسے:

"جھینگاں کا سالن کھا کو"

| الف ۔ کو = کر۔ کے۔

(۱) یو چار چیزاں چھپا کو رکھیا تھا۔ (معراج العاشقین)

(۲) اس کتاب کو فارسی میں بنا کو نوشیرواں کوں لے جا کر دیا۔

(انوارِ سہیلی) |

کوانا = کہلوانا۔

نہ تھا سو سب کیا ہر شے کوں موجود
کوایا سب کسی کا آپ معبود

(وفات نامہ حضرت صلعم)

| الف ۔ کوانا = کہا جانا۔ مشہور ہونا۔

کوائے قریشاں میں توں شاہ صدر
تہیں کرسکیا فتح لڑ جنگِ بدر

(علی نامہ۔ب)

ب ۔ کوانا = کہلوانا۔ کہلائے جانا۔ مشہور ہونا۔
د ۔ کوانا = کہلانا۔]

کوت = جھوٹ۔ کھوٹ۔

یو مطلب تج انگے کہوں گی نہ کوت
ولے ہے مرے دل میں دہشت بہوت

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

کوٹھا = پوٹا۔ پرندوں کا پیٹ جس میں ان کی غذا رہتی ہے۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔

[ب ۔ کوٹھا = ذخیرہ۔ گودام۔ کوٹھی۔
د ۔ کوٹھا = (۱) بالاخانہ۔ اوپر کا کمرہ۔ (۲) مکان کی بڑی کوٹھڑی۔ (۳) ذخیرہ۔ گودام۔ گھر۔ (۴) پیٹ۔ شکم۔ معدہ۔ (۵) بچہ دان۔ رحم۔]

کوجنا = گلنا۔ خاک ہونا۔

کوجے سوباڑ اور سو کے سوتن سب
سڑے سو اور سُکے سو او گال سب

(فقہ، محفوظ خانی)

[ب ۔ کوجنا = جھلسنا۔ بولنا۔ آواز کرنا۔]

کوری نگاہ کرنا = انجان پن کی نظر کرنا۔ بے اعتنائی کی نظر کرنا اس انداز سے دیکھنا کہ معلوم ہو نہیں دیکھ رہے۔

جس طرف کرتی تھی وہ کوری نگاہ
اس سے ہوتی حالتِ مردم تباہ

(بہارستانِ عشق)

یہ لفظ اب بھی حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:

"ادے ماں انو کیسی کوری نگاہ سے دیکھتے ہیں"

[د ۔ کوری آنکھ سے دیکھنا = بے حیائی سے دیکھنا۔ نڈر ہو کر دیکھنا۔]

کوکرے = آنکھ کا ایک مرض ہے۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔

کومٹی = بنیا۔ بقاّل۔ ویش۔ { بخیل ___ (م۔ت) }

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:

"وہ بڑا کومٹی ہے"

"دال چاول کومٹی کی دوکان پر ملتا ہے"

کونڈنا = بند کرنا۔ باندھنا۔ محبوس کرنا۔

زلف کی زنجیر میں اس کو کونڈ

(قصہ ۔ دل و حسن)

یہ مصدر کنڈی سے بنایا گیا ہے۔

[الف ـ کونڈنا = مقید کرنا۔ بند رکھنا۔ گرفتار کرنا۔

(۱) نہ رکھ کونڈ اپس کو کلی سار دئیں (طوطی نامہ)

(۲) کہ کونڈیا ہے پوراچ برہا منج آج (طوطی نامہ)

(۳) نکو رکھ ہومج کونڈنے میں خیال (گلشنِ عشق)

ب ـ کونڈنا = گھونٹنا (جیسے بھنگ گھونٹنا)۔

د ـ کونڈ = ناند۔ مقید۔]

کونلا = نارنگی۔ نادان۔ کم سن۔ کچّا۔

یہ لفظ حیدرآباد میں آج کل بولا جاتا ہے۔ جیسے:

"اس باغ کے کونلے کھٹے ہیں"

"او پاڑون کونلی کونلی لکڑیاں دے"

"ابھی تو تم کونلے ہیں"

کوٗنلی = کچی۔ نادان۔ خام

اگر چہ پری رخ ہے کوٗنلی کچی

ولے آدمیت میں مج تے سچی

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

یہ لفظ اب بھی حیدرآباد میں بولا جاتا ہے۔

[ب ـ کوٗنلیاں = (کوٗنلی) نارنگی کی ایک قسم۔ خام۔ کچا۔ کم عمر۔ جوان]

کویٹ = ایک قسم کی آتش بازی۔

جمعیت کی آگے تھا فیل دنشان
کویٹ اور ہوائیوں کا چھٹنا دہاں
(قصہ ء نور جہاں بیگم)

کویٹ = کیٔٹ۔ ایک قسم کا کھٹ مٹھا پھل ہے۔
جس کو کیٹ کہتے ہیں (Wood apple)

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:
"کویٹ کے جھاڑ کو بہت سے کویٹاں لگے ہیں"

[ج ۔ کویٹ = کیتھ۔ ایک پھل کا نام جو بیل پھل کی مانند سخت مگر ذائقے میں کھٹ مٹھا یا نرا ترش ہوتا ہے۔]

کویلو = کھپریل۔
یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:
"اپن تو غریب ہیں کویلو کے گھر میں رہتے ہیں۔"

[ج ۔ کویلو۔ کویلی = کھولا۔ کھپرا۔
د ۔ کویلو۔ کویلی = کھپریل۔]

کھا توڑنا = سرتابی کرنا۔ حکم نہ ماننا۔
تو لے ہاتھ ان کا نہ چھوڑ دیا انے
کھیا پاک بی بی کا توڑیا انے
(بڈن نامہ)

کہاں تیں = کہاں تک۔

اے عزت کہاں تیں کریں گا بیاں
قلم قاصر عاجز ہوئی ہے زباں (اضرابِ سلطانی)

کھال ہے = رقم ہے۔ یہ محاورہ ایسے موقع پر بولا جاتا ہے جب کہ کسی کی چالاکی اور ہوشیاری بتانی مقصود ہوتی ہے۔ جیسے:

"تمھیں ہم ہی جانتے ہیں بڑی کھال ہے"
"کیوں میری بھی کیسی کھال ہے"

کھانا = خشکہ۔ ابلے ہوئے چاول۔

یہ لفظ حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:
"مرچی کی چٹنی اور کھانا میرے کو بس ہے"

دلّی میں کھانا مطلق غذا و خاصہ و خوراک کے معنوں میں بولا جاتا ہے۔ جیسے: "تمھارے گھر کا کھانا کھانا اور جوتیاں کھانا برابر ہے۔ کہ منھ میں روٹی سر پر جوتی۔ اسی لیے بڑوں نے سچ کہا ہے کہ اللہ نکٹے کا کھلائے اگٹتے کا نہ کھلائے"۔

اس موقع پر مجھے ایک بڑی پُرلطف حکایت یاد آئی۔ میرے چھوٹے بھائی آغا علی قدر حسن کے ساتھ ایک حیدر آباد کا آدمی آیا آدمی چوں کہ پردیس کا تھا اور نیا اس لیے اس کی خاطرداری دوسرے نوکروں

سے زیادہ کرنی ملحوظ تھی اس کے لیے خاص طور پر خاصے کا الش روانہ کیا گیا میں نے بھی کوئی ایک گھنٹے بعد خاطراً دریافت کیا کہ تم نے کھانا کھالیا ۔۔۔ جواب نفی میں ملا۔ مجھے اس بدانتظامی پر غصہ آیا اور آن کر مغلانی پر خفا ہوا۔ مغلانی قسمیں کھائی۔ سچ جھوٹ کے معاملے کو اللہ سپرد کرتی۔ صحیح سہارے کو آئی۔ دریافت پر پھر اسے بھی نفی میں جواب ملا۔ مغلانی آگ بگولا ہوگئی اور کہنے لگی بھائی صدر رحمت۔ تیری خاطر میں سپڑ چن بنی۔ خود خوان لائی۔ تجھے بریانی نہیں دی۔ کواب نہیں ملے۔ دلمہ نہیں دیا۔ پاڈ بھر کی روٹیوں کی تھٹی نہیں رکھی اس نے کہا:

"جی ہو ! سالن روٹی تو میں کھایا" مغلانی نے جواب دیا کہ بھائی اور کیا میرا کلیجہ کھائے گا اور کیا کھانا کھائے گا۔ یہ کھانا نہیں تو کیا ہے۔ تم نے کیسے اددر روپٹ دینی جھوٹ بول دیا۔ جب ہم سب اس کے مفہوم سے آگاہ ہوئے۔ نئی مغلانی کو خوب چھیڑتے اور بناتے رہے۔ چوں کہ خشکہ ہمارے ہاں کھانے پر نہ ہوتا تھا۔ اس لیے ہمیشہ کھانا کھا کر کہتے کہ کھانا نہیں کھایا۔

[ج _ کھانا = خشکہ۔ ابلے ہوئے چاول۔]

کھانا دبانا = کھانا کھانا۔

ایک مذاقیہ محاورہ ہے جو آج کل حیدرآباد میں بے تکلف دوستوں میں مستعمل ہے۔ جیسے:

"خان کب تک کھانا دبائیں گے"

{ الف _ کھانا دبانا = خوب جی بھر کر کھانا۔ (م۔ت) }

کھاندے = کاندھے۔ کندھے۔

[الف _ کھاندا = کندھا۔ کاندھا۔

(۱) بھٹتی کیرے کھاندے پر (نوسرہار)

(۲) قدم راکھنے توجھ کھاندا دیے (پند نامہ)

ب _ کھاندا = کاندھا۔ شانہ۔ کھاندے۔ کھاندا کی جمع۔]

کھپانا = ٹھکانے لگانا۔ چھپانا۔ رکھنا۔ برباد کرنا۔ غارت کرنا۔ ناس کرنا۔

سلوقیہ کے رخ پو جاتی ہے او
نجانے اسے کاں کھپاتی ہے او

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

بادن لاک کافر کے دل کوں کھپائے
اس نے لاک اصحابی شہیدی سو پائے

(بڑن نامہ)

[ب _ کھپانا = نیست و نابود کرنا۔ برباد کرنا۔]

د _ کھپا دینا۔ کھپانا = (۱) برتنا۔ صرف کرنا۔ کام میں لانا۔ (۲) گھلانا۔ تحلیل کرنا۔ (۳) کام تمام کرنا۔ (۴) تباہ کرنا۔ برباد کرنا۔ (۵) کھونا۔ گنوانا۔ ضائع کرنا۔ (۶) جذب کرنا۔ پلانا۔ (۷) سمانا۔ بھرنا۔]

کھٹلا = آل عیال۔ گھربار۔ بیوی بچے۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے جیسے:

"ضلع سے اپنا کھٹلا لے آئے"

| د _ کھٹلا = (۱) نااتفاقی۔ لڑائی جھگڑا۔ (۲) رکاوٹ۔ (۳) چیزیں جو قبضے یا ملکیت میں ہوں۔ (۴) مال واسباب۔ (۵) سامانِ سفر (۶) سامانِ خانہ داری۔ (۷) محنت مشقت۔ (۸) کام دھندا۔ (۹) مشکل کام۔ (۱۰) معاملہ۔ مقدمہ۔ |

کُھدڑنا = گھسیٹنا۔

یکس نھاٹتا ہے قیامت تلک
دوجا یک کھدڑتا ہے اس پیٹ لگ
(قصۂ ملیکا)

رو کھدیڑنا

[الف _ کھدڑنا = کھدیڑنا۔
(۱) سب سمجھے کہ اسے کوئی کھدڑتا ہوں گا۔ (انوارِ سہیلی)]

کھدکھدی چھوٹنا = غصّے سے کھولنا۔

سلام علیک اے محمد نبی
تمن دیک مجھ تن چھٹے کھدکھدی
(ابلیس نامہ)

آج کل دکن میں کھدکھدی پڑنا بولتے ہیں اور حسد کرنے جلنے کے معنوں میں بولا جاتا ہے۔

"میرے کو دیکھ کے کھدکھدی پڑگئی"

کُھر = کُھر۔

یہ لفظ حیدرآباد میں بولا جاتا ہے۔

کھروچا = کھرنچ ۔ نہٹا ۔

لیا اتنے میں ہی وہ بوسے بھی کچھ
لگے چوڑیوں کے کھروچے بھی کچھ

(قصہ ، نور جہاں بیگم)

باہر والے اب تک " کھروچا " ہی کہتے ہیں ۔

[ج ـ کھرونچا = خراش ۔ گھسا ۔ رگڑا ۔
د ـ کھروچا ۔ کھرونچا = خراش ۔ رگڑ ۔]

کھروما = دکنی عورتوں کا فرض موکل ۔

جنوں کا اور نرسو کا وہ پوجا
ملک و اول چھٹو کھموسو کھروما

(فقہ ، محفوظ خانی)

کھڑا کھڑی کا گوڑ = دکنی عورتوں کی ایک قسم کی نیاز ہے ۔

(فقہ ، محفوظ خانی)

کھڑا کھڑی کی سپاری = یہ بھی دکنی عورتوں کی ایک قسم کی نیاز ہے ۔

پھٹانے اور کنکڑیاں ترتا ترت کی
سپاری گوڑ دیتی ہیں کھڑا کھڑی کے

(فقہ ، محفوظ خانی)

کھڑ باولی =

منت کا رکھ کے روزہ لبیک مانگے

کھڑ بادلی و بیڑی طوق ڈالے

(فقہ محفوظ خانی)

کُھلگا = بھینسا۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے

[الف ۔ کھلگا = بھینسا۔

(۱) کھلگا بتی کے کام سارے گا۔ (سب رس)

ب ۔ کھلگا = بھینسا۔

ج ۔ کھلگا = بھینسا۔

د ۔ کھلگا = بھینسا۔]

کھم ہونا = دنگ ہونا۔ متحیر ہونا۔ ششدر ہونا۔

جزیرے میں اپنے اسے لے گیا
وہاں کا خلق دیکھ کھم ہو رھیا

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

کُھمسنا =

ٹوٹیا بھڑ کل قلعہ کا ہو شکستہ
چلیا پھر ذوق کا راوت کھمستا

(قصہ ابو شحمہ)

کھمو = دکنی عورتوں کا فرضی موکل۔

کھنڈا　=　کھانڈا۔ تلوار۔

چھڑک آب تیرا برہنہ کھنڈا
کیا جیو جلتی اگن کا ٹھنڈا

(علی نامہ۔الف)

[الف _ کھنڈا = تلوار۔
(۱) کمر ترکش کھنڈا بات　　　　(نوسرہار)
(۲) کہ کیوں دو کھنڈے مائیں گے یک میان میں (طوطی نامہ)
(۳) چھڑک اب تیرا برہنہ کھنڈا　　　　(علی نامہ۔ب)
د _ کھنڈا = (۱) چاولوں کا چورا۔ (۲) کھانڈ کا مخفف۔ تلوار۔]

کھنڈو　=　دکنی عورتوں کی کوئی فرضی موکلہ ہے۔

بنا صورت بھوانی نورماں کی
چھٹو کھنڈو درا نیا نام انوکی

(فقہ محفوظ خانی)

کھنڈی　=　ایک پیمانہ ہے۔ کھنڈیاں (جمع)۔

درونا مرا ترخا تھا ہر روز
کھنڈیاں سوں بھریا تھا مرے دل میں سوز

(رضوان شاہ و روح افزا۔الف)

کنکر اور موتی لیویں رول کر
کھنڈیاں سو سونا ہور رُپا تول کر

(رضوان شاہ و روح افزا۔الف)

حیدر آباد میں یہ لفظ اب بھی بولا جاتا ہے جیسے:

"ان کے ہاں کھنڈیوں سے اناج آتا ہے"

تین من کا ایک پلہ ہوتا ہے اور سو پلے کی ایک کھنڈی ہوتی ہے۔

[ب ـ کھنڈی = ایک وزن، ایک پیمانہ، دکن میں۔

۲۰، (بنگالی) من کو ایک کھنڈی کہتے ہیں۔ من = ۴۰ سیر۔

د ـ کھنڈی = وزن مساوی ۲۰ من۔]

کھیڑا = بستی۔ آبادی۔ گاؤں۔

کھے جاؤ تم گاؤں کھیڑے بھیتر
لے کر آؤ کچھ نقل فرمائے کر

کھیڑا۔ دہلی میں اجڑے اور برباد شدہ گاؤں کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ لیکن حیدر آباد میں آباد گاؤں کا مرادف ہے۔

[الف ـ کھیڑا = دیہات، گاؤں۔

ایک کھیڑے میں کوئی کھیڑیالور ہتا تھا (انوارِ سہیلی)

ب ـ کھیڑا = گاؤں۔ دیہات۔ پرانی بستی کا نشان۔

د ـ کھیڑا = (۱) بستی۔ چھوٹا سا گاؤں۔ (۲) کئی قسم کا ملا جلا اناج۔]

کی = کیوں۔

یو جنگل میں خوش باس گمتی ہے کی
یو چشمے اپر چول رکھتی ہے کی

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

[الف ـ کی = کیوں۔

(۱) کی توں ہوا یوں مخول (نو سرہار)

(۲) اپ سیں کی چھپاتا۔ (کلمۃ الحقائق)
(۳) توں ساریاں میں نڈر ہیں کی کری رے (کلیاتِ محمد قلی قطب شاہ)
(۴) فراقی میں کی ہلاک ہونا۔ (سب رس)
(۵) کی اس کا ہلاگی کی دور تیں کرتا۔ (انوارِ سہیلی)
ب ۔ کی = کیوں۔ کس لیے۔]

کیا بی نئیں = کچھ بھی نہیں۔
(موجودہ دکنی)

کیا ہے کی = کلمہ اظہار لاعلمی۔ معلوم نہیں کیا ہے۔
اتایاں پیادہ ہو بیٹھا ہے کی ہوا تو سمجھتے نہیں کیا ہے کی
(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)
یہ کلمہ اب تک حیدر آباد میں بہ وقتِ اظہارِ لاعلمی زبان پر لایا
جاتا ہے۔ جیسے:
"کیا ہے کی ماں میرے کو نئیں معلوم"

کیر = کثرت کے معنوں میں اسم جمع ہے۔
کشادہ سِنہ ہور پتلی کھر اٹھی کیر بالاں کی سینہ اوپر
(شمائل نامہ)

[ب ۔ کیر = لکیر]

کیرا = کا۔ ساتھ۔ واسطے۔

اس لفظ کے بہت سارے معنے ہیں اور قدیم دکنی اردو میں
طرح بہ طرح استعمال ہوا ہے۔

سنو قصہ مینا کیرا سر بسر   سنی جو کہ لورک گیا کر خبر
(قصہ ،مینا ولورک)

اگر ہیں خدا ہوں یو بندیاں کیرا   کیا ہوں یو تحقیق وعدہ میرا
(نور نامہ)

جو دوزخ کیری آگ ہے تیز تر
سدا دکھ دھکاتی ہے آتش مگر

[الف ۔ کیرا۔ کیری۔ کیرے = کا۔کی۔کے۔
(۱) امت کیرا وہ دست گیر (نو سرہار)
(۲) سلاست نہیں جس کیری بات میں (قطب مشتری)
ب ۔ کیرا = کا۔
کیری = کی۔
کیرے = کے۔]

کیلیاں = جمع کیلی کی۔ معنی کنجی۔

اپیں حق نے دینے کوں کر فتح باب
دیا بھیج کیلیاں تجھ اتگے شتاب (علی نامہ۔الف)

[الف ۔ کیلی = کنجی۔
(۱) خزاں قفل کیتا ہے کیلی بہار (قطب مشتری)
(۲) مراد کے خزانے کا دروازہ سختی کی کیلی کے بغیر نہیں کھلتا۔ (انوارِ سہیلی)
ب ۔ کیلی = کنجی (کیلیاں ..جمع) ۔]

کیوں = کیا۔ حرفِ استفہام

اس وضع گزریا ہے اب لگ وقت
نہ جانوں کہ کیوں ہوئے انگے بخت

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

[الف۔ کیوں = جیسے۔ جیوں۔

(۱) انے اس قصبے کو کیوں چکا بنگا دھوں راضی ہو جانا۔ (انوارِ سہیلی)

ب۔ کیوں = کیوں کر۔

کیوں = (حرفِ استفہام) کیسا۔ کس طرح کا۔ کیوں۔]

○●○

گ

گاڑوڑی = مداری۔ شعبدہ باز۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:
"گاڑوڑی کو بلاؤ تماشا دیکھیں گے"

[الف _ گاڑوڑی = سپیرا۔ منتر اتارنے والا۔
بلا گاروڑیاں کوں سٹیں گے منتر (رضوان شاہ و روح افزا۔ ب)
ب _ گاڑوڑی = مداری۔ بازی گر۔
ج _ گاڑوڑی = سپیرا۔ بازی گر۔ مداری۔ حقہ باز۔

گالوں میں سٹے پڑنا = گالوں میں گڑھے پڑنا۔ گال پکنا۔

یہ محاورہ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔

گانجو = گانجے باز

شرابی اور بھنگی اور گانجو
پیوں بارا جو سیندھی اور تمباکو
(فقہ، محفوظ خانی)

گاؤدی = احمق۔ بے وقوف۔ اناڑی۔

اگر گاڈدی ہاتھ ہیرا چڑھے
نہ سمجھے، کہے گار کنکر اسے

دلّی میں یہ لفظ اب بھی بولا جاتا ہے۔

[ج _ گاڈدی = گیدی۔ احمق۔ نادان۔ بے وقوف۔ بے تمیز۔]

گُتّہ = ٹھیکا

یہ لفظ حیدر آباد میں بولا جاتا ہے جیسے:

"کیا گُتّہ لے لیا ہے"

[ج _ گُتّہ = مساجری۔ کنٹراکٹ۔ ٹھیکہ۔]

گتّے دار = ٹھیکے دار۔

یہ لفظ حیدر آباد میں آج کل بولا جاتا ہے جیسے:

"حضرت حسن نظامی صاحب عبدالرحمٰن صاحب
گتّے دار کے مکان پر ہیں۔"

[ج _ گتّے دار = کنٹراکٹر۔ ٹھیکے دار۔]

گج راج = شاہ پیل۔ ہاتھیوں کا بادشاہ۔ بہت بڑا ہاتھی۔

نہایت لٹک چال میں نار ہے
کہ گج راج کیتے گرفتار ہے

(قصہ، سیاہ پوش)

گُجری = گوجری۔ پاؤں کا ایک زیور۔

نپٹ پاؤں میں اس کے گجری سجے
نلی گھونگرو اور پایل بجے (قصہ ۔ سیاہ پوش)

گڈا = گٹھا ۔ یہ لفظ عام طور پر گول جڑوں کے لیے استعمال ہوتا ہے ۔ خصوصاً وہ جڑیں جو بوئے جانے پر درخت کی صورت میں باہر نکل کر خود ویسی ہی جڑوں میں جس سے ان کی پید ہوئی تھی مبدل ہو جائیں ۔
یہ لفظ تلنگی کا ہے اور حیدر آباد میں بولا جاتا ہے جسے عام طور پر ہندو بہت بولتے ہیں جیسے: "اروی کا گڈا"، "آلو کا گڈا"، "ڈیلیے کے گڈے" وغیرہ ۔

گرج کے چونگے = ایک قسم کی منّت ہے ۔ چونگا ایک قسم کی تلی ہوئی میٹھی کھنکڑی ہے ۔

گرز چرنا = گرز مارنا ۔
گرز پر گرز شاہ چرنے لگے قدم پر قدم پیش دھرنے لگے
(جنگ نامہ ۔ حنیف شاہ)
اب اس قسم کے جنگی اصطلاحی محاورات اردو سے بالکل خارج ہو گئے ہیں ۔ افسوس ہے!

گریباں = پہلو۔ کلیجہ۔ چھاتی۔ سینہ۔

بچی کوں لے او نار اوس ٹھار میں
سوتی تھی لے اپنے گریباں میں

(میناستونتی ولورک)

[د۔ گریبان = پوشاک کا وہ حصہ جو گلے کے نیچے رہتا ہے۔]

گڑگا = گھٹنا۔ گوڈا۔

بھی گڑگے سوں غلماں ہوئے آشکار
جو حوراں جنت بیچ پایاں سنگار

(نور نامہ۔ عنایت شاہ)

یہ لفظ اب بھی دکنی دیہاتوں میں بولا جاتا ہے۔

[الف ۔ گڑگا = گھٹنا۔

(۱) گڑگا پیٹیچ کے ادھر توڑتا (سب رس)

(۲) سجدہ جانے کے پہلے گڑگے زمین پر رکھنا مستحب ہے۔ (فرائضِ اسلام)

ب ۔ گڑگا = پاجامہ۔

ج ۔ گڑگا = پاجامہ۔

د ۔ گڑگا = پاجامہ۔]

گڑگوں میں منڈی ڈالنا = سر جھکانا۔ متفکر ہونا۔ گھٹنوں پر سر رکھنا۔

سن کبھی گڑگوں میں منڈی ڈال کر
گاہ روتی ہات کو ماتھے پہ دھر

(بہارستانِ عشق)

[د ۔ گڑگے پو منڈی جھکانا = فکر مند ہونا۔ سوچنا۔]

گڑگی = گھٹنا۔ پنڈلی اور ران کا جوڑ۔

نیوڑنا ہات گڑگیوں پر جو رکھ کر
دسے تجھ پیٹ اور چوتڑ برابر

(فقہ، محفوظ خانی)

دونوں پانْواں دونو گڑگے دونو بات
پیشانی بھوئیں پو دھرناک اشارات

(فقہ، محفوظ خانی)

اب حیدر آباد میں یہ لفظ پائجامے کے معنوں میں بولا جاتا ہے۔

[ج _ گڑگی = گرگی۔ گھٹنا۔ گھٹنوں تک کا پاجامہ۔
د _ گڑگی = پاجامہ۔]

گڑیاں = گڑیا کی جمع۔ لعبت۔

سو یک دیس دل گیر جو رہئ تھی میں
گڑیاں کھیلنے باغ میں گئ تھی میں

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

گلاس = ایک قسم کا روشنی کا سامان۔ شیشے کے حباب۔ شیشے کے قمقمے جن میں رنگ اور تیل بھر کے جلاتے تھے۔

دھرے سارے طاقوں میں رنگیں گلاس
ستاروں سے تھی روشنی بے قیاس
گلاسیں کہیں اور کہیں تھے حباب

کرے روشنی جس میں تیل اور آب

(قصہ، نور جہاں بیگم)

یہ لفظ انگریزی ہے۔ اردو میں اس سے زیادہ قدیم اس کی مثال استعمال اور کہیں نہیں ملتی۔ یہ لفظ اب بھی بولا جاتا ہے۔ لیکن آب خورے کے معنوں میں آتا ہے اور کانچ کے معنوں میں بھی بولا جاتا ہے۔ شیشے کا مرادف ہے۔

[د ـ گلاس = (۱) پانی پینے کا برتن۔ پیالہ۔ ساغر۔ ایک قسم کا آب خورہ۔ (۲) شیشہ۔ کانچ۔ (۳) آئینہ۔]

گلسر = (گل + سر)۔ سہرا۔

دیے جبریل کن ایک گلسر خدا
کہا فاطمہ پاس جلدی لے جا
کہ اس گلسری سوں جدا ہوئے کر
کنکر ایک پڑیا جب او دریا بھیتر

○

بعد ازاں گلسری لا کو پونچا دیے
ادا فاطمہ کی جو شادی کیے
جو اس روز سوں ہے امروز تمام
کہ شادی میں گلسری بندے خاص و عام

(قصہ، گلسری خاتونِ جنت)

[الف ـ گل سری = گلے کا ہار۔ گلے کا ایک زیور۔

گلے کی گل سری کا بھید کیا۔ شاہی کا من بھیدیا

(کلیاتِ شاہی)

ب ۔ گل سری = گلے میں پہننے کا زیور۔ہار۔]

گلفی = الجھن۔زلفی۔پھندا۔

گانٹھیاں گل فیاں خو بیچ
چن کر کاڑ سٹو دل کے باہر
نے تو تار دیکھو۔ کہ ماں
ہردم اللہ اللہ نبی ہمارے صلی

(چرخے کا گیت)

گلنا = پگھلنا۔نرم پڑنا۔پیچنا۔

کسی کا بھی شہ پر کہا نئیں چلیا
ولے بات میں اس بڈی کے گلیا

(رضوان شاہ و روح افزا۔الف)

[الف ۔ گلنا = پگھلنا۔حل ہونا۔گھلنا۔متاثر ہونا۔

(۱) یا گل ہوتا پانی آب (نوسرہار)
(۲) کہ پانی تے ابلوچ گلتا ہے جیوں (قطب مشتری)
(۳) جکوئی میدان میں مرد ہو کر نکلتا اس کے آنچیچ تے گلنا۔ (سب رس)
(۴) خجل ہو گلوں پانچ میں سر بہ سر (طوطی نامہ)
(۵) ولے بات میں اس بڈی کے گلیا (رضوان شاہ و روح افزا۔ب)

گل ہار = کنٹھا۔ ہار۔

دلیکن مجھے غم ہے اس نار کا
میرے گل کے مالے وہ گل ہار کا

(قصہ، سیاہ پوش)

[ب ۔ گل ہار = گلے کا ہار۔]

گلے لانا = گلے لگانا۔ چمٹنا۔ سینے سے لپٹنا۔

مرے پاؤں پڑ مج کوں لایا گلے

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

[الف ۔ گلے لانا = گلے سے لگانا۔
لیتا حسن کوں گلے لاؤ (نو سرہار)]

گم اچھنا = عاشق ہونا۔ فریفتہ ہونا۔ دیوانہ ہونا۔

اسے اس کے دک میں عقل کم اچھے
ولے روح افزا پو اوگم اچھے

(رضوان شاہ و روخ افزا۔ الف)

{ مثنوی "رضوان شاہ و روح افزا" مرتبہ سید محمد مطبوعہ ۱۹۵۶ء میں
یہ شعر یوں درج ہے:

اسے اس کے دکھ میں عقل گم اچھے
ولے روح افزا پو دکھ کم اچھے (م۔ت) }

گماؤں = بہلاؤں۔ اس کا مصدر گمانا ہے جس کے معنے بہلانا ہیں۔

گئے چھوڑ ہمنا ہمارے پیا
گماؤں جی کس تے ایکیلا جیا

ا ب ۔ گمھانا = لبھانا۔ بہلانا۔ پھسلانا۔ ا

گمّت = مزا۔ بہار۔ دل لگی۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے جیسے:
"اچھی گمّت ہے اپن بھی جا کے دیکھیں"

ا الف ۔ گمت = مسرت۔ خوشی۔ تفریح۔ لطف۔ مزہ۔ مجلس۔

(۱) گمت ہے ترے سات رہنے کوں مج (کلیات علی عادل شاہ)
(۲) گمت ہے منج سے قلندر کوں تج ادھو کے انگے (کلیات بحری)
(۳) حضرت کے گھر ایک دن گمت تھا (من لگن)

ب ۔ گمّت۔ گمَت = تفریح۔ شغل۔ ہنسی۔ کھیل کود۔ لطف۔
مزہ۔ عیش و عشرت۔ مجلس۔ راستہ۔ تماشا۔ کھیل۔

د ۔ گمّت = تماشا۔ ا

گمپا = پلا۔ ٹوکرا۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:
"تصویراں گمپے میں سیدھی رکھ آئینے نہ ٹوٹیں"

ا ج ۔ گمپا = ٹوکرا۔ سبد۔ ا

گُنڈھ = ڈھیم۔ ڈھوا۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔

[ب ـ گنڈ = بہت بڑا گول پتھر۔

د ـ گنڈ = بھاری پتھر۔]

گنگال = پانی رکھنے کا بڑا برتن۔

یہ مٹی یا برنجی ہوتا ہے اور گلی ناند سے بہت مشابہ ہے۔ دلّی میں بھی اکثر پنواڑیوں کی دوکان پر اس میں پان دھونے کے لیے پانی بھرا ہوتا ہے۔ افسوس مجھے یاد نہ رہا کہ وہاں اس کو کیا کہتے ہیں۔ اب کے دلّی گیا تو ضرور اس کا انشاء اللہ نام دریافت کروں گا۔

[ب ـ گنگال = پانی رکھنے کا بڑا برتن۔ کاگر۔]

گنوارا چڑھانا = گہوارہ چڑھانا۔ جھولا چڑھانا۔ دکنی عورتوں کی ایک قسم کی منت ہے۔

(فقہ محفوظ خانی)

[الف ـ گنوارا = گہوارہ۔ پالنا۔

(۱) گنوارا انبر ہور بدل وائی ہو (قطب مشتری)

(۲) گنوارے تے مشرق کے آیا نکل (طوطی نامہ)

(۳) یعنی گنوارے تھے گور لگ کہے سو بھی معنی ہے۔ (شمائل الاتقیا)

د ـ گنوارا = گہوارہ۔]

گورو = ڈھور ڈنگر۔ گائے بھینس۔ مویشی۔

اس کی دکنی جمع گوروا‌ں ہے۔

[الف ـ گورو = مویشی۔ ریوڑ۔ جانور۔

(۱) گورو بانگ اک دن او آتا تھا (مینا ستونتی)

(۲) گورو ہور انسانوں میں بات کاچ فرق رہتا ہے (انوارِ سہیلی)

ب ـ گورو = (گو + روپ) سینگ والے جانور۔ جانور۔ گرو۔

د ـ گورو = گائے۔ بھینس اور دوسرے سینگ والے مویشی۔]

گوکھ = برآمدہ۔

یہ لفظ شمالی ہند کے قصبات و دیہات میں بھی بولا جاتا ہے۔ میں نے بدایوں کے ایک صاحب سے سنا تھا۔

گَوَن =

صفا نور کے صبح کا ہو پوَن
کیے گلشنِ لامکاں لگ گون (علی نامہ نصرتی۔ الف)

[الف ـ گون کرنا = جانا۔

(۱) سیوم چرخ پرواں تے کیتا گون (گلشنِ عشق)

ب ـ گون = جانا۔ مرنا۔ گمن۔ گزرنا۔ چلنا۔]

گوُنی = اناج کی کوٹھی۔

یہ لفظ آج کل حیدرآباد میں بولا جاتا ہے۔

[ب ـ گونی = پانی یا غلہ رکھنے کا بڑا مٹی کا برتن۔]

گھابرا = پریشان۔ متوحش۔ خوف زدہ۔

کھے سب سوں گزریا جو یھاں ماجر
ہر یک کوئی سنے پر ہوا گھابرا

(اضرابِ سلطانی)

[الف _ گھابرا = پریشان۔

(۱) نظر یو خبر سن بھوت گھابرا ہوا۔ (سب رس)

(۲) انے گھابرا گھابرا سامنے آئے گا۔ (انوارِ سہیلی)

ب _ گھابرا۔ گھابرے۔ گھابری = گھبرایا ہوا۔ سراسیمہ۔ حیران۔

د _ گھابرا = گھبرایا ہوا۔ پریشان۔]

گھال = اس کا مصدر گھالنا ہے جس کے معنی ملانا۔ ڈالنا ہیں۔

جڑت روپ تیرا مگر جس میں گھال
بیٹھی غم کی لا کر کو جلتی نڈھال

یہ لفظ دلّی میں اب بھی بولا جاتا ہے۔ جیسے:

"اللہ کی پناہ اس نے ہزاروں گھر گھالے ہیں"۔

[الف _ گھالنا = ڈالنا، بکھیرنا۔

(۱) نہ گھال آج کا کام تو کال پر (کدم راؤ پدم راؤ)

(۲) گھالے سر سوں موکلے بال (نوسرہار)

(۳) اس کوں کفر میں گھالیا۔ (سب رس)

ب _ گھالنا = ڈالنا۔ بکھیرنا۔ تباہ و برباد کرنا۔

د _ گھالنا = (۱) برباد کرنا۔ تباہ کرنا۔ (۲) ڈالنا۔ پھینکنا (۳) قائم کرنا۔]

گھم = فریفتہ ۔ وارفتہ ۔ شیفتہ ۔ لٹو ۔

جناور پو کی گھم ہوا میں یتا
یو یوں ہوئے گا کر سمجھتا نہ تھا

(رضوان شاہ و روح افزا ۔ الف)

گھسنے لگنا = گھٹنا ۔ کم ہونا ۔ اڑنا ۔

مرے تن منے ضعف دسنے لگیا
مرے موں پو کا رنگ گھسنے لگیا

(رضوان شاہ و روح افزا ۔ الف)

ج ۔ گھسنا = گھسنا ۔
د ۔ گھسنا = (۱) رگڑانا ۔ رگڑ لگنا ۔ (۲) پرانا ہونا ۔ فرسودہ ہونا (۳) وزن میں کم ہونا ۔
(۴) رگڑنا ۔ پیسنا ۔ حل کرنا ۔]

گھٹ مٹ ہونا = پختہ ہونا ۔ پکا ہونا ۔

اول تیچ گھٹ مٹ ہوئی ہے یوں بات
بنانا یو لگتا نہیں نیک سات

(رضوان شاہ و روح افزا ۔ الف)

{ مثنوی "رضوان شاہ و روح افزا" مرتبہ سید محمد میں یہ شعر یوں درج ہے ۔

اول تیچ گھٹ مٹ ہوئی ہے یوں بات
اتا تو یوں لگتی نہیں ایک سات (م ۔ ت) }

[الف ۔ گھٹ مٹ = مضبوط ۔
(۱) سنگ ساندے گھٹ مٹ رہ کو کیا فائدہ ۔ (سب رس)

ج ۔ گھٹ = سخت ۔ مضبوط ۔ پائیدار ۔ کڑا ۔ شدید ۔ گاڑھا ۔ گھنا ۔ ٹھوس ۔
اچھی بناوٹ کا ۔ طاقت ور ۔ قوی ۔ تندرست ۔ ہٹا کٹا ۔ موٹا تازہ ۔ |

گھچ انپڑنا = مضبوط پکڑنا ۔

یہ لفظ آج کل بھی مدراسیوں کی زبان پر ہے ۔

پٹا تو سنیائے پن کی دل میرا ہوئے چندیاں
دل گھچ انپڑ لے کو تاریخ لکھیوں نامیاں

گِھگا = گھگیا ۔ خوف کھا کر ۔ ڈر کر ۔ خوف زدہ ہو کر ۔

کہا پھر کے حجام نلّی گِھگا
بہ ہر فکر و تدبیر تم نے اتا

(اضرابِ سلطانی)

| الف ۔ گھگانا = گھگیانا ۔ منت سماجت کرنا ۔
بہت گھگانگا کو بھل گھوڑے پو چڑا کو شہر کو لے گئے ۔ (انوارِ سہیلی)
ب ۔ گھیگانا = گھگھیانا ۔ عاجزی و خوشامد کرنا ۔
ج ۔ گھگیانا = (۱) گھگی بندھ جانا ۔ (۲) عاجزی کرنا ۔ منت سماجت کرنا ۔
(۳) گڑگڑانا ۔ |

گھوٹا = گٹا ۔ پاؤں اور ٹخنے کا جوڑ ۔

بعد گھوٹے تلگ دھو پاؤں سیدھا
بعد بھی اونچ دھووے پاؤں دوسرا (فقہ ۔ محفوظ خانی)

گھُوڑ = گوڑ۔ ڈلاؤ۔ کوڑی۔

نہیں تو غرض کیا تجھے بولنا
ستم گھوڑ پر گوہراں رولنا (مینا لورک)

آج کل حیدر آباد میں گھُڑ کہتے ہیں۔
"ادے گل بہار بوا تو نے گھر آنگن گھڑ کر دیا"

[الف ۔ گھوڑ = گھورا۔
گہہ سنا۔ گہہ سنتپل۔ گہہ گھوڑ۔ گہہ گلشن ہوا (کلیاتِ بحری)
ب ۔ گھوڑ = کوڑا کرکٹ ڈالنے کی جگہ۔ گھورا۔]

گھوڑے پکانا = رجب کے مہینے میں مراد مند پکاتے ہیں۔
روغنی آٹے کی ٹِکیاں تَل کر شیرے میں چھوڑتے ہیں۔ گھوڑا اس تیار شدہ شیرینی کا نام ہے۔ یہ رسم دکن میں عام ہے۔ معلوم نہیں کیوں گھوڑا کہتے ہیں۔ حالاں کہ شکل بالکل گھوڑے کی نہیں ہوتی بلکہ گنواری بالوشاہی کی سی گول ٹکیا گھی میں تلی شیرے میں ڈوبی ہوتی ہے۔

کیوں پکاتی ہے بنا گھوڑے ٹھو
ہونکو تو حق کنے شر کھٹو (تنبیہ النسا)

گھوڑے کرنا = یہ ایک قسم کی نیاز ہے جو سولھویں رجب کو ہوتی ہے اس میں حضرت علیؓ کی فاتحہ دی جاتی ہے۔ جو ایک قسم کی شیرینی پر ہوتی ہے۔ حیدر آباد میں اس نیاز کا

بہت رواج ہے۔

گھولنا = ناز و نخرہ۔

یہ لفظ آج کل بھی مدراسی اردو میں مستعمل ہے جیسے:

گھولنا کر کر کو منگنے آئیں دل میں بھی جل کو بول ڈالیا کاں ہے دل۔

گھٹلیاں میں ہے۔

گھونگڑی = کمبل

سہاوے نہ کسوت تجھے گھونگڑی
بری باس تن میں لنگوٹی سڑی

یہ لفظ مرہٹی ہے اور مرہٹواڑی میں اب بھی بولا جاتا ہے۔

گیلے بالوں سے = پاک صاف ہو کر۔ نہا دھو کر۔

نہا گیلے بالوں سے باتیں اُٹھی
صحن میں کھڑی مانگتی یہ دعا

(قصہ نور جہاں بیگم)

یہ اصطلاح دکنی ہے۔ پاک و صاف ہونے کے اظہار کے مقام پر بولی جاتی ہے۔ مثلاً ۔ تمنگنیں بڑی عقیدت سے گیلے بالوں نعل صاحب اور حضرت عباس کی درگاہ میں جاتی ہیں۔

ل

لاٹ = ٹولی۔ گروہ۔ جماعت۔

پوچھتا جاتا تھا مے خانے کی باٹ
باٹ میں دیکھا سو ایک رندیاں کی لاٹ

(قصہ بہن سراں و بھائی منصور)

[ب _ لاٹ = توشک۔ کپڑا۔ پرانا۔ لٹ۔ زلف۔ مجموعہ کسی چیز کا۔]

لال شابی = سرخی۔ رونق۔

میرے موں پو کی لال شابی گئی
میری بھوک بھو تیچ شتابی گئی

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

[الف _ شاب = شہاب۔
(۱) اس کے رخسار نے شاباں سٹیا ہے۔ (سب رس)
ب _ شاب = شہاب۔ جوان۔]

لامع = نور دینے والے۔ منور کرنے والے۔

جو مجلس کے اس شمع لامع اتھے

ادہر فن میں استاد جامع اتھے

(علی نامہ۔ الف)

[د ـ لامع (عربی) = چمکنے والا۔ روشن۔ درخشاں۔]

لاوَنی = ایک قسم کی کہانی۔ قصہّ۔

کہانیاں اور لاوَنی بولو نکو

تو گاڑ وڑی نمن کھیلو نکو

(تنبیہ النسا)

{ لاوَنی = مرہٹی لوک گیتوں کی ایک صنف (م۔ت) }

لت = خوار۔ ذلیل۔ رسوا۔

حق آگاہ کوں تو نچ دیوے سکت

کرنہار سرمست خود بیں کوں لت

(علی نامہ۔ الف)

[ب ـ لت = لات۔]

لٹ پٹانا = لڑکھڑانا۔

[الف ـ لٹ پٹانا = ہم آغوش ہونا۔

(۱) یکس سوں سو یک لٹ پٹانے لگے (قطب مشتری)

ب ـ لٹ پٹانا = لپٹنا۔ لپٹانا۔

د ـ لٹ پٹانا = نقصان کرنا۔ لڑکھڑانا۔ ہلانا۔]

لٹک چال = رفتارِ مستانہ۔

[د ۔ لٹک چال = مستانہ چال۔ ناز و ادا کی چال۔]

لٹک چلنا = جھوم کر چلنا۔ اٹھلا کر چلنا۔

اگر وہ لٹک چلتی گھر کے انگن
نہ پھرتا پونم چاند اوپر گگن

(قصہ، سیاہ پوش)

[الف ۔ لٹک = خرامِ ناز۔

سو دحن لٹک کے جب جھلک دونو الک کے سو مہک

(کلیات محمد قلی قطب شاہ)

لٹکنا = ناز و ادا سے چلنا۔ شان و شکوہ سے چلنا

لٹکتے چلو شاہ معراج کوں
براق آکھڑا ہے کنے ساز سوں

(معراج نامہ)

ب ۔ لٹک چلنا = ادا سے چلنا۔ جھوم کر چلنا۔ جھوم جھوم کر چلنا۔

د ۔ لٹک کر چلنا = مستانہ چال سے چلنا۔ جھوم کر چلنا۔ ناز نخرے سے قدم اٹھانا۔]

لج = لاج۔ شرم۔

ہوا ہے جن امت میں تیری اجّ
چھڑا ناچ اس کوں تجھ آخر ہے لج

(علی نامہ۔ الف)

[الف ـ لج = لاج۔ شرم۔

(۱) دھر اس پانچ دن کے سو جیو نے تے لج (گلزار السالکین)

د ـ لج = لاج کا مخفف۔]

لچّھا = کالی پوتھوں کا لچھا جو گلے میں پہنا جاتا ہے۔ دکن میں سہاگ کی علامت ہے۔

تھا لچھا بھی اور نتھ بھی دولا کے سات
بندھا عقد قاضی وہ نیکو صفات

(قصہ، نور جہاں بیگم)

[ج ـ لچھا = گلے کے ایک زیور کا نام۔

د ـ لچھا = سوت کی انٹی۔ ایک زیور۔ الجھی ہوئی ڈور۔ مسلسل اور پیچیدہ لیٹے ہوئے تار۔ بہت باریک کترا ہوا پیاز یا ادرک۔ ریشم ایسے باریک تاروں کی ایک مٹھائی جو کھانڈ سے تیار کی جاتی ہے۔ آواز کی پیچیدگی۔ گٹکری۔]

لخلخہ = خیال۔ تصور۔ یاد۔

کہا اور سنا بخشو للہ مرا
مرے تک مجھے لخلخہ تھا ترا

(قصہ، نور جہاں بیگم)

[د ـ لخلخہ = چند خوش بودار چیزوں کا مجموعہ جو تقویتِ دماغ کے لیے مریض کو سنگھاتے ہیں۔]

لڑبڑانا = گھبرانا۔ ہکّا بکّا ہونا۔

میں باتاں منے لڑبڑانے لگی
مری جیب بھی لٹ پٹانے لگی

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

[د ۔ لڑبڑانا = زبان میں لکنت ہونا۔ ہکلانا۔ رک کر بولنا۔ ڈگمگانا۔ لڑکھڑانا۔]

لڑکائی = لڑک پن۔ چھٹپن۔

تو تو لڑکائی میں تھی بھولی بڑی
کب سے تو ایسی شرارت میں پڑی

(بہارستانِ عشق)

[الف ۔ لڑکائی = لڑک پن۔
(۱) بائے صحبتِ یار کی ایامِ لڑکائی گئے۔ (انوارِ سہیلی)]

لفنگ = بے باک۔ بے شرم۔ عیاش۔ آوارہ۔ لفنگا۔ لچا۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:
"وہ بڑا لفنگ ہے"

لک لکاٹ = شعشہ۔ لمعہ۔ تڑپ۔ جھجک۔ آہنی ہتیاروں کی آب و تاب۔

ملیا دل و بادل سا جو پھرتے تھاٹ

او بجلیاں سا برچیاں کا تھا لک لکاٹ

(بڈن نامہ)

زرہ بکتراں کا اتھا لک لکاڑ

نیزے شمشراں کا دسے جگ جگات

(جنگ نامہ ، حنیف شاہ)

"کہ اس حور کے نور کا سب لک لکاٹ"

(نور نامہ عنایت شاہ)

یہ چاند کی روشنی اور ٹھنڈی روشنی کے لیے آتا ہے ۔ قدیم اردو میں آیا ہے ۔ افسوس ہے اب چاند اور سورج دونوں کی روشنی کے لیے چمک اور جھمک وغیرہ الفاظ آتے ہیں ۔ لک لکاٹ فراموش ہوگیا ۔ موجودہ اردو میں اس کا مرادف کوئی نہیں ۔

[الف ـ للکاٹ = چمک ۔ آب و تاب ۔

(۱) دیکھت سلع سنجوت کا للکاٹ　　　(سیف الملوک بدیع الجمال)

(۲) اس کے رخساراں کی للکاٹ سوں دنیا میں اجالا کرنے والا ۔

(انوارِ سہیلی)

ب ـ للکانا = چمکنا دمکنا ۔

د ـ للکاٹ = چمک ۔ رونق ۔]

لکھوٹا = خط ۔ شقہ ۔ رقعہ ۔ تحریر ۔

لکھوٹا لپیٹ کر سو باندھے گگے

کھے کاک کوں جالے جا ان کوں دے

(بڈن نامہ)

لکھے تھے لکھوٹا یو بھومان سوں
اوڑیا پھڑ بتے کاگ طوغان کوں

(بڈن نامہ)

[الف ۔ لکھوٹا کرنا = تحریر کرنا۔
لکھوٹا کر اس مہر کی مہر کر (گلشنِ عشق)
ب ۔ لکھوٹا = تحریر۔ خط۔]

لکھے = نزدیک۔ خیال میں۔ روش۔

ہمارے لکھے بادشاہ تئیں مٹا

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

یہ لفظ دلّی میں بھی بولا جاتا ہے۔
"ہمارے لکھے تو وہ اس دن سے ہی لامذہب ہوا جس دن سے
انگریزوں کا ساتھ دیا۔"
"جو دیکھا وہی پرکھا۔ میری لاڈو کا یہ لیکھا"

[الف ۔ لکھا = لیکھا۔ نوشتہ۔
بختاں میں لکھا لیکھا سو کیا جاوے گا۔ (سب رس)
ب ۔ لیکھے = دیکھے۔ لکھا۔
د ۔ لکھا = نوشتہ۔ لکھا ہوا۔ قضا۔ بھاگ۔ تقدیر۔ قسمت۔ شدنی۔]

لگن = محبت۔ لگاؤ۔ عشق۔

جہاں میں عشق کون کرتا نہیں
لگن کا ہوس کون دھرتا نہیں (رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

لنٹریں = لال ٹین۔ روشنی کا ایک سامان۔ لینٹر کی جمع ہے۔

کہیں لنٹریں اور کہیں بانڈیاں
لٹکتے رواقوں میں تھے جھاڑ دھاں

(قصہ نور جہاں بیگم)

انگریزی Lantern کا اردو میں اس سے زیادہ قدیم استعمال اب تک آنکھ سے نہیں گزرا اور تلفظ بھی کسی قدر قریب قریب صحیح کے ہے۔

لنڈا = لگدا۔

(جدید دکنی)

[ب ۔ لنڈا = دم کٹا۔

د ۔ لنڈا = دم بریدہ۔ لنڈورا۔ دم کٹا۔ وہ درخت جس میں شاخیں اور پتے نہ ہوں۔ بے یار و مددگار۔ وہ شخص جس کا کوئی ساتھی نہ ہو۔]

لنڈور = ایک قسم کی زنانی گالی ہے۔

تو کفر کے کام کر ہوتی ہے چور
بیبیاں کی صف میں مت ہوجا لنڈور

(تنبیہہ النسا)

لوڑ = گاؤ تکیہ۔ یہ لفظ مرہٹی کا ہے۔

رکھے لوڑ باشت تکیے نمد
گنت میں نہ آتا ہے ان کا عدد (نور نامہ۔ عنایت شاہ)

گوالیار میں یہ لفظ اب بھی رنواس میں بولا جاتا ہے۔

[ب ـ لوڑ بالشت = گاؤ تکیہ۔

د ـ لوڑ یا پشت = گاؤ تکیہ۔]

لوکھ = لوک۔ چھپ۔ پوشیدہ۔

ادلے مال سارا یہاں تے جو لوکھ
ہمیں ہور تمیں مل کو جائیں پر لوک

یہ لفظ میوات میں اور دلّی کے قصبات میں اب تک بولا جاتا ہے جیسے:

"ہے چاچی تمھارا پوتا چھپ لک (لوک) کے مھارے باگ کے بیر لے جائے ہے"

مصدر "لکنا" ہے۔

[ب ـ لکن = چھپا ہوا۔ چھپنے کی جگہ۔

لکنا = چھپنا۔

د ـ لکنا = پوشیدہ ہونا۔ چھپنا۔ مخفی ہونا۔]

لولی = بہ واوَ مجہول بہ معنی لوری۔

سب سہاگن مل جھلانا ہے گناہ
لولی دے کر بھی پلانا ہے گناہ

(تنبیہ النسا)

لیاخ = لائق۔ سزاوار۔

تری سلطنت لیاخ کا کام کر
ہمیں رمز کہتے ہیں تو خام کر

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

[الف ۔ لیاق = لائق۔ موزوں۔
(۱) تری سلطنت لیاق کا کام کر (رضوان شاہ و روح افزا۔ ب)
ب ۔ لیاق = لائق۔]

لیپ واں = زربفت۔ ایک قسم کا کپڑا۔

لگے کرنے مل سب بنی کو سنگھار
پنائی گئی لیپ واں کی ازار

(قصہ نور جہاں بیگم)

○●○

م

ماٹ = مٹکا۔ خم۔ گھڑا۔ گول۔

کہ دم کی گرہ تین سو ساٹ ہے
جو یک یک گرہ او برا ماٹ ہے

(نور نامہ۔ احمد)

[الف ۔ ماٹ = (ماٹھ) گھڑا۔
ایک کھاٹ نہ دھڑ نہ ماٹ یک دھڑ (من لگن)
د ۔ ماٹ = (۱) مٹکا۔ خم۔ (۲) نیل کا حوض۔]

ماڈول = کام چور۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے اور کام چور کا مرداف ہے۔ جیسے:

"ادے ماڈول کام چور"

یہ لفظ میں نے اپنی ملازمہ سلیمہ بی سے سنا ہے۔

مارگ = رستہ۔ طریقہ۔ روش۔

چلے مارگ ہدایت کی ہو ثابت

انوں سب آخرت کی پالے نعمت

(فقہ۔ محفوظ خانی)

[الف _ مارگ = (س: مارک) راستہ۔

مں آپ دین چھوڑا پکڑیا اس دین کا مارگ

(کلیاتِ قلی قطب شاہ)

د _ مارگ = (۱) راستہ۔ راہ۔ باٹ۔ سبیل۔ طریق۔ پنتھ۔ (۲) طرح۔ طور۔ طریقہ۔ رنگ ڈھنگ۔ (۳) زہر کا اتار۔ بدرقہ۔ (۴) چارہ۔ علاج۔ تدبیر۔ اُپائے۔]

ماما = مادر۔ اماں۔ خادمہ۔ ملازمہ۔ نوکر۔ اصیل۔

نہیں اختیار میں مجھ جیو کا جاما   پلاؤ مج کوں پانی بیگ ماما

(قصہ ابو شحمہ۔ الف)

پڑا بند جو تھا سو آدم ہوا   او پنجم کے قطرے سوں ماما ہوا

(نور نامہ۔ عنایت شاہ)

بچھالے ہاتھ میں ملّانے خامہ   حقیقیت کیا لکھوں سوں بول ماما

(قصہ ملا)

آج کل ملازمہ کو ماما کہتے ہیں۔ یہ احتراماً ایسا کیا گیا ہوگا جو رفتہ رفتہ کلیتاً اس کے لیے مخصوص ہوگیا۔ یہ لفظ اب بھی دلّی میں بولا جاتا ہے لیکن توقیراً ملازمہ کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

[د _ ماما = (۱) ماں۔ والدہ۔ (۲) بوڑھی عورت۔ (۳) کھانا پکانے والی عورت۔ باورچن۔ (۴) خادمہ۔ ملازمہ۔ دائی۔ (۵) کنیز۔ باندی۔ لونڈی۔]

ماں = دکنی عورتوں کا پیار کا کلمہ ہے۔

کہی سر نکالو جی ماں لبں ہوا
میں تم سا بھی دیکھی نہیں مردوا

(قصہ، نور جہاں بیگم)

کہی ناز سے ان اصیلوں کو یوں
کہ کیا کام ہے ماں بلاتے ہیں کیوں

(قصہ، نور جہاں بیگم)

وہ چپتا اگر کھولوں بندِ نہاں
تو کہتی ابھی کیا ہے ٹھہر دجی ماں

(قصہ، نور جہاں بیگم)

مانت = منّت۔ مراد۔

نہ رکھ مانت کی چوٹیاں سر کے اوپر
کفر، بدعت کے کاماں ہیں یہ اکثر
اگر مانت سوں چھیدے ناک اور کان
یہ سب بدعت ہے مت کرا اے مسلمان
نہ کرنا طوق اور بدی کی مانت
یہ سب ہے شرک کے کاماں کثافت

(فقہہ، محفوظ خانی)

[الف _ مانت = منت۔
او مانت کرنے سوں مراد بر آئی۔ (انوارِ سہیلی)]

مانڈی = زانو۔ ران۔

یہ لفظ اب بھی حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔

[الف ۔ مانڈی = (س = ماڈیکا ۔ پ = منڈی آ = زانو ۔ گھٹنا)

(۱) منڈی اپنی مانڈی پو لے کر سلاتی (رضوان شاہ و روح افزا ۔ ب)

(۲) ہور بڈھاپے فکری سوں جورو کی مانڈی پو سر رکھ کر سو گیا ۔ (انوار سہیلی)

ج ۔ مانڈی = زانو ۔ ران ۔]

مانجھ = میں ۔ درمیان ۔

پانی دور ہو میل سورج سردی تن مانجھ
ڈر دشمن اور پیاس کا ساز کوئی کا نانجھ

(فقہ ہندی ۔ عبدامین)

[الف ۔ مانجھ = میں ۔ درمیان ۔

(۱) تھا مدینہ مانجھ امیر (نوسرہار)

(۲) بچے اس منجھ ناگہاں (نوسرہار)]

ماؤلی = ماں ۔ مادر ۔ اماں ۔

کہی اس کوں اے گن بھری ماؤلی
تو اس جائے پر مج کوں دستی بھلی

(رضوان شاہ و روح افزا ۔ الف)

[الف ۔ ماؤلی = (م) ماں ۔

(۱) سو اس ماؤلی پاس شہ یوں کہے (قطب مشتری)

(۲) کہی اے گل بدن گن بھری ماؤلی (طوطی نامہ)

(۳) اگے ماؤلی ، تیرے موں پولٹی گھابراٹ دستی ہے ۔ (انوار سہیلی)]

ماہ فام = چندے آب ۔ مہتاب رنگ ۔ چاند کی سی ۔

چن لے تا اپنی قرابت سے تمام
ایک لڑکی خوب صورت ، ماہ فام
(بہارستانِ عشق)

مایا = ہم دردی۔ محبت۔

"آپ کو میرے سے مایہ نہیں" (موجودہ دکنی)
دامن میں کی سیون میں تہہ کو بھی حیدر آباد میں مایہ کہتے ہیں۔ ،
[د ۔ مایا = (۱) خدا کی قدرت۔ ایشور کی شکتی۔ (۲) ظہورِ قدرت۔ نیچرل۔
(۳) رحم۔ دیا۔ کرپا۔ (۴) پیار۔ محبت۔ (۵) دھوکا۔ فریب۔
(۶) دھن۔ دولت۔ زر۔ (۷) عجیب۔ نادر۔ (۸) رونق۔ بہار۔ کیفیت
(۹) کرامت۔ کرشمہ۔ (۱۰) روح۔ جان۔ آتما۔ پران۔ (۱۱) سامان۔
دستگاہ۔ (۱۲) دنیا۔ خلقت۔ مخلوق۔]

مثل = فوج کی ایک تقسیم۔ Column

لیے تا شں کی بیرقیں بان دار
مثل با مثل صف بہ صف ، بے شمار
(قصہ ، نور جہاں بیگم)

مجلس کرنا = باتیں چیتیں کرنا۔ مل جل کے بیٹھنا۔

یو شہہ سات شہزادا مجلس کیا
کندورے بچھانے کی رخصت دیا
(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

[د _ مجلس کرنا = (۱) جلسہ کرنا۔ (۲) ماتمِ حضرت امام حسینؑ کے لیے جلسہ کرنا۔
(۳) مرثیہ خوانی کرنا۔]

مچھلہارا = مچھندر۔ ماہی گیر۔ دھینور۔

مچھلہارا، آکر جب دریا کنے بہت روز بعد از شکار کھیلنے

[الف _ مچھلہارے = مچھیرے۔
آج دو مچھلہارے یہاں آئے تھے۔ (انوارِ سہیلی)
د _ مچھلہارا = مچھیرا۔]

محالاں = جمع محال (محل) کی۔ قصر۔ حویلی۔

بہشت کے محالاں عمارت تمام
ہیں اس جھاڑ کے ڈال سب پر مدام
(نور نامہ۔ عنایت شاہ)

د _ محال = محل کی جمع۔ (۱) مکانات۔ مقامات۔ منازل۔ (۲) جائیدادِ غیر منقولہ۔ پرگنے۔ ضلعے۔ جاگیریں۔ (۳) شہد کی مکھیوں کا چھتہ۔ اردو میں مفرد استعمال ہوتا ہے۔]

مختار خانی = ایک قسم کا ریشمی دیسی کپڑا مشروع کی قسم کا ہے جو پاجامے بنانے کے کام آتا ہے۔
یہ لفظ حیدرآباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:
"مختار خانی کے تھان میں تین ازاراں تیار ہوتے ہیں۔

مخمول = (نڈھال۔ مغموم۔ افسردہ)۔

دہ معشوق دک سوں مخمول ہے
توں یاں آپنے شک میں مشغول ہے
(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

[الف ۔ مخمول = نڈھال۔ مغموم۔ افسردہ۔
(۱) کی توں ہوا یوں مخمول (نوسرہار)
(۲) ہو مخمول جوں پھول باسی اتھا (کلیاتِ بحری)]

مدار = دستگیر بندہ نواز کے کھوپرے سونے روپے کے چراغ۔
یہ بھی ایک قسم کی دکنی عورتوں کی منّت ہے۔
مدار کے دستگیر بندہ نواز کے
چراغاں کھوپرے سونے روپے کے
(فقہء محفوظ خانی)

مدرا = قند۔ ایک قسم کا کپڑا ہے۔
یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:
"لال مدرے کی چادر پھٹ گئی ہے"

مدن مد = جوشِ جوانی۔ عنفوان شباب۔

مدّو = احدی۔ کاہل۔ کام چور۔
"اِتا مدو پنا نکو کرو"
(موجودہ دکنی)

مراد = مرضی۔ خواہش۔ خوشی۔

سو بارا کہا یوں کہ پھرتا ہوں میں
مراد میری جو کچھ سو کرتا ہوں میں
کہا نور اس کوں بندے کی مراد
بندے سات نھئیں ہے تو کر اعتقاد

(نور نامہ۔ عنایت شاہ)

بہت ہی پرانے بڈھے میرے چھٹپن میں اس لفظ کو کبھی کبھار بول جایا کرتے تھے لیکن اب اس لفظ کے معنے اور جائے استعمال بدل گئی ہے۔ اب ماحصل مقصد، مطلب اور منت کے معنوں میں عام طور پر بولا جاتا ہے۔

[الف ـ مراد کرنا = مراد پوری کرنا۔

جو کوئی قدم تجھ پہ ثابت دھرے
اس کی مرا داں تو پل میں کرے (معراج نامہ)

د ـ مراد = (۱) ارادہ۔ مطلب۔ مقصد۔ غرض۔ خواہش۔ تمنا۔ آرزو۔
(۲) منت۔ نذر۔ بھینٹ۔ (۳) مفہوم۔ منشا۔]

مراد وند = (مراد مند) مراد والے۔

مراد وند آکر دیویں فاتحہ
تواف کر کو جاویں ہر یک جا بجا (بڈن نامہ)

مرتنگڑا = مریل۔ ادموا۔

جیسے: "بیمار ہو کے تو یہ مرتنگڑا ہو گیا" (موجودہ دکنی)

مردے پر ڈھول بجا کر پلّانا = مردے پر مرفے تاشے کے ساتھ سینہ زنی کرتے اور مٹی اڑاتے تھے۔
یہ دکن میں ماتم کی بد رسم تھی۔

بجا کر ڈھول مردے پر چلاتے
جو سینہ پیٹتے مائی اڑاتے

(فقہ، محفوظ خانی)

مردے کے باسن بھرنا = مردے کے نام سے چالیسویں دن کھانے کے برتن بھر کے، ان کے آگے ہاتھ جوڑتے اور سجدہ کرتے اور اس کو مردوں کے نام سے منسوب کرکے طرح طرح کے مشرکانہ خرافات کرتے تھے۔ یہ رسم دکنی عورتوں میں مروج تھی۔

جو چالیسویں کو مردے کا باسن
بھراتے نام سو مردے کے کارن
اچھوتا کرکے لے مردیوں کے ناناں
ہنڈی باسن کے جو پڑتے بی پانواں

(فقہ، محفوظ خانی)

مرغوز = مرجھوڑا۔ دبلا پتلا۔
جیسے "کتنا مرغوز آدمی ہے"

مڑی = کیاری (کھیت کی کیاری)۔

"پیاز کی سات مڑیاں کھا گئے"

یہ لفظ اب بھی دکنی دیہات میں بولا جاتا ہے۔

[الف ـ مڑی = کیاری۔

(۱) کہ اس بن کے میانے اہے یک مڑی (گلشنِ عشق)

(۲) یہاں کا مالی پرم کا پانی نین مڑیاں میں سدا پھرات (کلیاتِ شاہی)]

مستید = مستعد۔ تیار۔

کیے یوں شتابی سوں مستید محل
کیے سب تصور خیال محل
وزیراں کہے آ کو سب شہ کے دھیر
کہ مستید ہوا ہے جنگل میں مندھیر

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

[الف ـ مستید کرنا = تیار کرنا

(۱) یوں اس کیتا مستعید (نوسرہار)

ب ـ مستعید = مستعد۔]

مُسَنّد = مسلّم۔

کوانے توں نو کھنڈ کا شہہ مسند
لیا سات قلعے اپنگ توڑ بند (علی نامہ۔ الف)
کیا جب توں لینے کوں ہمت بلند
یو سات آسماناں کا قلعہ مسند (علی نامہ۔ الف)

| الف _ مسند = مستند۔

(ا) سخن ترا ہے نزک عاشقاں کے یوں مسند (کلیاتِ ولی)

ب _ مسند = بہتر۔ اعلیٰ۔ |

مشکل کی پنڈی = دکنی عورتوں کی ایک قسم کی منت و نیاز ہے۔

گرج کے چونگے اور الگل کی کھچڑی
و مشکل کا ملیدا اور پنڈی

(فقہ، محفوظ خانی)

مضمضہ =

دماغ شکم کے گھاؤ میں دار و دیجے سو
مضمضہ سے حلق میں پانی داخل ہو

(فقہ، ہندی۔ عبد امین)

[ج _ مضمضہ = کلی۔ کلی منہ میں پھرانا۔
د _ مضمضہ = کلی منہ میں پھرانا۔ کلی۔]

مفتول =

خلق اوصاف کے گل اس کے گندنا
اتھی مفتول تیوں مقبول پھندنا

(قصہ، ابو شحمہ۔ الف)

مکا = گونگا۔

کبھو لب دہن اس کے نظروں میں لا
وہ مکا سا بن آپ میں اونٹتا
(قصہ، نور جہاں بیگم)

یہ لفظ اب بھی حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔

[ج _ مکا = گونگا۔ لال۔
د _ مکا = گونگا۔]

ملاذا = ملاحظہ۔ خیال۔

ہنگاماں لبسایا تو اس کام کا
ملاذا نہیں تج کوں بد نام کا

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

اب ملاذا بہ معنی مروت و لحاظ استعمال ہوتا ہے۔ خیال کے معنوں میں نہیں۔

[الف _ ملاذا / میلاذا = لحاظ۔ پاس۔
(۱) نہ تج میں ملاذا نہ تج میں ادب (قطب مشتری)
(۲) ملاذا ہے اس کا سٹوں جیو کوں وار (مینا ستونتی)
د _ ملاذا = ملاحظہ۔]

ملاگیری = ملاپنا۔

بسر ملّاگیری تو نے الپس کی
کیا ہے عشق بازی کا ہوس کی (قصہ، ملا)

اب اس قبیل کا صرف "ماماگیری" استعمال ہوتا ہے۔

ملک پھٹنا = ملک ٹکڑے ٹکڑے ہونا۔ انتزاعِ سلطنت

ہوئے شہر کے لوگ بے دل سگل
چنیں گا ملک کہہ کو تب مل سگل

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

[الف _ ملک پھٹنا = ملک میں پھوٹ پڑنا۔
(۱) اتا ملک پھٹنے میں تمیں بار کچ

(رضوان شاہ و روح افزا۔ ب)]

ملک داول = دکنی عورتوں کا کوئی فرضی موکل ہے

(فقہ، محفوظ خانی)

ملی = دوکان۔

اُبٹنا و چکسہ بھی ایسا ملی
کہ پھولوں کی گویا مِلی تھی کھلی

(قصہ، نور جہاں بیگم)

حیدرآباد میں ملی اور ملگی اب تک دوکان کے معنوں میں بولا جاتا ہے۔

منترنا = منتر مارنا۔ مسحور کرنا۔

بھی دوسریاں کوں ڈرتا نڈرتا ہوں میں
مرے فن ستی لیا منترتا ہوں میں

(ابلیس نامہ)

منداا = ریوڑ۔ گلّہ۔ جھلڑ۔ (ٹولی۔ جھنڈ۔)

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے :

"چڑیوں کا مندا۔ بھینسوں کا مندا۔ بکریوں کا مندا"

[الف _ مندا = گلہ۔ ریوڑ۔ جھنڈ۔ ٹولی۔

(۱) عشاق کے دلاں کا ہیبت زدا ہے مندا

(دیوانِ عبداللہ قطب شاہ)

(۲) ایسے میں بغولیاں کا مندا آیا (انوارِ سہیلی)

ج _ مندا = ریوڑ۔ بھیڑ بکری گائے بھینس وغیرہ کا گلہ۔

د _ مندا = گلہ۔ ریوڑ۔]

مُنڈان = جہان۔ کائنات۔

ہمارے واسطے منڈان سارا

یہ قدرت سوں اوپیارا النوارا (قصہ ء ملا)

جسے عیب نئیں او غنی پاک ہے

کہ جس تے یو منڈان افلاک ہے

(نور نامہ۔ احمد)

کہا نور بے عیب سبحان ہے

کہ جس تے جگت تین منڈان ہے

(نور نامہ۔ احمد)

[الف _ منڈان = کائنات۔ آسمان۔

(۱) نبی کے نور سوں کل منڈان پیدا ہوا (وصل نامہ)

(۲) کام سے منڈان کے انجان تھی۔ (انوارِ سہیلی)

ب _ منڈان = کائنات۔ منظر۔

(۱) کہ جو تلگوں دنیا رہے کر منڈاں (ابراہیم نامہ)

ج _ منڈان رہنا = قائم رہنا۔ آراستہ رہنا۔

د _ منڈان = (۱) موجوداتِ ظاہر شدہ۔ (۲) دنیا۔ جہان۔]

مندھیر = مندر۔ محل۔

کیے یک مہینے میں مندھیر تیار
بندے حوض خانے محل کے کنار

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

[الف _ مندھر = مکان۔ محل۔

(۱) سرج افشاں گر ہو کر نبیٔ مندھر دواراں پر (کلیاتِ قلی قطب شاہ)

(۲) دیوا دل، نبی دم، مندھر جسم ہے (قطب مشتری)

ب _ مندھیر = مکان۔ محل۔ سورگ۔ جنت۔

د _ مندھیر۔ مندھر = مندر۔ مکان۔]

مندا = ڈار۔ قطار۔

او مندے میں تے پھانک کر یک ہرن
سو چرتی چلی شاہ زادی کدھن

(رضوان شاہ و ورح افزا۔ الف)

(پھانک = علاحدہ ہو کر۔ چھٹ۔ ٹوٹ۔)

[الف _ مندا = گلہ۔ ریوڑ۔ جھنڈ۔ ٹولی۔

(۱) عشاق کے دلاں کا ہیبت زدا ہے مندا

(دیوانِ عبداللہ قطب شاہ)

(۲) ایسے میں بغولیاں کا مندا آیا (انوار سہیلی)

ج ـ مندا = ریوڑ۔ بھیڑ۔ بکری گائے۔ بھینس۔ وغیرہ کا گلہ۔

د ـ مندا = گلہ۔ ریوڑ۔]

منڈاسے پچھاڑنا = پگڑیاں زمین پر دے مارنا۔ اظہارِ تاسف کرنا۔

ادل شہ کوں تسلیم کر تیچ سب
منڈا سے پچھاڑے انگے شہ کے تب

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

[الف ـ منڈاسا پچھاڑنا = تعظیماً قدموں پر پگڑی کا ڈالنا۔

(۱) منڈاسا پچھاڑے انگے شہ کے سب (رضوان شاہ و روح افزا۔ ب)

ب ـ منڈاسا = عمامہ۔ پگڑی۔]

منڈف = منڈپ۔ منڈھا۔ شامیانہ۔

کہا بادشاہ نے کہ اس کو لجاؤ
قتل واسطے اب منڈف تل بٹھاؤ

(قصہ، سیاہ پوش)

بنی کو ادھر مل کے سب بی بیاں
پکڑ اس پہ منڈف وہ نہلاتیاں

(قصہ، نور جہاں بیگم)

[الف ـ منڈپ مانڈنا = چھت گیری لگانا۔

مانڈے منڈپ جرت تاریاں سوں ہے سچلا آسمان

(کلیات محمد قلی قطب شاہ)

ب _ منڈب _ منڈپ = سائبان۔ خیمہ۔
د _ منڈف = منڈپ۔ سائبان۔]

منڈی = گردن۔ سر۔

منگا کر گلاب اس کیراموں دھلائے
منڈی اپنی مانڈی پورک کر سلائے

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

یہ لفظ اب بھی حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:

"اگے پیٹ میں منڈی دے"

باہر والے بھی بولتے ہیں۔ جیسے: "او منڈی کاٹے مان جا"

دلی میں منڈیا کہتے ہیں۔ جیسے: "ہے شرط منڈیا مروڑ دوں"

[الف _ منڈی = سر۔

(۱) دیکھیا جیوں چندر اس منڈی کاڑ کر (سیف الموک بدیع الجمال)

ب _ منڈی = سر۔
ج _ منڈی = سر۔ کھوپڑی۔]

منس = شوہر۔ مرد۔ خاوند۔

مسجد بیچ نہ جاوے منس نہ جاوے پاس (درحالتِ ناپاکی)

قرآن نہ چھوئے ناپڑے جنب بھی ہے قیاس (فقہ ہندی)۔

یہ لفظ اب بھی دلی میں مثلوں میں آجاتا ہے۔ جیسے: "دھی کی منگنی، پتر کا بیاہ منس کی برسی آج مورا نکاح۔ اٹھ لونڈی چڑیا پچھاڑ آدھی چھینکے پہ رکھ آدھی کا قلیہ پکا۔ کسی نے پوچھا آج

تمھارے کیا ہے؟ کہا بندی کے تو روز ایسی ہی ال چھل رہتی ہے "

[د _ منس = خاوند۔]

منقلہ = قلعہ کے ایک حصے کا نام۔

خطاں ان کے لے منقلہ پاس آ

کھڑے رہے بصد عجز و صد التجا

(اضرابِ سلطانی)

[ج _ مِنقلَا = فوج کا وہ حصہ جو لشکر سے آگے رہے۔ (ہراول)۔]

منگٹ = پہنچا۔ دست و ساعد کا جوڑ۔ ہاتھ کا گٹّا۔

لگت منگٹ تلگ دھو ہاتھ تین بار

لے پانی منہ میں سیدھے ہاتھ سوں یار

(فقہ، محفوظ خانی)

دو جا بنی کے نیچے ہاتھ باندھے

ہتیلی پیٹھ پر منگٹ کی راکھے (فقہ، محفوظ خانی)

[الف _ منگٹ = منکٹ۔ کلائی۔

(۱) دونوں ہاتھ جدا جدا دھو کر ملا کر دھونا پہنچے سے منگٹ لگ۔ (کنز المومنین)

(۲) اول دونوں ہاتاں کوں منکٹ تے دھو۔ (احکام الصلوٰۃ)

ب _ منگٹ = منکٹ۔ پہنچا۔]

منگٹاں = جمع منگٹ کی۔ بہ معنی پشت دست۔

لگیاں دیں لونچنے حوراں لٹاں کوں

کھڑیاں سب چا بتیاں منگٹاں کوں

(قصہ۔ ابو شحمہ۔ الف)

[الف _ منگٹ _ منکٹ = کلائی

(۱) دونوں ہاتھ جدا جدا دھو کر ملا کر دھونا پہنچے سے منگٹ لگ۔ (کنز المومنین)

(۲) اول دونوں ہاتاں کوں منکٹ تے دھو۔ (احکام الصلوٰۃ)

ب _ منگٹ = پہنچا۔ کلائی۔

د _ منگٹ = (۱) کلائی۔ (۲) ٹخنہ۔ (۳) گھوڑے کے سم اور ٹخنے کے درمیان کا حصہ۔ گامچی۔]

منم = غرور۔ تکبر۔ نخوت۔ گھمنڈ۔ مان۔

سنے میراں جاں پاک شمسیر شہ سوار

منم سوں بھیجیاں بول بدونا بکار (بڈن نامہ)

[الف _ منم = غرور۔

جو بھاگی رتی رائے کی کر منم

کہی حسن میں کوئی نہیں اپنے سم (طوطی نامہ)

ب _ منم = انا۔ غرور۔ گھمنڈ۔ منے۔

د _ منم = (۱) میں ہوں۔ (۲) خودستائی۔ شیخی۔]

منے = میں۔ اندر۔

[الف _ منے = اندر۔

(۱) دسیں تج منے سیادت کی سین (پرت نامہ)

(۲) ہر ایک شئے منے دیتا ہے جلوہ نور اس کا۔ (سب رس)

(۳) مجھ نگر ہور دیار کی جب ہوس آتی دل منے (انوارِ سہیلی)]

موافا = محافہ۔

فلک کا موافا عجب دھات کر
معلق رکھیا ہے زمیں کے اپر

(نورنامہ۔ عنایت شاہ)

موٹ ہونا = جمع ہونا۔

باراگوَ کا دل موجہ یک موٹ ہو
سما زیر آیا اوجوں ٹوٹ کو (بڈن نامہ)

[الف _ موٹ = گٹھری۔ پوٹلی۔

(۱) مجھ سر آدے دکھ کی موٹ (نوسرہار)
(۲) مرے ہر بچن ہیں معانی کے موٹ (گلشنِ عشق)۔

ب _ موٹ = گٹھا۔ گٹھر۔ موٹاں (جمع)۔]

د _ موٹ = (۱) ایک غلہ۔ موٹھ۔ (۲) گٹھڑی۔ پوٹلی۔ بستہ۔ بقچی۔ (۲) چرس۔ چمڑے کا بڑا ڈول۔]

موُچ = بند۔

انکھاں موچ کہتا اچھے رام رام
بغیر رام کا ناؤں اس پر حرام

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

دلی میں اب بھی پرانے گھرانوں میں یہ لفظ بولا جاتا ہے لیکن لفظ میں فرق ہے۔ جیسے: "تم تین جنوں میں آنکھ مچولی ہو سکتی ہے؟ تم میری آنکھیں میچو۔ رحمت چھپے۔ اے لو کھیل ہو گیا"۔

[الف ۔ موچنا = بند کرنا۔

(۱) پڑیا ہے انکھاں موچ بے اختیار (طوطی نامہ)

(۲) تٹ کا کواڑ موچیا ہے۔ (انوارِ سہیلی)

ب ۔ موچنا = میچنا۔ بند کرنا۔]

موچ موڑتا = مونچھ مڑوڑ۔ شیخی خورہ۔

کتے کبر مغرور موچ موڑتے (ابلیس نامہ)

[الف ۔ موچیاں = موچھیں

داڑی موچیاں آیا تو کیا مرد ہوے۔ (سب رس)

ب ۔ موچیاں = موچھیاں۔ موچھیں۔

د ۔ موچھ مروڑا = موچھوں پر تاؤ دینے والا۔ بہادری جتانے والا۔ شیخی باز۔]

مورچہ = چیونٹی۔ چیونٹا۔

بعضے جاویں برق سے بعضے جیسے باؤ
بعضے جیسے مورچہ تس کا ٹوٹا پاؤ

(فقہ ہندی۔ عبد امین)

[د ۔ مورچہ = (۱) زنگ۔ زنگار۔ پھپھوندی۔ (۲) چیونٹی۔ کیڑا۔]

مورچنگ = ایک قسم کا باجہ ہے۔

بہشت کا جو بارا لگے آن لنگ
بجیں پات منڈل و جیوں مور چنگ

(نور نامہ۔ عنایت شاہ)

موز = کیلا۔

کیا کہوں سیب وجی موز و انار
تھے درختاں ان کے بھی وھاں بے شمار
(بہارستانِ عشق)

یہ لفظ اب بھی حیدر آباد میں بولا جاتا ہے جیسے "موز پیسے راس پیسے راس"

[ا ب _ موز = کیلا۔
د _ موز = کیلے کی پھلی۔]

موکا (مکاّ) = گونگا۔ بے زبان۔

کیتاں کوں انن میں زباں حق دیا
موکے کر کتے ان میں پیدا کیا		(قصہ ملیکا)

[الف _ موکی / کی (س: موکھ) = گونگی۔
موکی ہو اشارت سوں کرتی ہے بات۔		(مینا ستونتی)
ب _ موکا = گونگا۔
د _ موکا = خاموش۔ چُپ۔]

موکل = برقنداز۔

موکل چلے لے کے عیار کوں
دیکھو دوستی کے گنہہ گار کوں		(قصہ سیاہ پوش)

موکل اب ہم زاد جِن کے معنوں میں بولا جاتا ہے یا وکیلوں کے صاحبِ معاملہ موکل کہلاتے ہیں۔ جیسے: "یہ عمل چالیس دن کا چلہّ باندھ کر کرو دو موکل تابع ہو جائیں گے"۔ "وکیل صاحب آپ کا موکل کہاں ہے"۔

ا   د ـ مؤکل = وہ شخص جسے کوئی کام سپرد ہو۔ (۲) امانت دار۔ ذمے دار۔ محافظ۔
وہ فرشتہ جو کسی کام پر مقرر ہو۔ موکلین (جمع)
دَکل = وہ شخص جو وکیل مقرر کرے۔ وکیل کرنے والا۔ کام سپرد کرنے والا۔
اپنا کام وکیل کو دینے والا۔

مول = جان۔ سمجھ۔

امامت صاحبِ عذر کی جائز ناہیں مول
یہ مسلہ پہچان لے لازم کیا رسولؐ
(فقہ ہندی۔ عبدوامین)

مولی = بہ واوِ معروف بہ معنی پھاندی (جدید دکنی)

[ج ـ مولی = ایک ترکاری۔
د ـ مولی = ایک ترکاری۔]

مومی = .

امامت کینی قوم کی درست کہے ہر حال
جو نفل پیچھو فرض کے اور مومی مومی نال
(فقہ ہندی۔ عبدوامین)

مونڈی کاٹا = سر بریدہ۔

عورتوں کا کلمہء خطاب عتاب آمیز

موئے تلپٹ کی سب سن کر بھلائی

منُڈی کاٹے کو خط لکھنے بلائی

(قصہ، ملا)

گاؤں اور قصبوں کی عورتیں اب بھی کہتی ہیں۔ جیسے:

"چل موئے مونڈی کاٹے نمک حرام"

[ج ۔ منڈی کترا = عورتوں کا ایک کوسنا۔

د ۔ مونڈی کاٹا = بددعا۔ سرکٹا۔ بن سرا۔ (۲) واجب القتل۔ موا۔]

مون میں ماٹی بھرنا = دفن کرنا۔ مارنا۔ غارت کرنا۔ ذلیل کرنا۔ زیر کرنا۔

سبی کاٹ کافراں کوں تلپٹ کروں

کہ سب کوں پچھاڑ موں میں ماٹی بھروں

(جنگ نامہ، حنیف شاہ)

مہہ بلی = مہابلی۔ صاحبِ قوت۔ طاقت ور۔ زور آور۔

دوجی تے حِنِف شہہ او فرزند علی

اتھے پہلواناں میں او مہہ بلی

(نور نامہ۔ عنایت شاہ)

[الف ۔ مہابل (مہابلی) = طاقت ور۔

(۱) بیری مہابل جے اتھے سدھ چھوڑ دیے رنگ ہو کھڑے (کلیاتِ شاہی)

ب ۔ مہابل ۔ مہابلی = طاقت ور۔ بہت بڑے۔

د ۔ مہابلی = بڑا طاقت ور۔ نہایت زبردست۔ شہہ زور۔]

مہری = کوٹھا۔ ماڑی۔ چھت۔ بام۔

قضارا نظر جا پڑی اس اپر
کھڑیا تھا جو مہری پو سُد کوں بسر
(اضرابِ سلطانی)

مہکار دار = معطّر۔

لگائی جو مہ رونے عطرِ بہار
ہوا اکبر آباد مہکار دار
(قصہ، نور جہاں بیگم)

[الف _ مہکار = مہک۔
(۱) چوندھر باس کی مہکار اُٹھی۔ (سب رس)
(۲) گگن تس کے مہکارتے کمکاتے (علی نامہ۔ ب)
ب _ مہکار _ مہکارے = خوش بو۔]

مھاڑی = کوٹھا۔ چھت پر کا مکان۔ بالا خانہ۔

رھتی تھی جو ایک مھاڑی منے
تلے تھی ننھی پیار سوں نرکنے
(مینا ستونتی ولورک)

[الف _ مھاڑی = محل۔
(۱) جو فیروزی مھاڑیاں نوجتن کے تئیں سنگارے ہیں۔
(کلیاتِ محمد قلی قطب شاہ)
(۲) مھاڑی پو بہوت بے طاقتی سوں ڈلملاتی تیوراں کھاتی چڑھی۔
(انوارِ سہیلی)
ب _ مھاڑی = دو منزلہ مکان۔]

مھٹ = ہندوؤں کا صومعہ۔ گسائیوں کا معبد۔

جو ایسا چھند ہے یو سب میں پر گھٹ

کیا دیول، خانقہ کیا گھٹ د کیا مھٹ (قصہ، ملا)

آج کل حیدر آباد میں مٹھ کہتے ہیں۔ جیسے:

"راجہ نرسنگ گیر جی کا مٹھ کہاں ہے"

[ب ـ مٹھ = خانقاہ۔

د ـ مٹھ = (۱) مندر۔ بت خانہ۔ بت کدہ۔ (۲) خانقاہ۔ دھرم سالا۔ (۳) ہندو فقیروں کی جھونپڑی۔ کٹی۔ (۴) پاٹ شالہ۔ مذہبی مدرسہ۔ (۵) نیل کا حوض۔]

مھڑنا = منڈھنا۔ لیپنا۔

مہن مالے جو مالے توڑے کڑے

طلا اور نقرہ میں سب کوں مھڑے (اضرابِ سلطانی)

مھیوں = مینھ۔ بارش۔

پڑیا مھیوں بے حد اٹھا باؤ زور

سٹیاں موج پر موج دریا میں شور

(رضوان شاہ وروح افزا۔ الف)

[الف ـ مھیوں = مینھ۔ بارش۔

(۱) کدھیں تھر ہو برسے مھیوں (نوسرہار)

(۲) کہ موتیاں کرا مھیوں پڑ دیا دھرت پر (قطب مشتری)]

میاں = پیارے۔ پیتم۔ سجن۔ دل بر۔ جانی۔ آقا۔ خاوند۔ مالک۔

ارے رے میاں میں پچھانی نہیں
دو صورت پہ تیری نشانی نہیں

(قصہ، سیاہ پوش)

[میاں = امیراں بہ معنی سردار کا مخفف۔ آقا۔ والی۔ وارث۔ خداوند۔ مالک۔ سرکار۔ حضور۔ حاکم۔ سردار۔ (۲) صاحب زادہ۔ بیٹا۔ (۳) خاوند۔ شوہر۔ خصم۔ (۴) جناب۔ جنابِ عالی۔ (۵) یار۔ دوست۔ بھائی۔ (۶) استاد۔ معلم۔ مدرس۔ پڑھانے والا۔ (۷) شہزادہ۔ صاحبِ عالم۔ امیرزادہ۔ کنور۔ (۸) پہاڑی۔ راجاؤں کے خاندان کے لوگ۔

میان (میانے) = میں۔ درمیان۔ حرفِ جار۔

جو مسافر اس جگہ پر جاؤتا
دیو اس کوں قید میان لاؤتا

(قصہ، دل وحسن)

اس میں جاؤتا اور لاؤتا تمنائی کی صورتیں استمراری کے معنوں میں استعمال ہوئی ہیں

[الف _ میان = میانے۔ میں۔ بیچ۔ درمیان۔
تحقیق خدا کے میان تے ستر ہزار پردے اجیالے کے۔

(معراج العاشقین)

ب _ میان = میانے۔ میں۔ درمیان۔ دل۔]

میانے = میں۔ اندر۔ حرفِ جار ہے۔

اگر کپڑا لیا ہے ہاتھ میانے
نہ وہ پینے گا نہ اوڑے گا جانے

(فقہ، محفوظِ خانی)

میری (مھیری) = میم مسکور بہ یائے معروف۔ را مکسور بہ یائے معرف بہ معنی مینڈھی۔ بالوں کی ایک قسم کی گندھاوٹ۔ ساڑی کے جھول کو بھی میری کہتے ہیں۔

رسم کر مت جو تلا کر پوریاں
مت کھلانوشہ کے ہت تو میریاں　　(قصہ تنبیہہ النسا)

میریاں = ایک قسم کے بال۔ مینڈھیاں۔

جما موں پہ وہ چاند اوز ٹیگیاں
وہ لٹکن وہ موبند اور میریاں

(قصہ، نور جہاں بیگم)

{ د ۔ میریاں ۔ مھیریاں = لنگے۔ ساری یا کسی لباس کے پرت ___ (م۔ت) }

○●○

ن

ناٹ = شہ تیر۔

یہ لفظ آج کل حیدرآباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے :

" ناٹ ٹوٹ گئی "

[ج ۔ ناٹ = شہتیر۔]

ناٹک سال =

کلاونت ناچے ڈومنیاں ناٹک سال
بجے سرمنڈل بٹرک تنبور تال

(بڈن نامہ)

[ب ۔ ناٹک = ناچ۔ نقل۔ تماشا
ناٹکا = ناٹک کرنے والی عورت۔]

ناد = آواز۔ ندا۔

سڑیاں پر دھریا پاؤں جانے بدل
بجیاں او سڑیاں ناد کر کر اُچھل

(مینا ستونتی و لورک)

[الف _ ناد = آواز۔ گانا۔ نغمہ۔ مانند۔ طرح۔

(۱) ناد سنا یا بن کنت تانت (نوسرہار)

(۲) بادل ہو باؤ ناد پھروں دشت میں اتال (قادر نامہ)

ب _ ناد = آواز۔ راگ۔ طرح۔ مانند۔]

ناراستی کرنا = سختی کرنا۔ ظلم کرنا۔ بے موجب بات کرنا۔

کرے کوئی غریباں پو ناراستی

(ابلیس نامہ)

[ج _ ناراست = ٹیڑھا۔ کج۔ دروغ۔ جھوٹ نامناسب۔ کھوٹا آدمی۔]

ناڑی دیکھنا = لفظی معنی نبض دیکھنا اور اصطلاحی معنی خبر لینا۔

یہ محاورہ آج کل حیدرآباد میں بولا جاتا ہے۔ مجھے اعلیٰ حضرت حضور نظام خلد اللہ ملکہ ٗ سے اس محاورے کے سننے کا شرف حاصل ہوا۔ اعلیٰ حضرت نے رحیم خاں ہرّاجی کو مخاطب فرما کے فرمایا:

"دیکھ رے رحیم خاں کوئی پتلی ٹوٹی تو تیری ناڑی دیکھ لوں گا۔"

[الف _ ناڑی دیکھنا = نبض دیکھنا۔

(۱) حکیماں دیکھن ناڑی جیوں آئے ہیں (سیف الملوک بدیع الجمال)

(۲) ایک دفعہ عدل میں آئے تو اس کی بھی ناڑی دیکھ کر چھوڑ دینا۔

(انوارِ سہیلی)]

ناگر = ہل۔

یہ لفظ آج کل حیدرآباد میں بولا جاتا ہے۔

[الف ۔ ناگر = (ہندی = ناگل ۔ سنسکرت لانگل) ہل ۔

بزاں بہشت میانے سوں ناگر لیکائے (قصہ ، الانبیا)

ب ۔ ناگر = ہل ۔ باشندہ ۔ ہوشیار ۔

ج ۔ ناگر = ہل ۔ قلبہ ۔ ناگل ۔]

ناگر مارنا = ہل چلانا ۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے ۔

ناگرنا = ہل چلانا

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے ۔ جیسے :

" زمین ناگرے گئی "

نال = ساتھ ۔ سے ۔ ہمراہ ۔

کنگھے کر کے دونو کے زلفاں کے بال
سنوارے اپے فاطمہ جیوں کے نال

(وفات نامہ حضرت فاطمہ)

نا جورو نا مرد ہیں نا شہوت کے نال
ذکر پاک تسبیح سے خالی نہ رکھیں حال

(فرشتے)

بولتا ہے بن جیب سے بن دل بوجھے نال
جو ان چاہا سو کیا کرے ہوئے فی الحال

(فقہ ، ہندی ۔ عبد وامین)

یہ لفظ پنجابی ہے۔ اب بھی پنجاب میں بولا جاتا ہے۔ جیسے

"پائیاں ساڈے نال توسی لاہور وچ چلو"

[الف _ نال = ساتھ۔ پاس۔

(۱) لگیاں چاؤ کرنے اد ک دل کے نال (گلشنِ عشق)

(۲) جو دل گیا ہے دلبر دلکش کے نال چل (کلیات ولی)

ب _ نال = ساتھ۔ ساقِ کنول (ڈنڈی) پتھر یا لکڑی کا آلہ۔ نَعل۔]

نبارڑا =

حکم اس پر شرع کا حد ہے سارا

یہاں کرنا تو شمہ کا نبارڑا

(قصہ ابو شمہ)

[الف _ نبارڑنا = نبیڑنا۔

تجھے معشوق کی کیا پڑی تو عاشق ہے اپنی نبارڑ۔ (سب رس)

ب _ نبارڑنا = نبارڑ۔ ختم کرنا۔ نبیڑنا۔

ج _ نبارڑنا = (۱) نبیڑنا۔ (۲) فیصلہ کرنا۔]

نجاتی = نجات

خلاصی اسے ہے عذا باں تے لئی

نجاتی ہے ہیبت کے باتاں تے لئی

(شمائل نامہ)

نچیردار = خبردار۔ تفاؤل کے طور پر نچیردار استعمال ہوا ہے۔

نچیردار جا کو سو دیتے نچیر

گئے سو لے کر نار آئے ہیں بیر

(بڈن نامہ)

نجھا　=　نظر کر۔ دیکھ۔ اس کا مصدر نجھانا ہے۔

محبت سوں دونوں کوں گلّے لگا
لگے رونے موں کوں ان کے نجھا

(وفات نامہ حضرت فاطمہ)

[الف ـ نجھانا = غور سے دیکھنا۔ گھورنا۔

(ا) بلوں کھول کھڑکی نجھاتی کھڑی　(طوطی نامہ)

ب ـ نجانا = غور سے دیکھنا۔

نجھا = غور سے دیکھا۔ توجہ سے دکیھا۔

نجھانا = غور سے دیکھنا۔

د ـ نجھانا = غور سے دیکھنا۔]

نِچھل　=　صاف۔

یکایک پڑی روح افزا اچھل
دسیا زرد ہو رنگ موں کا نچھل

(رضوان شاہ وروح افزا۔ الف)

[الف ـ نچھل = نشچھل (سنسکرت)۔ صاف۔ روشن۔

مرا قطب تارا ہے تاریاں میں نچھل　(کلیاتِ قلی قطب شاہ)

ب ـ نچھل = صاف۔ شفاف۔ شکل۔

د ـ نچھل = صاف۔ خاص۔]

نحر کرنا = حلق پر نیزہ مارنا۔

حکم ہے نحر کرنے کا شتر کو
اچھے مکروہ ذبح کرنا شتر کو

(فقہ، محفوظ خانی)

[ج ۔ نحر = اونٹ کا ذبح کرنا۔ ذبح کرنا۔ قربانی کرنا۔
د ۔ نحر = (۱) اونٹ کا ذبح کرنا۔ (۲) ذبح کرنا۔ قربانی دینا۔]

ندی میں دلیا چھوڑنا = ایک قسم کی منت ہے۔

جو چوٹیاں باؤلیاں رکھ ماتے ہیں
ندی میں جا کے دلیا چھوڑتے ہیں

(فقہ، محفوظ خانی)

نرادھار = بھوکا۔

دکھا اس بچارے کوں دیدار توں
نرادھار ہے شہہ دے آدھار توں

(رضوان شاہ و روح افزا)

[الف ۔ نرادھار = بے سہارا۔
(۱) توں آدھار امت نرادھار کوں (قصہ، حسینی)
ب ۔ نرادھار = بے سہارا۔ بے یار و مددگار۔]

نرسو = دکنی عورتوں کا کوئی فرضی موکل ہے۔

نرگس = رام گور۔

ایک قسم کا چھوٹا پرندہ جس کی چونچ سرخ رنگ کی ہوتی ہے دودیا کاسنی کے رنگ کا ہوتا ہے اور چڑیا کے برابر ہوتا ہے۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔

نزوال = بے تعلق۔

نہ دنیا کی چیزاں پو تھا خیال اسے

کیا تھا تیں سب سوں نزوال اسے

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

[الف ۔ نزوال = نزوال۔ علاحدہ۔ الگ۔

دے جلوا مشاطا جو نزوال ہوئی (سیف الملوک بدیع الجمال)

ب ۔ نزوال = الگ۔ جدا۔ نرالا۔

د ۔ نزوال = الگ۔ جدا۔]

نٹرا = نرخرا۔ حلقوم۔ ٹینٹوا۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:

"نٹرا دانتوں سے پھوڑ ڈالا"

[الف ۔ نڑری = نرخرہ۔

نٹری پر پاؤں دے گلا چکے۔ (سب رس)

نٹڑا = نرخرہ۔

(۱) ہوا کا گھر نٹڑا اس کا دروازا تارخ (گفتار امن)

(۲) اگر کسی جانور کا کوئی جانور نٹڑا چابا (کنز المومنین)

نٹری = نرخرہ۔

(۱)　دیوں جیورا نٹرڑی جانپھ　　　(نوسرہار)

نٹرڑا پھوڑ ڈالنا = ٹینٹوا چبا ڈالنا۔

یہ محاورہ آج کل حیدرآباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:

"نرسو نے یلوگا کا نٹرڑا پھوڑ ڈالا"

نڑلا = نرخرا۔ سانس لینے کی نالی۔

دوجا نٹرلا گلو کا جس کو کہتے

دہاں جاری وہ جس جگہ سو ہوتے

(فقہ، محفوظ خانی)

یہ لفظ حیدرآباد میں اب بھی بولا جاتا ہے۔

نسنگ = سنگ کی ضد۔ (تنہا)

تلے کی جو ہوشیار ہوبے درنگ

سمجھ کر مرد اپنا دوڑی نسنگ

[الف ـ نسنگ = علاحدہ۔ الگ۔

کہ جوں کوئی پیلے کی بیٹھک الگ

اٹھیا تو کرے سو سجدہ نسنگ　　(مثنوی در فقہ و عقائد)

ب ـ نسنگ = تنہا۔ بے خوف۔]

نصوحا = عابدہ۔ زاہدہ۔ تائب۔

ہمیں اوستیاں ہیں نصوحا نظر
کیا تھا طلب ایک رانی اُپر
بھری دیکھ دوتی نصوحا کے دھیر
کہی آ کر اے بادشاہ دست گیر
سنیا سو نصوحا نے غصے ہیں آ
تروت اس گھڑی اس کا مردہ منگا

(مینا ستونتی ولورک)

نفا = نفع۔ سود۔ فائدہ۔ منفعت۔

یوں اسے بولی کہ سنتی ہے وفا　　دل کوں رکھنا قید کر کیا ہے نفا

(قصہ دل و حسن)

کروں عشق بازی جوانی منے
یہی ہے نفا زندگانی منے

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

[الف ـ نفا کھینچنا = نفع اٹھانا۔
انو نے اپنا نفا کھینچے۔ (سب رس)
ب ـ نفا = نفع۔]

(نقلیا) = نقال۔ بھانڈ۔

اتھا نقلیا ایک اس شہر میں　　نہ تھا کوئی ہم سر اسے دہر میں
نظام الملک کا اتھا اوبرا　　بہ شکل و شمائل عوض خان سا

(اضرابِ سلطانی)

تب حجام نلّی نے ہوشیار ہو
بلا نقلیوں کوں کہا کچھ کہو

(اضرابِ سلطانی)

[د ۔ نقلیا = نقال۔ بھانڈ۔]

نک = نکھ۔ ناخن۔

توں باگاں کوں خنجر تے چڑنک دیا
دسن گج کوں کر گرز بے شک دیا

(علی نامہ۔ الف)

[الف ۔ نکھ = ناخن۔
(ا) بھریا تھالیٔ زہر جس کے نکھاں ہیں۔ (انوارِ سہیلی)
ب ۔ نکھ = ناخن۔]

نکت = سارا۔ ساری۔ تمام۔ سب۔ کل۔

نکت بول واں کی حقیقت منجے
کہ تا روح کوں آوے قوت منجے
تجے ہے نکت عشق کا درد فام
ترے سر اپر بھی گریا ہے یو کام

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

[د ۔ نکت = نکتہ۔]

نگڑ کو = جھک کر۔

جیسے "نگڑ کو چھونا" (موجودہ دکنی)

نماتا =

زباں سو ہی کا ماں تے پیچ بکار
زباں سوں نماتا زباں سوں ہی لار
(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

نور ماں = دکنی عورتوں کی کوئی فرضی موکلہ ہے۔

نول = نو۔ نیا۔ تازہ۔

او ظلمات جادیس آیا نکل
دو رائی پھرا سور آیا نول
(مینا ستونتی و لورک)

[الف ۔ نول = نیا۔ نوجوان۔ اچھوتا۔ حسین۔
(۱) الالیاں سوں جوانی کے نول شہ سوں رلیاں آئے
(کلیاتِ قلی قطب شاہ)
(۲) پڑے پاؤں ماں باپ کے شہ نول (قطب مشتری)
(۳) کنول لوچن، کنول جوبن، کنول من
کنول ایسی نول نے آ کھلایا (دیوانِ عبداللہ قطب شاہ)
ب ۔ نول = عجیب۔ بے مثل۔ حسین۔ نادر۔ نوجوان۔ خوب۔
د ۔ بے مثل۔ نادر۔ نیا۔]

نہل = نہال۔ خوش۔

کھیے یاں بندد خوش طرا یک محل

دے انعام تمنا کریں گے نہل

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

نہوڑنا = جھکنا۔ خمیدہ ہونا۔

نہوڑ کر کیا والدہ کو سلام

دعائیں دیے مادرِ خوش کلام

(قصہ، نور جہاں بیگم)

یہ لفظ دلّی میں مثلوں میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:

"اونٹ کی چوری نہوڑے نہوڑے"

نہ ہوسے = نہ ہوے۔ اس میں "سے" علامتِ مضارع ہے۔

تو پورا نہ ہوسے ثنا اے کریم

ثنا صفت تیرا بہوت ہے عظیم

(نور نامہ۔ عنایت شاہ)

نہ ہوسی صبوری مرے ہات سوں

نہ جانوں گے وقت کس دھات سوں

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

[ب ـ ہوسے = ہوسکے۔

د ـ نہ ہوسی = نہ ہوگا۔]

نہاٹ = بھاگ۔

نھاٹنا = بھاگنا۔ اس کے دیگر مشتقات بھی استعمال ہوتے ہیں۔

گیا حیدرآباد کوں آپ نھاٹ
نپٹ بد دلی سات ہر باٹ باٹ
چلا یاں سوں کرتا ازاراں خراب
وہاں پھونچنے تک بے حد و بے حساب
چوہے سا ادھک جلد جا اپنے گھر
گھسیا بخشی بیگم کے بل کے بھیتر

(اضرابِ سلطانی)

مرا آشنا تھا او بولیا خبر
لے چندا کو لورک گیا نھاٹ کر
مجھے عقل میں کچھ نظر آئے نئیں
مرے دکھ کوں کچھ بھی نھٹائے نئیں

(چندا و لورک)

[الف ۔ نھاٹنا = بھاگنا۔

(۱) چڑے عرش پر دھاک کے نھاٹ کر (قطب مشتری)
(۲) کنیں نھاٹ جاوے گا سنبھالو۔ (سب رس)
(۳) سگے سدرے نھاٹنے آکر حجامنی کو دیکھے۔ (سکھ انجن)

ب ۔ نھاٹنا = بھاگنا۔ فرار ہونا۔]

نھاسنا = چھوڑنا۔ بھاگنا۔

نہ سمجھا او لورک نے تجھ ماہ کوں

گیا نہاس کر مال کی آس کوں
دیکھیا سو گیاں نہاس کے آب ہو
پڑیا چو دئیں سخت بے تاب ہو
(مینا و لورک)

یہ لفظ حیدر آباد میں پاڑھی اب بھی بولتے ہیں۔
"ناس چلو خاس چلو یعنی بھاگ چلو بھاگ چلو"

[الف ـ نہاسنا = بھاگنا۔
(۱) مت جاے مجھ تیں دولت نہاس (نوسرہار)
(۲) پادشاہ نہاس کر کدھر جاتا۔ (سب رس)
(۳) ستارے کھڑے ہوں نہ سک نہاسنے
(سیف الملوک بدیع الجمال)]

نھٹنا = بھاگنا۔

فضل بی بلایا لشکر سگل
جو نھٹیا اتھا سو پھرایا سگل
(جنگ نامہ، حنیف شاہ)

نھن سین = (نھن سن) کم سن۔ کم عمر۔

او رضوان شاہ راج ہے چین کا
بہوت خوب صورت نھن سین کا
(رضوان شاہ و روح افزا ـ الف)

[الف ـ نھن سن = بچپن۔ کم عمری۔
(۱) پلائی اسے دود نھن سن منے (رضوان شاہ و روح افزا ـ ب)

نھنواد = ننھا۔ بچّہ۔ معصوم۔ شیر خوار۔

اونا پاک دندا پنا کاڑ کر
سیتا پیٹ نھنواد کا پھاڑ کر

(مینا ستونتی ولورک)

[الف ۔ نھنواد = ننھا۔ کم عمر۔

(۱) یوہی کچھ نھنواد کا کھیل ہے۔ (سب رس)

(۲) توں نھنواد چھوری تجے فام کیا۔ (سب رس)

(۳) کہی یوں کہ نھنواد تھا یو جدھاں (سیف الملوک بدیع الجمال)

ب ۔ نھنواد = نھنواد۔ بچہ۔]

نِیّت میں تجاوز کرنا = بد عقیدہ ہونا۔ شک کرنا۔

نِیت میں اگر کوئی تجاوز کیے
جنم جگ جہنمی ہو کو مرے

(بڈن نامہ)

تجاوز کرنا۔ اب بھی بولا جاتا ہے۔ لیکن جائے استعمال میں فرق ہے۔

نیٹ =

پیر کا سنتے کہا قاضی ہو نیٹ
موں کیا رندوں طرف زاہد سوں پیٹ

(قصہ بہن سراں و بھائی منصور)

[الف ۔ نیٹ = درست۔ ٹھیک۔ استوار۔

(۱) رک نیٹ اول الپس کی نیت (من لگن)

ب ۔ نیٹ = صاف ۔ استقلال ۔]

د ۔ نیٹ = (۱) ٹھیک ۔ صاف ۔ سیدھا ۔ (۲) استقلال ۔ ہمت ۔]

نیٹ = آخر کار ۔

لگیا دن دن پو بڑنے پیٹ اس کوں
ہوا کئی دن کوں بیٹا نیٹ اس کوں

(قصہ ابو شحمہ ۔ الف)

[ب ۔ نیٹ = آخر کار ۔ سیدھے ۔ بہت ۔ صاف ۔ سیدھی راہ ۔
صراطِ مستقیم ۔ راست گو ۔ راست ۔ دوست ۔ صحیح ۔]

نیر = پانی ۔ آب ۔ جل ۔

اسے میں کھوں نیر تب پائے گا
خدا بیچ کچھ یک شرک لیائے گا

(ابلیس نامہ)

خدا کے فضل سوں زمیں سوں ابل
شباں شب ہوا نیر جنگلے جنگل

(اضرابِ سلطانی)

ایک جنگ میں سلطان ٹیپو راہ بھٹک گیا ۔ پانی کی قلت ہوئی ۔ جان دار مرنے لگے ۔ سلطان نے بہ الحاح و زاری مناجات کی ۔ رات کو زمین کے سو پردے پھٹ گئے اور پانی بکثرت ابلنے لگا ۔ سبحان اللہ ۔

نیر تلنگی میں بولا جاتا ہے ۔ اور اسے نیل کہتے ہیں ۔

ہندی میں صاف کے معنوں میں آتا ہے جیسے : " تو ملک چلتا آیا پنگھٹ پہ

جھگڑا لایا۔ تیرا ٹانڈا لٹوا دوں گی رے بھرنے دے جل نیر"۔

یہ لفظ قدیم دکنی اردو میں عام طور پر استعمال ہوا ہے۔

| الف ۔ نیر = پانی۔

(۱) پاتھر میں تھیں نیر بھاؤ (نوسرہار)

(۲) وہاں جوں نیر میں نیر۔ (کلمتہ الحقائق)

(۳) کہ جیوں نیر مل کر اچھے رنگ سوں (قطب مشتری)

ب ۔ نیر = پانی۔ رس۔ عرق۔ مجازاً آنسو۔ چمک۔ نزدیک۔

د ۔ نیر = (۱) پانی۔ جل۔ (۲) دریا۔ سمندر۔ (۳) آنسو۔ |

نیمی۔ نیمے = آدھا۔ نیم۔ نصف۔

سرب اس کے پاتاں میں نیمی سفید

بھی نیمی سیاہ بول یو کیا سو بھید (قصہ ملیکا)

نے = علامت فاعل۔

دکنی اردو میں جابے جا اس کا استعمال ہوتا ہے۔

پنجاب میں بھی نے زائد استعمال ہوتی ہے۔ جیسے: میں نے جانا ہے۔

میں نے سونا ہے۔

تبھی آ کے سلطاں کو پہنچی خبر

حرامی نسل نے گیا بھاگ کر

(اضرابِ سلطانی)

اگر یک بھی چھوڑیں گے تم نے شہاب

وہ جادیں گے سب بھاگ نالا کے تاب

(اضرابِ سلطانی)

ویا کوئی جناور نے چرنے بدل　　وہ لشکر ستی بھار آوے نکل

(اضرابِ سلطانی)

نیکا　=　اچھا۔

نیکا ناوں اس کا ہے فیروز شاہ

سو جگ میں ہے مشہور تا مہر و ماہ

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

یہ لفظ اب بھی گیتوں میں آ جاتا ہے۔ جیسے: " پربت بانس کٹا مورے بابل نیکا منڈھا چھواؤ رے "۔

[الف ۔ نیکا = بھلا چنگا۔ نیک۔

(۱) نہ پھاڑے۔ نہ رووے، او نیکا ہوا　(لیلیٰ مجنوں۔ عاجز)

(۲) نیکے نیکے نکات بولے　(من لگن)

نیکھا = نیک۔ اچھا۔

منگائی ترت مست پیالا نیکھا۔　(سب رس)

ب ۔ = نیکا = عمدہ۔ اچھا۔ بھلا چنگا۔ خوب صورت۔]

نین اندھاری موچ لینا　=　منھ پر نقاب ڈال لینا۔ منھ چھپا لینا۔ آنکھوں پر پردہ ڈال لینا۔

جگا جوت نا دیکھ تس ابرہن

اندھاری لیا موچ سورج نین　(علی نامہ۔ الف)

○●○

و

وار = گز۔ سولہ گرہ کی ایک ناپ۔

یہ لفظ حیدر آباد میں بولا جاتا ہے جیسے:

"مختار خانی کا تھان ساڑھے چار وار کا ہوتا ہے۔"

"ڈیڑھ وار مختار خانی ہوئی تو پاجامے کو بس ہے۔"

[ج _ وار = گز۔ سولہ گرہ کا پیمانہ۔ دو ہاتھ۔ تین فیٹ یا چھتیس انچ کا طولانی پیمانہ۔ چار بالش کی مقدار۔]

وار رچنا = وار کرنا۔ حملہ کرنا۔

سو وئیں وار پر رچنے لگے
سینہ کافراں کے بچکنے لگے

(جنگ نامہ، حنیف شاہ)

وائیلہ (وائیلا) = غائب۔ روپوش۔

دسیا جو او سوداگری قافلہ
گلا کاٹ نایک ہوا وائیلہ

(مینا ستونتی ولورک)

[الف _ وائیلا ہونا = فارغ ہونا۔ الگ ہونا۔

ہوا وائیلا کام تے جوں سنار (طوطی نامہ)

ب ـ وائیلا ہونا = فارغ ہونا ۔ ا

وُتنا = اُتنا ۔

کیا نیں وصف کوئی اس کا نہایت
کرے جتنا تو وتنا ہے زیارت

(وفات نامہ حضرت بی بی فاطمہ)

یہ لفظ اب تک دلّی میں بے تکلفانہ بول چال میں بولا جاتا ہے ۔

[الف ـ وتا = اتنا ۔

(۱) جتے جیواں ہیں عالم کے وتے جیو دان پا سر تھے ۔

(کلیات محمد قلی قطب شاہ)

نبیاں ہور بعضے ولیاں ہیں جتے
ترے دار کے سر گراں ہیں وتے

(سیف الملوک بدیع الجمال)

وتی = اتنی ۔

کہ جتنی ہے سورات خواری وتی (انوارِ سہیلی)

ب ـ وتی = اتنی ۔

وتے ـ وتیاں = اتنے ۔ ا

وحشی دماغ = دیوانہ ۔ پریشان دماغ ۔ وحشی ۔ آشفتہ دل ۔

بنا اس طرح کا وہ وحشی دماغ
ہوا اور یہ داغ پر ایک داغ

(قصہ ، نور جہاں بیگم)

وخت نہ سخت بُڈی چڑی تخت = وقت نہ ویلا تخت چڑھی خیلا
یہ مثل حیدر آباد میں آج کل بولی جاتی ہے۔

وڈا = چھاؤنی۔ ڈیرا۔ کمپو۔ مورچہ۔

انگے جا کو مزبوت وڈا پھر کو ڈال
لے دار و اوگولے او بیٹھیا سنبھال
تمام دین داراں ہو مستعید کھڑے
اچانک وڈاں پر شبا جا پڑے
پہاڑ پر کوں گئے لگ ہر یک ٹھار ٹھار
وڈا شہہ اوپائے اپیں مار مار

(بڈن نامہ)

وُستوار = استوار۔

یو سن بات چندا کہی وستوار
ابی ہور خدا تج کو کرتا ہے خوار

(مینا ستونتی ولورک)

وضا = وضع۔ طور۔ طرح۔

کہے شہر میں اس وضا غل ہوا
تری سلطنت میں تزلزل ہوا

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

اب اس کا جائے استعمال مختلف ہے:۔

ا الف ـ وزا = وضع۔ ڈھنگ۔

(۱) مرد یوں رھنا کہ دشمن اس کے رہنے کی وزاچ کوں دیکھ ڈرے۔

(سب رس)

وزا وزا کے = طرح طرح کے۔ قسم قسم کے۔

وزا وزا کے میوے چکھائے　　(شمائل الاتقیا)

وضا = وضع۔ ڈھنگ۔

کس میں یو وضا اجنون نہ تھا۔　(سب رس)

ب ـ وزا = وضا۔ وضع۔ ا

وضاں = وضع۔ طرح۔ روش۔

ناوک اندازاں حسن کے تھے اس وضاں
جس کو ماریں تیر بولیں الاماں

نازتے جو حسن بولی اس وضاں
دل کے تئیں ان قید کیتی بعد زاں

دل کو کتیک دیس گذرے اس وضاں
بعد زاں یک دن ہوئی او مہربان

(قصہ، دل و حسن)

وکد = دکھ۔ مصیبت۔ تکلیف۔ بپتا۔

شاہ کا سن کو کیتی گلا

یتی بے مروت نہ اچپنا بھلا

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

بڑا قصد کر دھیان لایا تجے
تو اتنا وکد سوس پایا تجے
کہ سو سیا ہے یو شخص بی لے ازار
دیکھیا ہے دنیا وکد بے شمار
وکد بھوت سوسی ہوں تیرے بدل
ولے میرے اخلاص میں نئیں خلل
اپس کا وکد اس کوں یاد آئے گا
دُکھیا ہو ہمن ہات تے جائے گا
ترے واسطے بھوت افسوس کھائی
وکد سب ترا سن بہوت تلملائی

[الف ۔ وکد = تاکید۔
(۱) وکد پر وکد دینے کیا کام توں (قطب مشتری)
ب ۔ وکد = تنبیہہ۔ تاکید۔]

وِہوَٹ (وِہ وَٹ) = عادت۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔

ویاگ = بیراگ۔ جدائی۔ مفارقت۔

ویتاگ = پریشانی ۔ مصیبت ۔

لوہے کی رکھیا آب میں آگ تونچ
دیا تیغ انگے جگ کوں ویتاگ تونچ

(علی نامہ ۔ الف)

یہ لفظ آج کل بھی حیدرآباد میں بولا جاتا ہے ۔ جیسے :

" الّو ماں میرے کو ویتاگ نہ دو "

[الف ۔ ویتاگ = مصیبت ۔

(۱) توج کو یو ویتاگ ہووے ادیک

(رضوان شاہ روح افزا ۔ ب)

ب ۔ ویتاگ = آفت ۔ فراق ۔ ہجرت ۔ برہ ۔ دوری ۔ آفت ۔

ویتاگی = تارک الدنیا ۔ ہجرت زدہ ۔

ج ۔ ویتاگ = مصیبت ۔ آفت ۔

د ۔ ویتاگ = محبت ۔ دوستی ۔]

ویتاگ = جوگ ۔ بیراگ ۔ علائقِ دنیا سے کنارہ ۔

لیا جب لعل نے ویتاگ کا راہ
اٹھا سب کے جگر سے شعلۂ آہ

(قصہ ، لعل و گوہر)

○●○

ہ

ہات پاواں جھاڑنا = ہاتھ پاؤں پٹخنا۔ لوٹنا۔ پھڑکنا۔
ایڑیاں رگڑنا۔

انھوں نے لگے بومڑیاں مارنے
کتے ہات پاواں لگے جھاڑنے

(اضرابِ سلطانی)

[الف ۔ ہات پاؤں جھاڑنا = ہاتھ پاؤں مارنا۔
او جتنا ہات پاؤں جھاڑلیں گے اتنا پھنس پڑکو مرجائیں گے۔
(انوارِ سہیلی)]

ہات جوڑلینا = ہاتھ ملنا۔ فرطِ غم سے دونوں ہاتھ ملانا۔

"سینا مارلی جوڑلی اپنے ہات"

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

[الف ۔ ہات چورنا = ہاتھ ملنا۔
(۱) سِنا کوٹے چورے ہات (نوسرہار)
(۲) ہور بادشاہ ہاتاں چورتے رہ گیا۔ (سب رس)
ب ۔ ہات چورنا = افسوس کرنا۔]

بچ = عاجز۔ بے بس۔ متحیر۔ دھک۔ دیوانہ۔ بے ہوش۔
بے سدھ۔ حواس باختہ۔

دسی نئیں ہرن کی نشانی بی کچ
ہوا اس تماشے سوں شہزادہ بچ

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

اسے روپ میرا سچ کچ ہوا
اگر نئیں تو کس بات پوچ ہوا

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

[ب ۔ بچ = احمق۔ دیوانہ۔]

بچ کار =

وہ عاشق اتھا میرے دیدار کا
طلب نئیں ہوا اس کو بچ کار کا
نہ تھا کچ مج کوں بچکار نئیں
چلیا ودنچ وہ میرے اختیار نئیں

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

بدرنا = لرزنا۔ کانپنا۔ ہلنا۔

زمین و عرش سب لاگے بدرنے
لگیاں حوراں بہشت سوں بھار پڑنے

(قصہ۔ ابو شحمہ۔ الف)

دیکھے مادر نے کیتی غم سوں نعرا
بدر اسماں لرزیا عرش سارا
(قصہ ابو شحمہ۔ الف)

[الف ۔ بدرنا = ہلنا۔ دہلنا۔ کانپنا۔ لرزنا۔
(۱) سوہیبت تھے دندی تن من بدرتا (کلیاتِ محمد قلی قطب شاہ)
(۲) بدر کر زمیں پر پڑے آسمان (قطب مشتری)
(۳) بدرتا ہے سیماب جوں تھال میں (علی نامہ۔ ب)
ب ۔ بدرنا = ہلنا۔]

ہڑک = ایک قسم کا باجہ۔
بجے سر منڈل، ہڑک، تنبور، تال
(بڈن نامہ)

ہلال = ایک قسم کی مشعل۔ حربہ آتشبازی۔
فرنگاں سے داناں تھے موسل سے بال
نظر آویں دیدے جوں جلتے ہلال
تفنگ توپ تیر بان یک دم چھٹے
ہلالاں سے دھتیاں کے دیدے پھٹے
(بڈن نامہ)

ہلک = الجھ۔
لگے پھاڑنے سات سو پشت تک

بدن ہائے اسفل ہیں ان کے بلک

(اضرابِ سلطانی)

[الف _ بلگنا = پھنسنا۔

(۱) محبت کے بھونرے میں بلگیا ہوں میں (قطب مشتری)

(۲) جو کچھ حلق میں بلگیا اس کا علاج پانی سوں بچارے۔ (سب رس)

ب _ بلگنا = پھنسنا۔

د _ بلگنا = چمٹ رہنا۔ الجھنا۔ پھنسنا۔]

ہم بندنا = دعویٰ کرنا۔ گھمنڈ کرنا۔

ہیں ناکرنا سو شاہ سوں ہم بندی

خلائق میں مج کو نہ کر شرمندی

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

[ب _ ہم = ہمت۔ حوصلہ۔ مقابلہ۔]

ہمنا = ہم پر۔ ہمارے۔

[الف _ ہمنا = ہم کو۔

(۱) ہمارے گن کوں دیکھے سو ہمنا دیکھے۔ (سب رس)

ب _ ہمن۔ ہمنا = ہم۔ ہمارے۔

ہمنا = ہمارے۔ ہم کو۔ ہم۔]

ہم نمک = ہم طعام۔ ہم پیالہ ہم نوالہ۔

"ہوئے ہم نمک اب تو انمان نتیں"

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

[الف _ ہم نمک = ہم نمک ہونا

(۱) لیلیٰ کھنے نہ فرصت جو ہوئیں ہم نمک (لیلیٰ مجنوں ۔ عاجز)]

ہوڑی = کشتی ۔ ناؤ کی ایک قسم ۔ ڈونگی ۔ غراب ۔

لیجا اس کو ہوڑی منے بیسلاؤ
بغیر ان پانی دریا میں چھڑاؤ

(رضوان شاہ و روح افزا ۔ الف)

یو لے کو کودیا دریا کے بھیتر
چڑیا تیرتا جا کر ہوڑی اپر

(رضوان شاہ و روح افزا ۔ الف)

[الف _ ہوڑی = کشتی ۔
دونوں وئیں ننھی ایک ہوڑی کنے ۔ (سیف الملوک بدیع الجمال)]

ہولٹ = وحشی ۔ دیوانہ ۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے ۔

[د _ ہولٹ = ہولا ۔ بے وقوف ۔ پاگل ۔]

ہولکنا = دہاڑنا ۔

حنیف شاہ کا دل دیک ہلکنے لگیا
اسی پر ہو عاشق ہولکنے لگیا

(جنگ نامہ ، حنیف شاہ)

تمن شیر کے تیوں ہولکتے اتھے
اپر آئے گا کر بلکتے اتھے
(جنگ نامہ، حنیف شاہ)

ہونسا سے بھرنا = آہ وزاری کرنا۔ آہیں مارنا۔
پکڑ چوٹی بالاں کری تار تار
ہونسا سے بھری دل سے وہ بار بار
(قصہ، سیاہ پوش)

[الف _ اساس بھرنا = آہ بھرنا۔
ایسے پھولاں اچھوں کے تیں ملے۔ سنگتے دل میں بھرے اساس۔ (سب رس)
ب _ اساس۔ اوساس = آہ۔ ٹھنڈی سانس (اساساں = جمع)]

ہونٹاں میں جیو رہنا = ناک میں دم ہونا۔
اسی دھات اس کا گیا تھا سو پیو
رھیا تھا اسے آکے ہونٹاں میں جیو
(مینا ستونتی و لورک)
[ہونٹاں میں جیو رہنا = لب پر دم ہونا۔ مرنے کے قریب ہونا۔]

ہکا پکھ = پریشان۔ حیران۔ ہکا بکا۔
رہی ہو دنگ نا کس کوں کہی او
ہکا پکھ ہو کو پوری تھج رہی او
(قصہ، ابو شحمہ۔ الف)

[الف _ ہکاپک = ہکا بکا۔ حیران۔

واٹک دیکھ ہکا پکا ہویں کھوئیں تیتے بدھ
ان کوں ماریں تلک دیکھ جھلک جاوے سدھ

(شرح شرح تمہید عین القضاۃ)]

ہِل مِل کے = مِل جُل کے۔ شیر و شکر ہو کے۔

یار سے ہِل مِل کے چہلیں کیجیے
گلشنِ دیدار کی بولیجیے

(بہارستانِ عشق)

دلی میں اب یہ محاورہ رسنے بسنے کے معنوں میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:

"بیوی ابھی نگوڑی نئی ہے ذرا ہِل مِل جائے رس بس لے پھر دیکھنا کیا پھرکی نکلتی ہے۔"

گیتوں میں یہ لفظ اب تک انھی معنوں میں آتا ہے جیسے:

"ہِل مِل پنیا بھریں ری تندیا"

[الف _ ہلنا = مانوس ہونا۔ گھل مل جانا۔

اصیل یک بیڑے پانچ پر ہلنا، ولے عزت بہت منگتا۔ (سب رس)]

ہندوانی = ہندنی۔ ہندو عورت۔

مسلماں تو اور ہندوانی ہے وہ
تو تاجر بچا اور رانی ہے وہ

(چندر بدن مہیار)

حیدر آباد میں یہ لفظ اب تک بولا جاتا ہے لیکن دلّی میں بہ طور صفت کے استعمال ہوتا ہے۔ جیسے:

"یہ تو بالکل ہندوانی وضع ہے"

ہُول = مار۔ چوٹ۔ یورش۔ حملہ۔

چلی ایسی غنچہ پہ بلبل کی ہول
کلی سے بکس ہو گیا صاف پھول

(قصہ نور جہاں بیگم)

ہیڑا = گوشت۔

معلوم نئیں فرضاں جسے کرنا امامت نئیں روا
کھانا ذبح اس بات کا ہیڑا ہے جو مردار خر

(کرسی نامہ)

خالقِ باری میں یہ لفظ آیا ہے۔

اسپ گھوڑا، فیل ہاتھی شیر سبہ
گوشت ہیڑا، چرم چمڑا، سہم سپہ

تلنگی میں / د / کو / ل / سے مبدل کر کے ہیلا کہتے ہیں۔
یہ لفظ اب بھی تلنگی میں بولا جاتا ہے۔

ا الف ۔ ہیڑا = گوشت۔

(۱) کہیں باڑ، ہیڑا، کہیں سیں گال (نوسرہار)

(۲) اپنا ہیڑا آپی کھانا ، اپنا لہو آپی پینا ۔ (سب رس)

(۳) لذت اس کے ہیڑے کی پانا بھلا (طوطی نامہ)

ب ۔ ہیڑا = گوشت ۔ ا

ہیلا = بھینسا ۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے ۔

○●○

ی

یک بگّا = ایک ہی طرف متوجہ۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔

یکٹ = ایک طرف۔ الگ۔

پڑی جا محل میں یکٹ پیر زال
دلے ہوئی تھی بھوتیچ غم سوں نڈھال

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

پریاں میں اپس کوں دکھاؤں خشحال
یکٹ رھوں تو میں ہور شہہ کا خیال
یوسن شاہزادا یکٹ کھا اُٹھیا
بوڈی کھی کہ اب مج سوں ٹنٹا ٹوٹیا
یکٹ جالیا شہہ پلنگ کے نزیک
ہوئی بھی شمے اس کے دک میں شریک

(رضوان شاہ وہ روح افزا۔ الف)

ا الف ۔ یکٹ = ایک۔

(۱) یکٹ تو رتن گنج تو راس تھا (طوطی نامہ)

(۲) پڑی جا محل میں یکٹ پیر زال (رضواں شاہ و روح افزا ۔ ب)

[ب ۔ یکٹ = واحد ۔ تنہا ۔ یکتا ۔]

یکہّ تازاں =

دیوے اختیاری کی توفیق تونچ
رفیق یکہّ تازاں کا تحقیق تونچ

(علی نامہ ۔ الف)

[د ۔ یکہ تاز ۔ یک تاز = بہادر ۔ سورما ۔ وہ جو تنہا حریف پر حملہ کرے ۔]

یگانت = یگانگت ۔ ایکا ۔ ملاپ ۔

دوستی آگے کی تھی سو کیا ہوئی
کن نے ڈالی اس یگانت میں دوئی

(بہارستانِ عشق)

○●○

حوالے

[ذیل میں ان کتابوں کی فہرست دی گئی ہے جن سے
آغا حیدر حسن مرزا، پروفیسر مسعود حسین خاں، پروفیسر غلام عمر خاں یا
اس لغات کے مرتب نے استفادہ کیا۔]

●

ابراہیم نامہ	عبدل	قلمی	کتب خانہ، سالارجنگ۔ حیدر آباد۔
ابلیس نامہ	علادل	قلمی	کتب خانہ آغا حیدر حسن مرزا۔ حیدر آباد۔
احکام الصلواۃ	؟	قلمی	کتب خانہ سارجنگ۔ حیدر آباد۔
اسرارِ عشق	مومن	قلمی	اورینٹل مینوسکرپٹ لائبریری۔ حیدر آباد۔
اضرابِ سلطانی	عزت	قلمی	کتب خانہ آغا حیدر حسن مرزا۔ حیدر آباد۔
انوارِ سہیلی	ابرہیم بیجاپوری	مطبوعہ	
بڈن نامہ	مخدوم	قلمی	کتب خانہ آغا حیدر حسن مرزا۔ حیدر آباد۔
بلی چوہے نامہ	شرف الدین بدن	قلمی	کتب خانہ آغا حیدر حسن مرزا۔ حیدر آباد۔
بغات نامہ	دریا	قلمی	کتب خانہ سالارجنگ۔ حیدر آباد۔

بہارستانِ عشق	عزیزالدین نامی	قلمی	کتب خانہ آغا حیدر حسن مرزا۔ حیدر آباد۔
بھوگ بل	قریشی بیدری	قلمی	کتب خانہ سالارجنگ۔ حیدر آباد۔
بیاضِ مراثی	؟	قلمی	کتب خانہ سالارجنگ۔ حیدر آباد۔
پنجۂ آفتاب	مذنب	قلمی	کتب خانہ سالارجنگ۔ حیدر آباد۔
پند نامہ	علی	قلمی	کتب خانہ سالارجنگ۔ حیدر آباد۔
پند نامۂ حضرت لقمان	؟	قلمی	کتب خانہ آغا حیدر حسن مرزا۔ حیدر آباد۔
ترجمہ آدم فی الحدیث	شیخ آدم	قلمی	اورینٹل مینوسکرپٹ لائبریری۔ حیدر آباد۔
تنبیہ النسا	؟	قلمی	کتب خانہ آغا حیدر حسن مرزا۔ حیدر آباد۔
جامع فیروز اللغات	؟	مطبوعہ	مرتبہ الحاج مولوی فیروز الدین۔
جنگ نامہ	سیوک	قلمی	کتب خانہ سالارجنگ۔ حیدر آباد۔
جنگ نامۂ حنیف شاہ	سیوک	قلمی	کتب خانہ آغا حیدر حسن مرزا۔ حیدر آباد۔
جنگ نامۂ حنیف شاہ	محمد	قلمی	کتب خانہ سالارجنگ۔ حیدر آباد۔
چندر بدن و مہیار	مقیمی	قلمی	کتب خانہ آغا حیدر حسن مرزا۔ حیدر آباد۔
حجت البقا	برہان الدین جانم	قلمی	قدیم اردو۔ عبدالحق۔
خوش نامہ	میراں جی شمس العشاق	مطبوعہ	قدیم اردو۔ عبدالحق۔
دکنی اردو کی لغت		مطبوعہ	مرتبہ مسعود حسین خاں و غلام عمر خاں۔
دکنی لغت		مطبوعہ	مرتبہ سید شعار احمد شعار ہاشمی۔
دیوانِ سلطان	سلطان (خلیفۂ میراں شاہ معروف)	قلمی	کتب خانہ ادارۂ ادبیاتِ اردو۔ حیدر آباد۔
دیوانِ ہاشمی	ہاشمی بیجاپوری	مطبوعہ	مرتبہ ڈاکٹر حفیظ قتیل۔
دیوانِ عبداللہ قطب شاہ	عبداللہ قطب شاہ	مطبوعہ	مرتبہ سید محمد۔
رسالۂ قربیہ	امین الدین اعلیٰ	قلمی	کتب خانہ ادارۂ ادبیاتِ اردو۔ حیدر آباد۔

رضوان شاہ و روح افزا (الف)	فائز	قلمی	کتب خانہ آغا حیدر حسن مرزا۔ حیدر آباد۔
رضوان شاہ و روح افزا (ب)	فائز	مطبوعہ	مرتبہ سید محمد۔
روضۃ الشہدا	ولی ویلوری	قلمی	کتب خانہ سالار جنگ۔ حیدر آباد۔
سب رس	ملّا وجہی	مطبوعہ	مرتبہ عبدالحق۔
سکھ انجن	شاہ ابوالحسن	قلمی	کتب خانہ ادارہ ادبیاتِ اردو۔ حیدر آباد۔
سیف الملوک و بدیع الجمال	غواصی	مطبوعہ	مرتبہ سعادت علی رضوی۔
شرح شرح تمہید عین القضاۃ	میراں جی خدا نما	قلمی	کتب خانہ سالار جنگ۔ حیدر آباد۔
شمایل الاتقیا	میراں یعقوب	قلمی	کتب خانہ سالار جنگ۔ حیدر آباد۔
شمائل نامہ	عبدالمحمد ترین	قلمی	کتب خانہ آغا حیدر حسن مرزا۔ حیدر آباد۔
شمائل نامہ	عثمان	قلمی	کتب خانہ آغا حیدر حسن مرزا۔ حیدر آباد۔
طوطی نامہ	غواصی	مطبوعہ	مرتبہ سعادت علی رضوی۔
علی نامہ (الف)	نصرتی	قلمی	کتب خانہ آغا حیدر حسن مرزا۔ حیدر آباد۔
علی نامہ (ب)	نصرتی	مطبوعہ	مرتبہ عبدالمجید صدیقی۔
فرائضِ اسلام	شاہ علاء الدین چشتی	قلمی	کتب خانہ سالار جنگ۔ حیدر آباد۔
فقہء محفوظ خانی	قدر عالم	قلمی	کتب خانہ آغا حیدر حسن مرزا۔ حیدر آباد۔
فقہء ہندی	عبدو امین	قلمی	کتب خانہ آغا حیدر حسن مرزا۔ حیدر آباد۔
فقہء ہندی	فاضل	قلمی	کتب خانہ آغا حیدر حسن مرزا۔ حیدر آباد۔
فیضِ عام	شہاب الدین	قلمی	کتب خانہ سالار جنگ۔ حیدر آباد۔
قادر نامہ	سید محمد عاشق وحشی	قلمی	اورینٹل مینو سکرپٹ لائبریری۔ حیدر آباد۔
قدیم اردو کی لغت	--	مطبوعہ	مرتبہ ڈاکٹر جمیل جالبی۔
قصہء ابو شحمہ (الف)	اولیا	قلمی	کتب خانہ آغا حیدر حسن مرزا۔ حیدر آباد۔
قصہء ابو شحمہ (ب)	اولیا	قلمی	کتب خانہ سالار جنگ۔ حیدر آباد۔

قصہ ٔ بہن سراں و بھائی منصور	؟	قلمی	کتب خانہ آغا حیدر حسن مرزا۔ حیدر آباد۔
قصہ ٔ بے نظیر	صنعتی	مطبوعہ	مرتبہ عبدالقادر سروری۔
قصہ ٔ جمجاہ (قصہ ٔ جمجہ)	کمترین	قلمی	کتب خانہ آغا حیدر حسن مرزا۔ حیدر آباد۔
قصہ ٔ حسینی	خواص	مطبوعہ	یورپ میں دکنی مخطوطات مؤلفہ نصیرالدین ہاشمی
قصہ ٔ حضرت عمرو شرع	عادل	قلمی	کتب خانہ سالار جنگ۔ حیدر آباد۔
قصہ ٔ دل و حسن	؟	قلمی	کتب خانہ آغا حیدر حسن مرزا۔ حیدر آباد۔
قصہ ٔ سلطان محمود غزنوی	؟	قلمی	کتب خانہ سالار جنگ۔ حیدر آباد۔
قصہ ٔ سیاہ پوش	رحمٰن	قلمی	کتب خانہ آغا حیدر حسن مرزا۔ حیدر آباد۔
قصہ ٔ گلبدن	صابری	قلمی	کتب خانہ سالار جنگ۔ حیدر آباد۔
قصہ ٔ گلسری خاتونِ جنت	اسمٰعیل	قلمی	کتب خانہ آغا حیدر حسن مرزا۔ حیدر آباد۔
قصہ ٔ لعل و گوہر	عاجز	قلمی	کتب خانہ آغا حیدر حسن مرزا۔ حیدر آباد۔
قصہ ٔ ملّا	(مطلع حسینی نبیرہ امین الدین اعلیٰ)	قلمی	کتب خانہ آغا حیدر حسن مرزا۔ حیدر آباد۔
قصہ ٔ ملیکا شہزادیِ مصر	؟	قلمی	کتب خانہ آغا حیدر حسن مرزا۔ حیدر آباد۔
قصہ ٔ موش و گربہ	شرف الدین مدن	قلمی	کتب خانہ سالار جنگ۔ حیدر آباد۔
قصہ ٔ نور جہاں بیگم	؟	قلمی	کتب خانہ آغا حیدر حسن مرزا۔ حیدر آباد۔
قصص الانبیا	قدرتی	قلمی	اورینٹل مینوسکرپٹ لائبریری۔ حیدر آباد۔
قطب مشتری	ملّا وجہی	مطبوعہ	مرتبہ عبدالحق۔
کدم راؤ پدم راؤ	نظامی بیدری	مطبوعہ	مرتبہ ڈاکٹر جمیل جالبی۔
کرسی نامہ	عبدالحق	قلمی	کتب خانہ آغا حیدر حسن مرزا۔ حیدر آباد۔
کلمتہ الحقائق	برہان الدین جانم	مطبوعہ	مرتبہ اکبر الدین صدیقی۔
کلیاتِ بحری	قاضی محمود بحری	مطبوعہ	مرتبہ ڈاکٹر حفیظ سید۔
کلیاتِ شاہی	علی عادل شاہ شاہی	مطبوعہ	مرتبہ ڈاکٹر زینت ساجدہ۔

کلیاتِ محمد قلی قطب شاہ	محمد قلی قطب شاہ	مطبوعہ	مرتبہ ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور۔
کلیاتِ ولی	ولی اورنگ آبادی	مطبوعہ	مرتبہ نورالحسن ہاشمی۔
کنزالمؤمنین	عابد شاہ	قلمی	کتب خانہ سالار جنگ۔ حیدر آباد۔
گفتارالامین	امین الدین اعلیٰ	قلمی	کتب خانہ ادارہء ادبیاتِ اردو۔ حیدر آباد۔
گل دستہ	صنعتی	قلمی	اورینٹل مینوسکرپٹ لائبریری۔ حیدر آباد۔
گلزار السالکین	عابد شاہ	قلمی	کتب خانہ ادارہء ادبیاتِ اردو۔ حیدر آباد۔
گلسرنامہ خاتونِ جنت (الف)	؟	قلمی	کتب خانہ آغا حیدر حسن مرزا۔ حیدر آباد۔
گلسرنامہ خاتونِ جنت (ب)	؟	قلمی	اورینٹل مینوسکرپٹ لائبریری۔ حیدر آباد۔
گلشنِ عشق	نصرتی	مطبوعہ	مرتبہ سید محمد۔
لیلیٰ مجنوں	احمد دکنی	قلمی	کتب خانہ آغا حیدر حسن مرزا۔ حیدر آباد۔
لیلیٰ مجنوں	عاجز	قلمی	کتب خانہ سالار جنگ۔ حیدر آباد۔
محبوب القلوب	باقر آگاہ	قلمی	کتب خانہ سالار جنگ۔ حیدر آباد۔
محی الدین نامہ	عبدالملک	قلمی	کتب خانہ آغا حیدر حسن مرزا۔ حیدر آباد۔
مخزنِ عشق	وجدی	قلمی	اورینٹل مینوسکرپٹ لائبریری۔ حیدر آباد۔
معراج العاشقین	بندہ نواز	مطبوعہ	مرتبہ عبدالحق۔
معراج نامہ	بلاقی	قلمی	کتب خانہ سالار جنگ۔ حیدر آباد۔
من سمجھاون	شاہ تراب	قلمی	اورینٹل مینوسکرپٹ لائبریری۔ حیدر آباد۔
منصور نامہ	فیاض	قلمی	کتب خانہ آغا حیدر حسن مرزا۔ حیدر آباد۔
من لگن	قاضی محمود بحری	مطبوعہ	مرتبہ سخاوت مرزا۔
مینا ستونتی دلورک	غواصی	قلمی	کتب خانہ آغا حیدر حسن مرزا۔ حیدر آباد۔
مینا ستونتی	غواصی	مطبوعہ	مرتبہ غلام عمر خاں۔
نکاح نامہ	صوفی	قلمی	کتب خانہ آغا حیدر حسن مرزا۔ حیدر آباد۔

نور نامہ	احمد	قلمی	کتب خانہ آغا حیدر حسن مرزا۔ حیدرآباد۔
نور نامہ	عنایت شاہ	قلمی	کتب خانہ آغا حیدر حسن مرزا۔ حیدر آباد۔
نو سرہار	اشرف	قلمی	کتب خانہ ادارہ ادبیاتِ اردو۔ حیدر آباد۔
وصل نامہ	امین الدین اعلیٰ	قلمی	کتب خانہ ادارہ ادبیاتِ اردو۔ حیدر آباد۔
وفات نامہ حضرت صلعم	؟	قلمی	کتب خانہ آغا حیدر حسن مرزا۔ حیدر آباد۔
وفات نامہ حضرت فاطمہؓ	؟	قلمی	کتب خانہ آغا حیدر حسن مرزا۔ حیدر آباد۔
یوسف زلیخا	ہاشمی بیجاپوری	قلمی	کتب خانہ سالار جنگ۔ حیدر آباد۔

○●○

تذکرۂ دکنی مخطوطات

(۱)

ابلیس نامہ

یہ مثنوی ۱۱۱۳ھ میں علاول نے لکھی۔ زبان صاف ہے۔ پہلے یہ عربی میں تھی۔ بعدازاں فارسی میں ترجمہ ہوا پھر دکنی کے جامے میں آئی۔ چناں چہ لکھتے ہیں ؎

عربی سیتی تھا کیے فارسی
میں یو دکھنی کیا آرسی
ہوئے فام ہر خاص ہور عام کوں
ہوئے اجر مجھ کمتریں خام کوں

مثنوی میں تمام نصائح ہیں اور اصلاحِ رسم و رواج کے لیے لکھی گئی ہے کہ شرک و بدعت سے بچا جائے۔ شیطان اپنے استیلے کے لیے کیا کیا ذرائع اختیار کرتا ہے، اس کا بیان ہے اس طرح تین سو پینسٹھ اشعار میری زیرِ مطالعہ مثنوی میں ہیں۔ شروع اس طرح ہوتی ہے:

الٰہی توں رحمان ہے الرحیم
ترا فضل سب پر توں صاحب کریم

محمدؐ کوں ایسا کیا توں حبیب
کہ ہے پشت پناہی کوں سب کے نصیب

ختم اس طرح ہوتی ہے:

ایگیارا صدی پر برس تیرواں
ہوا تھا سو ہجری کا مدت پچھاں

علاول فقیر یو کیا داستاں
پڑے (پڑھے) پر کرے ج دعا بے گماں

تمت تمام کارِ من نظام مرقوم ابلیس نامہ از دستِ حافظ ملک بہ جہتِ سیاست عالم۔

(۲)

اضرابِ سلطانی

حضرت سلطانِ بحروبر ٹیپو سلطان شہیدؒ کے زمانے میں لکھی گئی۔ زبان بہت صاف ہے۔ مصنف کا تخلص عزت ہے۔ ایک سو چونسٹھ صفحے کا حجم ہے۔ ہر صفحے میں نو سطریں ہیں۔ عنوان فارسی نثر میں ہیں۔ تیرہ سو اٹھاسی اشعار ہیں۔ مرہٹوں کی خوب خبر لی ہے۔ انگریزوں کی بھی خوب دھجیاں اڑائی ہیں۔ ہم مذہب مغلوں کا پاس کیا ہے لیکن گھانسی میاں اور دبیر جنگ کو خوب ہی جی کھول کر سنائی ہیں۔ حیدرآباد میں ان دونوں سرداروں کے نام کے محلے اب تک موجود ہیں۔ گھانسی میاں کی منڈی اور دبیر پورہ شاید انھی دونوں امیروں کے نام پر ہیں۔ دکن میں بیجاپور، حیدرآباد، اورنگ آباد، بنگلور، کرنول اور کرناٹک، علم و ادب کا ملجا و ماوا رہے ہیں۔ دکنی اردو میں اور دیگر اسلامی زبانوں میں بہت تصنیف و تالیف ان مقامات پر ہوئی ہے۔

کتاب اضرابِ سلطانی در ذکر جنگِ مراہٹہ و نظام علی بہ طریقِ اجمال حسب الارشاد حضرت جہاں پناہ ٹیپو سلطان خلد اللہ ملک و سلطنت۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

داستان آمدن مراہٹہ و مغل از عزمِ جنگ بر ادھونی وغیرہ بطبیقِ اجمال نوشتہ شد

○

عجائب سنو دوستاں داستاں
کہ جس کے بیاں میں ہے قاصر زباں
مراہٹہ مغل فوج سب جمع کر
خوشی سات سلطاں کی سن بد خبر
کیے سب نے یوں شرط سوگند سات
لیویں ملک جلدی سوں اب ہاتے بات
سبھی ملک و مال و دیار و حصار
دونو مل لیویں بانٹ ہے یہ قرار
حجام نلی راستہ ہولکر
بھی بالاجی پنڈت سگ بد سیر
ہری پنڈت لڑکے فاجرہ
لے سنگات افواج سب باکرہ
منازل کوں طے کرکے جلد و شتاب
چلے آئے لے چنگ و بین و رباب
پٹن بیچ پہنچی ہے جب یہ خبر
کہ لڑنے کوں باندھی ہیں رانڈاں کمر
خوشی ساتھ سلطان سب فوج لے
ملاقات خاطر انوں کی چلے

کیے کوچ پر کوچ شاہ جہاں
ادھونی سوں آگے نہ ٹھہر یک زماں
لیے چو طرف گھیر سب کو ہسار
سے توڑ سب قلعے توپوں سوں سار
کہ تا یہ خبر سن جمیت میں آ
حجام نلی فاجرِ بےحیا
یہاں لڑنے آویں گا غیرت پکڑ
ہے ناموس اس کی یہاں سر بسر
اگر چہ زنانے ہیں سب مشرکیں
دلے اس قدر تاب لانے کی نئیں
اسی واسطے مورچہ وھاں کیے
قلعہ پینٹھ یورش کوں کر کو لیے
مگر قلعہ ء کوہ باقی رہا
مخنث وہاں آسرا جا لیا
خبر سن یہ حجام نلی نے رو
اپس ہاتھ سوں آبرو اپنی کھو
کیا مشورت بخشی بیگم کے ساتھ
میں سمجھا تھا کچھ یہ ہوئی اور بات

بخشی بیگم اس مرہٹے سردار حجام نلی کی ماں ہے۔ جنگ کا ساز و سامان ان کی رائے پر ہوا ہے۔ اس بےچاری کو خوب بھوگ سنائے گئے ہیں۔ جس سے پتہ چلتا ہے کہ دکنی سیاست میں ان کو بہت درک ہے اور بہت سے دکنی معاملات کا حل و عقد بخشی بیگم کی ذات پر ہے۔ ساری مثنوی فریقِ مخالف کی ہجو کا رنگ لیے ہوئے ہے۔ بہت سے واقعات روشنی میں آتے ہیں۔ خاص کر مشرکین کا مشرف بہ اسلام ہونا جس کے اظہار میں کرستان مورخین

بہت کچھ زہر اگلتے ہیں اور اس واقعے کو سلطان علیہ رحمتہ کے تعصب پر محمول کرتے ہیں۔ حالاں کہ واقعہ یہ ہے کہ سید عبدالکریم کنجن گڑھ کا قلعہ دار سلطانی ان مشرکین کے ہاتھوں شہید ہوتا ہے۔ سلطان بجائے فوجی قانون نافذ کرنے کے اور ہزارہا بندگانِ خدا کا خون بہانے کے ان کو دعوتِ اسلام دیتا ہے اور وہ قبول کرتے ہیں۔ پادریوں کی صدہا سالہ محنت خاک میں مل جاتی ہے۔ جتنے بھی جلے پھپھولے پھوڑیں تھوڑے ہیں۔ سلطان نے ان تمام نومسلموں کو منظر آباد میں زمین جاگیریں دے کر آباد کر دیا۔ مصنف کے ذاتی حالات کا کچھ پتہ نہ لگ سکا۔ اور نہ سنِ تصنیف ہی معلوم ہو سکا۔ جنگِ ادھونی کا چوں کہ اس میں مذکور ہے۔ اس لیے اس واقعے کے قریب ہی اس کی تصنیف ہوئی ہے۔ شاہ عالمی عہد کی اردو میں۔ دلی اور سرنگا پٹن میں ہزاروں کوس کا فاصلہ ہے۔ اس بات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے زبان قابلِ ستائش ہے۔

خاتمہ اس نمط پر ہوتا ہے:

اے عزت اتا ختم کر یہ کلام
رکھ اضرابِ سلطانی توں اس کا نام
جو کوئی یہ سنے گا سو پاوے گا حظ
حزیناں کی خاطر پو لاوے گا حظ
کہ جب حکم اشرف نے پایا نفاذ
کہا توں یہ نامہ بہ صد التزاذ

سلطان ٹیپو شہیدؒ کے محاربات کا اصلِ اصول بیان کیا ہے:

تب احوال لشکر کا سلطانِ دیں
دیکھے اس وضع جب دو ہاتاں کے تئیں
اٹھائے تضرع سوں منگنے دعا
کہے اے خداوندِ ارض و سما
بجز پاسِ دینِ رسولِ وریٰ
نہیں ہے مرے دل میں حرص و ہوا

نہ نام و نہ شہرت نہ جاہ و جلال
نہ دولت نہ حشمت نہ ملک و منال
نہ چیتا ہوں کچھ جز رواجِ شرع
یہی اصل ہے اور باقی فرع
نہ یں بغض د کینہ سوں جنگ و جدل
انو سات کرتا ہوں رد و بدل
توں دانا و بینا ہے مافی الضمیر
ہر یک جنگ میں توں ہے میرا نصیر
بہ حقِ محمدؐ نبی الانام
بہ حقِ صحاباں و بارا امام
اتھا یہ سخن بے حد و بے حساب
ہزاراں سے یک بیت کر انتخاب
لکھیا توں نے کر مختصر یہ بیاں
دگر نہ بہوت طول تھا داستاں
کیا مختصر سو اتا کچھ ہوا
اگر سب وہ کہتا نہ جانوں میں کیا
ہوا ہوتا اطول مطوّل مثال
نہ رہتا کسی سامعاں بیچ حال
بہ ارواحِ پاکِ امامانِ چار
بہ پیران و پیر و دگر چار یار
معہ خاص اسلامیاں وہ کساں
کہ جن کوں نہیں خوف از دوجہاں
مبشر ہیں بے شک ز باغ ارم

یہ سب بزرگاں کی ہے مج کوں قسم
جو کچھ میں لکھیا ہوں کہ بے اختلاف
ہے سب سچ نہیں اس میں بوئے خلاف
جو کوئی یہ سخن ہا کوں جانے دروغ
نہیں اس میں ہے نورِ دیں کا فروغ
سخن سب ہے روشن تر از آفتاب
ہے خفاش منکر نہیں اس میں تاب
جو دیکھے نجھا کر بہ عینِ طرب
بھی سمجھے یہ کذب (اور) لہو و لعب
تو اب رہ دعا بیچ ہر صبح و شام
بجز اس کے دسرا نہیں تج کوں کام
الہٰی ہے جب لگ مہ و آفتاب
یہیں رکھ توں سلطاں کوں با آب و تاب
تغر اور منصور بر مشرکین
بہ حشمت و اعزاز تا روزِ دیں

تمت تمام شد

سنِ کتابت و اسمِ کاتب ندارد ہے۔

(۳)

بڈن نامہ

اس مثنوی میں بڈن دین شاہ ولی کی کرامتوں کا مذکور ہے۔ منظوم عنوانات ہیں

جن کی بحر مثنوی سے مختلف ہے۔ مطلع کا عنوان غائب ہے۔ باقی ماندہ تیرہ عنوانات ہیں۔ شاعر کا تخلص مخدوم معلوم ہوتا ہے۔ زبان بہت قدیم ہے۔ دسویں صدی ہجری کی معلوم ہوتی ہے۔ میرے زیرِ مطالعہ نسخے میں جملہ چھ سو تیرہ اشعار ہیں۔ خط بہت خراب ہے۔ املا میں تلفظ عوام کی بہت پابندی کی ہے۔

بڈن دین ایک پہاڑ پر کسی غیر مسلم راجہ کے راج میں عبادت کرتے تھے۔ راجہ کو لوگوں نے سکھایا کہ ان کو پہاڑ سے بھگا دینا مصلحت ہے۔ راجہ کا نام بلار تھا۔ اس کی بہن کا نام ہڑپا تھا جو بہت کھاؤ تھی۔ راجہ کے ماتحت دیو، بھوت، راچھس، اور بیر تھے۔ راجہ کی فوج نے بڈن دین کو بھگانا چاہا لیکن ناکام یاب رہا۔ ان کی کرامات کے ضمن ایک قصہ آگیا ہے کہ طوغان کا بادشاہ بہت سخی تھا جو دس لاکھ روپے کی پوشاک پہنتا اور صبح ہوتے دے ڈالتا اس کی جوتی میں لعل جڑے تھے۔ ایک چیل گوشت سمجھ کر لے اڑی اور دلی کے چوک میں لا ڈالی۔ دلی کے سلطان کے پاس جب وہ جوتی پہنچی اور سلطان کو خبر ہوئی تو شاہ طوغان پر چڑھائی کی۔ شاہ طوغان نے عاجزی کی اور سلطانِ دہلی سے صلح کی درخواست کی اور سلطان کے حکم پر تمام خزانے پیش کرنے کا وعدہ کیا۔ سلطانی آدمیوں نے خزانوں کی پرتال کی تو بالکل خالی پائے۔ لوگوں نے خبر کی کہ شاہ طوغان کی بیٹی بڑی حسین ہے جس کا نام ماما جیونی ہے۔ سلطان نے اسے طلب کیا۔ شاہ طوغان نے عاجزی و انکساری کے بعد اس نسبت کو قبول کیا۔ راجہ بلار کے بیروں نے ماما جیونی کی تعریف راجہ سے کی۔ راجہ نے حکم دیا کہ اسے اڑا لائیں۔ جب وہ بیر، راجہ کے روبہ رو ماما جیونی کو لائے تو راجہ کو ماما جیونی کوڑھی نظر آئی۔ اس لیے راجہ نے حکم دیا کہ بیروں کو سزا دو اور ماما جیونی کو پہاڑ پر ترک فقیر کے پاس چھوڑ آؤ۔ بڈن دین نے جب ماما جیونی کو دیکھا تو اسے بیٹی کہا۔ طوغان کے لوگ ماما جیونی کے غائب ہونے سے بہت پریشان تھے۔ بڈن دین نے کشف سے اس امر کو معلوم کرکے رانا کو ایک خط لکھا اور کوے کے گلے میں باندھ کر طوغان روانہ کیا۔ آخر مسلمانوں نے چڑھائی کی۔ راجہ کو شکست ہوئی۔ اس جنگ میں بہت سے اولیا شریک ہوئے اور بہت سے بزرگ بڈن دین سے ملنے آئے۔ غازیوں میں ملک وزیر، ملک جوجار، میران جان پاک

شہید وغیرہ تھے۔ بڈن دین دلی بھیلے شہہ میاں کے پہاڑ پر بہت سے بزرگوں نے چلتے بنائے۔ جن میں شاہ مدارؒ، محی الدینؒ اور فخرالدینؒ ہیں۔ بڈن دین شاہ نے اپنے کو جمال شاہ قادری پر ظاہر کیا اور شاہ اسمعیل قادری ابن شاہ حسین نے ایک گاؤں اس پہاڑ کے نیچے بڈن نگر نام آباد کیا۔ بڈن نگر کے مغرب میں راجہ بدنور اور مشرق میں راجہ بنسور ہے۔

بڈن نامہ کے مصنف کو بشارت ہوئی تا کہ بڈن نامہ تصنیف کرے۔ مصنف کے مرشد کا نام غریب اللہ ہے۔ بڈن دین کا پہلا نام ابو حریرہ تھا۔

مثنوی کا آغاز بدیں نمط ہے۔

لیوں نام اول میں سبحان کا
دوجا نام محمدؐ نگہبان کا
دونوں نام دو جگ میں جوڑا اہے
کرو ثنا سب ، عمر تھوڑا اہے
د یک لاکھ چوبیس ہزار انبیا
سبوں پر سکہ شہہ محمدؐ کیا

مثنوی کا خاتمہ ان اشعار پر ہے جن میں شاعر کا تخلص اور تاریخِ تصنیف بر آمد ہو سکتی ہے۔ مگر مجھے تاریخ کا تیقن نہیں۔

دو تاریخ ذیلعقد روزے قمر
بڈن نامہ مخدوم کیے مختصر
الٰہی بڈن نامہ کر آشکار
دو دن کی دنیاں میں رہے آشکار
بڈن نامہ بولیا سنو اس عدد
جمع بھوت نادر ہے پنج صد نود

۹۷۴ھ

(میرے زیرِ مطالعہ نسخے میں چھ سو تیرہ ہیں)

اول شاہزادے عمر کے کنے
فاروق شاہ کے او زمانے منے
بڈن نامہ مخدوم بولیا سنوار
ز برکت محمدؐ و مع چار یار
بڈن نامہ یہاں سوں مرتب ہوا
دو جگ میں مدت ہوئی مخدوم کوشا
(مخدوم کوشا = ۹۹۰ ہجری)

(۴)

بلّی چوہے نامہ

دکنی زبان میں ہے۔ زبان کچی ہے۔ سنِ تصنیف اور نامِ مصنف نامعلوم۔

["چوہے بلی کا قصہ" کے نام سے ایک مخطوطہ ادارہ ادبیات اردو کے کتب خانے میں محفوظ ہے۔ اس کے مصنف غلام حسین ہیں۔ منتھر نگر (ترچنا پلی) میں لکھی گئی۔ ۱۲۰۰ ہجری کے قریب تصنیف ہوئی۔ اس مثنوی میں "ایک نشے میں مست چوہے کی ترنگوں، اس کے ساتھیوں کی پریشانی، گھونس سے مشورے اور بلی کی گفتگو اور چالاکی کو بڑے دل چسپ اور شاعرانہ انداز میں بیان کیا گیا ہے۔"

ابتدا =

حکایت کہوں ایک ایسی بھی میں　　　سنے پر سو ہوئے خوشی دل کے تئیں
چوہے اور بلی کا کہوں یک قصہ　　　کہ جو کوئی سنے پر سو ہوئے حصہ

آخری ابیات =

یہ مسلہ دنیا میں کری کھلبلی　　　چوہے سات سو کھا کے حج کو چلی

از تحریر بہ اتمام رسید۔

۵۳ ورق۔ فی صفحہ ۱۵ سطریں۔ سائز ساڑھے آٹھ x پانچ انچ

مخطوطہ نمبر ۶۰۴ (تذکرہ اردو مخطوطات جلد سوم) مرتبہ ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور۔

کتب خانہ سالار جنگ میں " مثنوی موش و گربہ " کے نام سے ایک مخطوطہ محفوظ ہے جو چوہے بلی کا قصہ سے مختلف ہے۔ کتب خانہ آغا حیدر حسن مرزا کا مخزونہ بلی چوہے نامہ، مثنوی "موش گربہ" ہی کا دوسرا نام ہے۔ اس کے مصنف کا نام شرف الدین مدن ہے۔]

(۵)

بہارستانِ عشق

یہ مثنوی ۱۲۱۳ھ میں لکھی گئی۔ مصنف عزیز الدین المتخلص بہ نامی ہیں جو ۱۱۸۳ھ میں بہ مقام چینا پٹن پیدا ہوئے انھوں نے ایک اور مثنوی شیریں و خسرو اس سے پہلے لکھی ہے اور خمسہ، نظامی کا ترجمہ کرنے کا ارادہ تھا۔ واللہ اعلم وہ پورا ہوا یا نہیں۔ اس مثنوی میں لیلیٰ مجنوں کا مشہور قصہ مندرج ہے۔ ہاتفی دکھنی نے اس سے پہلے لیلیٰ مجنوں کو دکنی زبان میں منظوم کیا ہے۔ شمالی ہند میں بھی لوگوں نے لیلیٰ مجنوں پر مثنویاں لکھی ہیں۔ عزیز الدین کے بزرگ (شمالی) ہند سے دکن میں آئے۔ اس لیے انھوں نے اپنی مثنوی کی زبان اردو بتائی ہے لیکن بود و باش چوں کہ کرناٹک میں اختیار کرلی اس لیے اسقام کی معافی چاہی ہے۔ اس زبان کے لیے ہندی کا لفظ بھی استعمال کیا ہے۔ چناں چہ ایک جگہ کہتے ہیں:

اس لیے میں اس کی کر کے پیروی
بولتا ہوں گا یہ ہندی مثنوی

پھر آگے چل کر قریب خاتمے کے کہتے ہیں:

نظم یہ اردو زباں میں میں کہا
فکر میں اس کی بہت محنت سہا

روز مرّے میں جو ہو اس کے خلل
یہاں نہیں ایراد کا ہرگز محل
کیوں کہ کرناٹک میں ہے میرا مقام
یہاں کے لوگوں کی زبان دکنی تمام
ہند ہے میرے بزرگوں کا وطن
مولد اس عاصی کا ہے چیناپٹن

میرے زیرِ مطالعہ مثنوی گیارہ سطری ایک سو تراسی صفحے کی ہے۔ نامی نے سرخیاں مطرب نامے سے قائم کی ہیں۔ دو دو اشعار کی سرخیاں ہیں۔ جن میں راگ راگنیوں کے نام مذکور ہیں۔ اور وہی عنوان ہیں۔ اس طرح چوبیس سرخیاں ہیں۔ اشعار کی مجموعی تعداد تقریباً دو ہزار ہے حمد ہے، نعت ہے، معراج کا ذکر ہے، منقبت ہے، پھر عمدۃ الامرا والیِ کرناٹک کی تعریف ہے۔ اس کا عنوان بھی مطرب نامے کے اشعار ہیں۔ ملاحظہ ہو:

کہہ سہانا سا شہانا مطربا
یا کوئی اچھی سی درباری سنا
قوتِ روح سے میرا خوش کردے جی
میں بھی کہتا ہوں ثنا نواب کی

اس تعریف میں نواب کا جو انگریزوں پر رعب ہے اس کا مذکور ہے:

پھینک کر تدبیر اور دانش سے دام
کرلیا انگریز کو اپنے (اپنا) غلام
دام اس کے ہوگئے کفار سخت
عقل کی قوت ہے یہ بازوئے بخت
باوجود شان شوکت کے تمام
آگے اس کے دستِ بستہ ہیں مدام
سب فرنگی رو بہ رو اس کے ذرا

کر نہیں سکتے ہیں کچھ چون و چرا
یہ تو کیا ہیں بلکہ ان کا بادشاہ
حکم میں اس کے ہے ہر شام و پگاہ
بھیجتا ہے جو ولایت سے جہاز
پہنچتا (پونچتا) ہے اس کو وہ نذر و نیاز
ایسے موذی ہو گئے محکوم جب
عقلِ کامل بیچ اس کی کیا عجب

نواب کی دوسری صفات بیان کی ہیں، اس کی اردو شاعری کو سراہا ہے :

نظم میں ہندی کے اس کو ہے کمال
ہے یقیں اردو زباں میں بے مثال

اس کی اردو شاعری کا مقابلہ ہند کے اردو شعرا سے کیا ہے اس ضمن میں سودا، آبرو، ولی، مظہر، بیان، سوز، حشمت، میر، ممنون، منت، مصحفی، ممتاز، جرات اور سراج آگئے ہیں اور ان سب پر نواب کو فوق دیا ہے۔

بروقت تصنیف مصنف کے والدین زندہ ہیں۔ چار بھائی ہیں، دو بیٹے ایک حیدر حسین دوسرا احمد حسین ہیں۔ خوش خرم آرام سے ہیں۔ ماں سے بہت مانوس معلوم ہوتے ہیں کیوں کہ مثنوی میں اپنی ماں کو بہت یاد کیا ہے اور اپنے اہلِ خاندان کو بہت دعائیں دی ہیں۔ مثنوی کا آغاز اس طرح ہوتا ہے :

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کون کرسکتا ہے حمدِ کردگار
عقل ہے مجنوں جہاں لیل و نہار
ہوش و فہم و وہم اور ذہن و ذکا
اس محل میں سربسر ہیں نارسا

عقل کی کرسی اگرچہ عرش ہے
پر ثنا میں اس کی دائم فرش ہے

مثنوی کا خاتمہ اس طرح ہوتا ہے:

دل میں کر تاریخ کا اس کی خیال
جب کیا پیر خرد سے میں سوال
یوں کہا ہے کھینچ کر کے آہِ سرد
اس کی اب تاریخ ہیں گی داغ درد
دیکھ یہ سرسبز کشتِ اہلِ عشق
پھر کہا ہے یہ بہشتِ اہلِ عشق
ہے تر و تازہ جو یہ بستانِ عشق
نام اس کا ہے بہارستانِ عشق
میں کیا جب اس کے بیتوں کا شمار
پایا گنتی میں برابر دو ہزار
بھیج کر احمد پو صلواۃ و سلام
مختصر کرتا ہوں قصہ والسلام

تمت تمام شد

○

۱ نصیر الدین ہاشمی نے اپنی تصنیف "مدراس میں اردو" میں مصنف کا تعارف لکھا ہے۔ مصنف کا نام انھوں نے غلام اعزالدین خاں مستقیم جنگ لکھا ہے۔ جو درست نہیں اپنی مثنوی" نوبہارِ عشق" میں انھوں نے اپنا نام" عزیزالدین نامی" لکھا ہے:

ہے لبس عاجز عزیز الدین نامی
کہ اس کو دو جہاں میں کر گرامی

نصیر الدین ہاشمی کے مطابق مصنف کے والد کا نام حامد علی خاں تھا۔ انھوں نے حافظ محمد حسین اور محمد باقر آگاہ سے تعلیم پائی تھی۔ وہ عربی فارسی اور اردو تینوں زبانوں میں شعر کہتے تھے۔ ارکاٹ کے فرماں روا عمدۃ الامرا (۱۲۱۰ھ ۱۲۱۶ھ) نے انھیں ملک الشعرا کا خطاب دیا تھا۔

عزیز الدین خاں ۱۱۸۱ھ میں پیدا ہوئے۔ نصیر الدین ہاشمی نے لکھا ہے کہ وہ ارکاٹ میں پیدا ہوئے۔ یہ درست نہیں ہے۔ خود نامی نے "بہارستانِ عشق میں لکھا ہے کہ چینا پٹن ان کا مولد ہے۔

مولد اس عاصی کا ہے چینا پٹن

ہاشمی نے لکھا ہے کہ انھوں نے ۱۲۴۸ھ میں مدراس میں وفات پائی اور ساحلِ سمندر کے قریب اپنے باغ میں مدفون ہیں۔

مولانا مہدی واصف نے حدیقۃ لمرام میں نامی کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ والا جاہ کے رشتہ دار تھے۔ سنی المذہب تھے۔ انھوں نے رئیس الامرا کی ہمشیر سے شادی کی تھی جو شیعہ تھے۔ مہدی واصف نے نامی کی تاریخِ وفات ۱۸ جمادی الاول ۱۲۴۰ھ لکھی ہے۔

نامی نے ۱۲۱۱ھ میں شیریں خسرو کے "قصہ، نوبہار عشق" لکھی۔ یہ مثنوی بہت مقبول ہوئی۔ دو سال بعد ۱۲۱۳ھ میں نظامی کی پیروی میں اس کی مثنوی لیلیٰ مجنوں کے جواب میں مثنوی بہارستانِ عشق تصنیف کی۔ ان دو مثنویوں کے علاوہ نامی کی دیگر تصانیف وفات نامہ، نبی، قصہ، بنارس اور سلیمان نامہ ہیں۔ مہدی واصف کے بیان کے مطابق نامی کی فارسی زبان میں بھی تصانیف ہیں جن میں فارسی کا ایک ضخیم دیوان شامل ہے۔ بہارستانِ عشق کے جن نسخوں کا پتہ چلا ہے ان کی تفصیل یہ ہے۔

(۱) کتب خانہ سالار جنگ، حیدر آباد۔ ایک نسخہ۔

(۲) اورینٹل مینوسکرپٹ لائبریری (کتب خانہ آصفیہ) حیدر آباد میں دو نسخے۔

(۳) کتب خانہ انجمن ترقی اردو (ہند) دو نسخے۔

(بہ حوالہ تذکرہ اردو مخطوطات جلد اول۔ جلد دوم و جلد سوم۔

ادارہ ادبیات اردو (مرممہ ایڈیشن)۔]

(۶)

پند نامہ حضرت لقمانؑ

یہ مثنوی قدیم دکنی زبان میں ہے۔ زبان بہت صاف ہے۔ ایک سو انہتر اشعار ہیں۔ حسینی مصنف ہیں۔ سنہ تصنیف معلوم نہ ہوسکا۔ عربی سے دکنی میں ترجمہ ہوئی ہے۔ حضرت لقمان نے اپنے لڑکے کو جو نصائح کیے ہیں وہ مندرج ہیں۔ حقیقتاً بے مثل ہیں۔
آغاز مثنوی ملاحظہ ہو:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نئیں کسی کی حمد کا محتاج رب نئیں ثنا کا منتظر شاہِ عربؐ
ہے منزہ سب صفت سوں جو خدا
کوئی کرے کیوں کر صفت اس کی ادا

مثنوی کا خاتمہ ان اشعار پر ہوتا ہے:

صحبتِ دانا غنیمت جان توں
کر حذر توں صحبتِ نادان سوں
گوشہ گیری خلق سوں کر اختیار
گوشہ گیری میں سمجھ ہے اعتبار
گوشہ گیری سوں ہما مشہور ہے
گوشہ گیری سب خطر سوں دور ہے
مختصر کر اب حسینی یو کلام
ہور نبیؐ پر بول صلواۃ و سلام
خاتمہ بالخیر بہ عونِ حسنؓ

| اسی نام کی ایک مثنوی ادارہ، ادبیات اردو کے کتب خانے میں موجود ہے۔ اس کو فتح شریف بلخی نے فارسی نثر کے رسالے سے دکنی نظم میں منتقل کیا۔ اس مخطوطے میں لقمان کی سو نصیحتیں ہیں جو اس نے اپنے بیٹے کو کی تھیں۔ (تذکرہ، اردو مخطوطات مرتبہ ڈاکٹر زور جلد اول مرمہ ایڈیشن، ص: ۴۹)۔ |

(۷)

تنبیہ النسا

رحمت اللہ نے یہ مثنوی دکنی زبان میں لکھی ہے۔ شرک و بدعت سے بچنے کے لیے عورتوں کو نصیحتیں کی ہیں۔ اس ضمن میں بہت سی رسموں کا ذکر آگیا ہے جو لطف سے خالی نہیں۔ میرا زیرِ مطالعہ نسخہ ناقص الآخر ہے۔ اس میں پانسو گیارہ اشعار ہیں۔ حمد، نعت کے بعد موضوع کا آغاز ہے۔ سنِ تصنیف معلوم نہ ہوسکا۔ مثنوی کا آغاز اس طرح حمد سے ہوتا ہے:

حمد بےحد ہے اسی سبحان کو
جو کیا پیدا جسم اور جان کو
دو جہاں کا خالق اور دائم ہے وہ
سب فنا آخر کے تئیں قائم ہے وہ
ایک ہے وہ نئیں شریک دوجا اوسے
غیر اس کی تئیں سمجھ پو جاسکے

○

دربیانِ کفر و رسوماتِ بد می گوید

اب سہاگن بات میری خوب سن
ییں کہوں قرآن کا مطلوب چن

میرے ناقص الآخر نسخے میں یہ آخر کے اشعار ہیں:

بھول جاکر موت بازی میں رہیں
چھوڑ طاعت لاغباری میں رہیں
حرمت وہ اسلام (کی) رکھ ناسکے
کافراں کے جنگ سے ہردم بھگے

۱ تنبیہ النسا کے مصنف حضرت خواجہ رحمت اللہ نائب رسول اللہ صلعم دکن کے مشہور صوفی بزرگ گزرے ہیں۔ آپ کے والد نواب آصف جاہ کے ساتھ دکن آئے اور ضلع بیجاپور کے موضع بلگاؤں میں قیام پذیر ہوئے۔ آپ کی ولادت وہیں ہوئی۔ بڑے ہوکر حاکمِ کرنول کی ملازمت کی۔ حضرت سید علوی بیجاپوری کے مرید ہونے کے بعد ملازمت ترک کردی۔ حج کی سعادت حاصل کی۔ وہاں حضرت سید اشرف مکی سے فیض یاب ہوئے۔ فریضۂ حج ادا کرکے مختلف مقامات سے ہوتے ہوئے کڑپہ آئے۔ ادد گیر کا قلعہ دار عبدالقادر خاں آپ کا معتقد تھا۔ اس نے آپ کے نام سے ایک قصبہ رحمت آباد بسایا۔ آپ کی وفات اددگیر میں ہوئی لیکن آپ کی تدفین رحمت آباد میں ہوئی۔ آپ کا روضہ مرجعِ خلائق ہے۔

رسالہ تنبیہ النسا کے متعدد نسخے مختلف کتب خانوں میں محفوظ ہیں۔ ان کی تفصیل درجِ ذیل ہے۔

(الف) کتب خانہ ادارہ ادبیاتِ اردو، حیدرآباد، نسخے:
مخطوطہ نمبر ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۵۰۶۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔

(ب) کتب خانہ سالار جنگ چار نسخے:
مخطوطہ نمبر ۱۳۹۔ ۱۷۷۔ ۳۴۳۔ ۴۷۹۔

(ج) ذخیرہ محمود شیرانی۔ لاہور، ایک نسخہ:
مخطوطہ نمبر ۲۹۔ ۳۴۲۶ / ۴۲۱۔

(د) اورینٹل مینوسکرپٹ لائبریری، حیدر آباد۔ دو نسخے:
مخطوطہ نمبر ۱۴۷۵۔ ۳۷۳۵۔

(ہ) مولانا آزاد لائبریری، علی گڑھ۔ ایک نسخہ:
مخطوطہ نمبر H.B.18/77 (۲۹۸)۔

(بہ حوالہ تذکرہ، اردو مخطوطات جلد اول، ادارہ، ادبیاتِ اردو، مرممہ ایڈیشن) ؎

(۸)

جنگ نامہ ٔ حنیف شاہ

سنہ تصنیف نا معلوم، زبان قدیم ہے اور ٹھیٹ دکنی ہے لیکن اکثر جگہ مصادر پوربی طور پر استعمال ہوئے ہیں۔ جیسے:

علی نے پکڑ سب کوں باندن لگے
جتے نام داراں کوں ساندن لگے
سگل بار لشکر بچارن لگے
جتے پالے کر کوں سو مارن لگے

پہلے یہ قصہ فارسی زبان میں تھا فقیہہ محمد نے دکھنی نظم میں ترجمہ کیا۔ چناں چہ آخر میں چل کر خود کہتے ہیں:

اتھا یو قصہ فارسی میں تمام
کیا نظم دکھنی پڑے (پڑھے) یو خاص عام
کہ خادیم (خادم) فقیہہ کا محمد ہوں میں
سو فرزند مخدم حسین کا ہوں میں

الٰہی پڑیا ہوں میں ظلمات میں
دنیا کی جو گردش کبل گھات میں
کہ مشکل دنیا میں تے آزاد کر
گنہہ بخش میرا توں دل شاد کر
حنف شاہ پو بولیا ہوں صفتاں تمام
پرویا ہوں موتیاں کے ہاراں تمام
کیا بیت چھے سو پو پندرا تمام
محمدؐ نبی پر درو داں تمام

(سلام)

میں نے شمار کیا تو کل اشعار کی تعداد میرے زیرِ مطالعہ نسخے میں چھ سو باسٹھ نکلے۔ کاتب بھی میرے خیال میں شاعر معلوم ہوتا ہے۔ شاید اس نے کہیں ایزاد کیا ہو یا پندرہ کی بجائے باسٹھ ہو کاتب نے غلطی سے ایسا لکھ دیا ہو گا۔ کیوں کہ متذکرہ بالا شعر کے بعد ہی یہ شعر ہے:

لکھا جنگ نامہ سو عبدالرسول
ہزاراں نبیؐ پر درود (درو داں) سو بول
کہ ماہِ مبارک ذی قعد کل
کہ تاریخ تیولیس بھی روز منگل

اس کے بعد پانچ شعر اور ہیں اور قصہ ختم ہو جاتا ہے۔ قصے کا موضوع مذہبی ہے کہ حضرت علی روم پر جہاد کرتے ہیں اور وہاں سے ایک شہزادی حنیفہ نام حضرت علی گرفتار کر کے لائے۔ قصے میں اس کا سراپا مذکور ہے۔ حضرت جبریل آن کر رسولِ خدا سے کہتے ہیں کہ حضرت علی کے عقد میں شہزادیِ مذکور دے دی جائے اور حضرت فاطمہ سے درخواست کی جاتی ہے کہ وہ دل کو سوکن کی طرف سے صاف رکھیں۔ غرض شادی کے بعد حضرت حنیف پیدا ہوتے ہیں۔ یہ ایک قبیلے سے لڑتے ہیں۔ اس لڑائی میں قبیلے کا سردار مارا جاتا ہے اور اس کی منگیتر شعریٰ

حضرت حنیف کے ہاتھ آتی ہے جس سے حکمِ رسول کے مطابق عقد ہوجاتا ہے۔

قصے میں اول حمد ہے، پھر نعت ہے، پھر منقبت۔ چہار یار اور حضرت محی الدین نام بہ نام ہے۔ مثنوی اس طور پر شروع ہوتی ہے۔

الٰہی توں ستار ہر عیب کا
توں دانا ہے عالم میں ہر غیب کا
گنہ بخش بندیاں کا دھر کراماں
توں صاحب سچا ہے بڑا مہرباں
توں رازق ہے رازق ہے اس جور کا
اہے دین بارا مگس مور کا
ترا انت پانے کسے فہم نئیں
تری قدرتاں کس کوں معلوم نئیں

○

ا حضرت محمد حنیف کے حالات اور جنگوں کے بارے میں دکنی میں کئی کتابیں لکھی گئی ہیں۔ شیرن نے ۱۱۸۵ھ شاہ نامہ محمد حنیف لکھی۔ شیرن نے غالباً فارسی کتابوں سے حکایتوں اور روایتوں کو جمع کر کے دکنی میں نظم کیا ہے۔ اس کتاب کا قلمی نسخہ ادارہ، ادبیاتِ اردو میں محفوظ ہے (نمبر ۵۰۹)۔ لطیف نے ۱۰۹۵ھ میں ظفر نامہ، محمد حنیف تصنیف کیا۔ اس مخطوطے کا ایک نسخہ کتب خانہ جامعہ، عثمانیہ میں ہے۔ ایک اور مثنوی جنگ نامہ کا مخطوطہ کتب خانہ سالار جنگ میں محفوظ ہے نمبر (۱۲)۔ یہ ۱۱۵۰ کے بعد کی تصنیف ہے۔ اس کے مصنف کا نام معلوم نہیں۔ اسی طرح اسی نام کی ایک اور مثنوی بھی کتب خانہ، سالار جنگ میں موجود ہے۔ نمبر (۸۱۵) اس میں پانچ ہزار پانسو ابیات ہیں۔ حسین باگ نامی شاعر نے بھی ۱۰۹۲ھ میں جنگ نامہ، محمد حنیف کے نام سے ایک مثنوی لکھی تھی۔ اس کے ۱۵ نسخے دریافت ہوئے ہیں۔ اورینٹل مینوسکرپٹ لائبریری (کتب خانہ، آصفیہ) میں اس مثنوی کا ایک نسخہ محفوظ ہے جس میں شاعر سوک نے اپنا نام حسین بیگ بتایا ہے۔ متذکرہ بالا حسین بیگ کے

مرقومہ جنگ نامے بھی غالباً سیوک شاعر کے ہیں۔ ادارہ، ادبیات اردو میں سیوک کی اس تصنیف کا مزید نسخہ موجود ہے۔ مخطوطہ نمبر (۱۱۸۱) اس کے علاوہ دیگر کتب خانوں میں جو نسخے محفوظ ہیں ان کی تفصیل ہے: کتب خانہ سالارجنگ ۲ نسخے۔ (۴۰۳ / ۶۶، ۳۶۲ - / ۸۱۵) کتب خانہ سنٹرل یونیورسٹی حیدر آباد ایک نسخہ۔ کتب خانہ انجمن ترقی اردو، کراچی ۴ نسخے۔ (مخطوطہ نمبر ۱۴۔ ۱۵۔ ۲۔ ۷۷۔ ۳، ۷۷) انجمن ترقی اردو (ہند) ایک نسخہ، مخطوطہ نمبر (۴۰ / ۹۳)۔

[بہ حوالہ تذکرہ، اردو مخطوطات جلد اول مرتبہ ڈاکٹر زور مرمہ ایڈیشن۔]

(۹)

چرخے کا گیت

کمتر تخلص ہے۔ نام و سنہ تصنیف معلوم نہ ہو سکا۔ گیت بہت خوب ہے۔ کبیر کا رنگ لیے ہوئے ہے۔ کمتر کوئی صوفی منش (شاعر) ہے۔ چرخ کے استعارے میں تمام تصوف و چرخ کے اصطلاحی تلازمے برتے ہیں۔ زبان ٹھیٹ دکنی ہے۔

○

سیلی بانو ٹکاری چرخا — کاڑ غفلت کاڑے بُرخا
چھوڑ دنیاں کاری فرخا۔ کہ ماں — ہر دم اللہ اللہ۔ نبی ہمارے صلی اللہ
دونوں پاداں کے کردو تھام — ساری پھسلیاں کی کردی پان
سارے سینے کے کس لے بان۔ کہ ماں — ہر دم اللہ اللہ۔ نبی ہمارے صلی اللہ
دو نوارساں گل میں کل ہے — بات کیرانے حق کا بل ہے
چرخا پھرتا توکل ہے۔ کہ ماں — ہر دم اللہ اللہ۔ نبی ہمارے صلی اللہ
جلی روٹی لے خوبیچ تُمنا — قلبے پچ نے بسری پچنا
روحی ہے پونیاں پھینے لپٹنا کہ ماں — ہر دم اللہ اللہ۔ نبی ہمارے صلی اللہ

یاد حق کا جیب ہے نکلا　　　ڈنڈ کوں پر جیسے کا چکلا

دم کے تاراں کاڑ کاڑ بتلا۔ کہ ماں　　　ہر دم اللہ اللہ۔ نبی ہمارے صلی اللہ

گانٹھیاں گل فیاں خو بیچ　　　چن کر کاڑ سٹو دل کے باہر

نے (نئیں) تو تار ٹوٹیگا دیکھو۔ کہ ماں　　　ہر دم اللہ اللہ۔ نبی ہمارے صلی اللہ

تار ٹوٹیں گا کو نا ایا　　　کیسے قتل پیغمبر و انبیا

صوبان محشر میں ہوئے گا کیسا۔ کہ ماں　　　ہر دم اللہ اللہ۔ نبی ہمارے صلی اللہ

چارو پونجی چارپچ ان کے　　　چارو خیال انچ ، تن کے

مل کو رہتے یکپچ منکے۔ کہ ماں　　　ہر دم اللہ اللہ۔ نبی ہمارے صلی اللہ

پانچ ڈھلی بے حس ترکاں　　　تن کے دروازے نو بیر کاں

پڑ کو رہتے یکپچ پچر کاں۔ کہ ماں　　　ہر دم اللہ اللہ۔ نبی ہمارے صلی اللہ

ناف سینے میں کرتا نا　　　حلق پرنے کر پرونا

دم کے تاراں گن گن بھانا۔ کہ ماں　　　ہر دم اللہ اللہ۔ نبی ہمارے صلی اللہ

دم کے تار چوبیس ہزار　　　رات دن کرتا نہ ادتار

سئین کے نظر لیجا کو زار۔ کہ ماں　　　ہر دم اللہ اللہ۔ نبی ہمارے صلی اللہ

چورنگی چادر بومنا　　　ڈالی نوشو موں پر مقنا

کیا چھپ کر جھانکتا ہے ٹھگنا۔ کہ ماں　　　ہر دم اللہ اللہ۔ نبی ہمارے صلی اللہ

پانچوں بی بیاں، ہو مل پکڑ یک ٹھار　　　کرو زندگانی بہوت ہشیار

نئیں تو دوزخ میں ہوئے گا ٹھار۔ کہ ماں　　　ہر دم اللہ اللہ۔ نبی ہمارے صلی اللہ؛

کمتر کمین یک سلاڑی　　　چرخے تانے میں قول باری

بھول رھئیں تو ہوگی تن کی خاری۔ کہ ماں　　　ہر دم اللہ اللہ۔ نبی ہمارے صلی اللہ

["کمتر شاہ نام۔ کمتر تخلص۔ حیدآباد کے ایک صوفی بزرگ تھے۔ ۱۲۲۵ھ میں انتقال کیا"۔ پروفیسر گیان چند جین، تاریخ ادبِ اردو قومی کونسل برائے فروغِ اردو زبان۔]

○

(۱۰)

چندر بدن و مہہ یار

یہ مثنوی بہت صاف ہے۔ سنِ تصنیف و نام مصنف نہ معلوم ہوسکا (۱) ۔ زبان سے تو تیرھویں صدی کی تصنیف معلوم ہوتی ہے ۔ اچھی خاصی اردو ہے ۔ عربی الفاظ بہت استعمال ہوئے ہیں۔ عربی و فارسی تلمیحات بہ کثرت استعمال ہوئی ہیں ۔ میرے زیرِ مطالعہ مثنوی میں گیارہ سطری ایک سو تیرہ صفحے ہیں۔ جن کے اشعار کی مجموعی تعداد بارہ سو اکیس ہوتی ہے ۔ مثنوی عشقیہ ہے۔ مسلمان تاجر کا لڑکا مہہ یار ہے جو بہت عالم فاضل حسین و دانا ہے ۔ ایک سیاح کی زبانی سندر پٹن کے راجہ رنگراپتی کی لڑکی چندر بدن کی تعریف سن کر عاشق ہوتا ہے اور گھر بار چھوڑ کر جس مندر کی سالانہ جاترا کو چندر بدن آیا کرتی تھی وہاں جا پڑتا ہے ۔ جب وہ راج کماری آتی ہے تو اس سے اپنا تعشق ظاہر کرتا ہے ۔ وہ کہتی ہے "مگر اے موئے تو دیوانہ ہوا" اور اس کے ساتھ ظاہری بے اعتنائی سے پیش آتی ہے ۔ یہ مست ہو کر وہاں سے بھاگ جاتا ہے اور جنگل جنگل پڑا پھرتا ہے۔ آخر ایک رئیس اس کو اپنے شہر میں لے جاتا ہے اور اپنی حرم کی تمام مستورات کو پیش کرتا ہے تاکہ اس کا دل بہلے لیکن یہ کسی طرف نگاہ نہیں کرتا ۔ غرض رئیس کے حکم سے وزیر اور امرا و رئیس سب اپنے گھروں پر اس کو لے جاتے ہیں تاکہ کوئی عورت اسے پسند آجائے اور اس کا دل بہلے لیکن وہ کسی کی طرف رخ بھی نہیں کرتا ۔ اتفاق سے ایک مسافر کی زبانی مہیار کا سب حال اس رئیس کو معلوم ہوتا ہے وہ اس پر اس قدر مہربان ہے اور اس کی حالت زار سے اس قدر متاثر کہ ہر طرح اس کی مدد کو تیار ہے ۔ اس کو لے کر سندر ٹپن جاتا ہے اور راجہ کو اس کا پیام دیتا ہے ۔ راجہ نامنظور کرتا ہے ۔ آخر مہیار مرجاتا ہے ۔ اس کو دفن کرنے لے جاتے ہیں تو جنازہ قبرستان کی طرف نہیں بڑھتا ۔ مجبور ہو کر راجہ کے محل کی طرف لے چلتے ہیں۔ جب چندر بدن کو اس کی خبر ہوتی ہے ۔ وہ مسلمان ہو جاتی ہے اور فوراً مرجاتی

ہے اور جنازہ وہاں سے تیزی کے ساتھ روانہ ہوتا ہے۔ راجہ جب چندر بدن کی تلاش کرتا ہے تو وہ نہیں ملتی۔ قبرستان آکر دیکھتا ہے تو دونوں ہم آغوش نظر آتے ہیں۔ سب کو حیرت ہوتی ہے۔ راجہ دونوں لاشوں کو جدا کرنا چاہتا ہے۔ لیکن وہ الگ نہیں ہوتے۔ آخر دونوں کو ایک ہی قبر میں دفن کیا جاتا ہے اور وہ رئیس روتا پیٹتا اپنے وطن کو واپس چلا جاتا ہے۔ مثنوی کا آغاز اس طرح ہوتا ہے:

جو عشاق کا ہے وقائع نگار رموز ان کے جس پر ہیں سب آشکار
کہا یہ بیاں جو ہے عبرت فزا بھری جس میں ندرت ہے سر تا بہ پا
کہ اطراف سندر میں تھا ایک گاؤں کہ شہروں میں مشہور تھا جس کا ناؤں
اگرچہ اسے گاؤں کا تھا لقب ولیکن تھا سب شہر کا اس میں ڈھب

چندر بدن اور مہ یار کے قصے اور شاعروں نے بھی منظوم کیے ہیں اور اکثر ان میں سے بہت قدیم ہیں۔ بعض بہت ہی مختصر ہیں۔ مثنوی کا خاتمہ اس طرح ہوتا ہے:

وہ میرِ صفا کیش و الفت شعار رہا تین دن تک وہاں بے قرار
زیارت کو ان کی تکلف سے کر فقیروں کو دے کر بہت جنس و زر
کئی شخص کے تئیں وہاں چھوڑ کر کر ان کے حوالے بہت سیم و زر
چلا ملک کو اپنے روتا ہوا سب آرام و راحت کو کھوتا ہوا
کرے اس پہ رحمت سدا ذوالجلال کہ تھا نیک نامی میں وہ بے مثال

(تمت تمام شد)

[جیسا کہ آغا حیدر حسن مرزا نے لکھا ہے چندر بدن و مہیار کے قصے کو کئی شاعروں نے نظم کیا ہے۔ یہ عہد ابراہیم شاہ ثانی کا مشہور قصہ ہے۔ غالباً سب سے پہلے مقیمی نے اس قصے کی بنیاد پر مثنوی لکھی۔ مقیمی کی مثنوی کا ترجمہ حکیم محمد امین آتشی نے فارسی میں کیا۔ بعد ازاں ایک شاعر بلبل نے آتشی کی فارسی مثنوی کا دکنی میں ترجمہ کیا۔ اس کے پیشِ نظر مقیمی کی مثنوی بھی تھی۔ اس قصے کو منظوم کرنے والے دیگر شعرا میں سیف اللہ، باقر آگاہ، بابا چندا حسینی، عبدالقادر شاکر کے نام ملتے ہیں۔ آغا حیدر حسن مرزا نے جس مثنوی کا تعارف کروایا ہے وہ غالباً

کسی اور شاعر کی معلوم ہوتی ہے جس کا نام معلوم نہیں ہوسکا۔

اکبر الدین صدیقی نے مقیمی کی مثنوی کو مرتب کر کے مجلس اشاعت دکنی مخطوطات سے شائع کروایا۔ انھوں نے اس مثنوی کے ۱۹ نسخوں کی نشان دہی کی ہے جو جامع مسجد بمبئی، سالار جنگ لائبریری، رضا لائبریری رام پور، کتب خانہ ادارہ ادبیات اردو، اورینٹل مینوسکرپٹ لائبریری حیدر آباد، کتب خانہ انجمن ترقی اردو (ہند)، انڈیا آفس لائبریری، ایڈنبرا یونیورسٹی لائبریری، کتب خانہ گارساں دتاسی، کتب خانہ مہاراجہ چندولال، کتب خانہ مولوی عبدالحق، کتب خانہ توپ خانہ لکھنو میں محفوظ ہیں۔ ڈاکٹر محمد علی اثر نے تذکرہ اردو مخطوطات جلد اول (ادارہ ادبیات اردو) میں مزید آٹھ نسخوں کی فہرست دی ہے جو ذخیرہ شیرانی اور کتب خانہ انجمن ترقی اردو (کراچی) کے مخزونہ ہیں۔]

(۱۱)

رضوان شاہ و روح افزا

یہ قصہ قدیم دکنی اردو میں منظوم ہے۔ مصنف کا نام و تخلص معلوم نہ ہوسکا۔ تقریباً دو ہزار ایک سو گیارہ اشعار ہیں۔ چین کا شہزادہ رضوان شاہ شکار کھیلنے جاتا ہے۔ ایک ہرن عجیب و غریب دیکھ اس کے پیچھے گھوڑا ڈالتا ہے۔ ہرن ایک حوض میں کود غوطہ مار غائب ہوجاتا ہے۔ شہزادہ اس پر عاشق ہو جاتا ہے۔ آخر بہ دقت تمام معلوم ہوتا ہے کہ وہ ملک ششش کی شاہ پری روح افزا ہے۔ غرض دونوں میں ملاقات ہوتی ہے۔ ایک ساحرہ ملک سلوقیہ کی بدرہ نامی، روح افزا کو گرفتار کر کے لے جاتی ہے۔ ایک یعقوب نامی کی مدد سے شہزادہ رضوان شاہ اسے چھڑا کر لاتا ہے۔ دونوں کی شادی ہو جاتی ہے۔ قصے میں میمونہ وزیر زادی اور منوچہر شاہ سیں خویش کی وجہ سے روح افزا پر یہ مصیبت پڑتی ہے کہ بدرہ نامی ساحرہ اسے گرفتار کر لے جاتی ہے۔ پری رخ شہزادیٔ ختا اور فرخ پری زاد رضوان شاہ اور روح افزا کے دوست شمار ہوتے ہیں۔ ان کی بھی

آپس میں شادی کرادی جاتی ہے۔ اس مثنوی کا سنہ تصنیف ایک ہزار چورانوے ہجری ہے۔ (۱۰۹۴ھ) ۔ میرا زیرِ مطالعہ نسخہ غرہ شہر ذیقعدہ ۱۲۴۰ھ کا لکھا ہوا ہے اس میں مثنوی کا آغاز بغیر حمد و نعت و منقبت کے ہوتا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اے سلطنت تاج داری اچھے		دنیا بیچ یک یادگاری اچھے
خدا پاس دن رات مانگے نسل		کرے خیر خیرات اس کے بدل
عبادت بی طاعت کرے بے قیاس		کہے یوں کہ یارب نکو کر نراس
عطا کر منجے نیک فرزند کوں		بخت وار قابل، خرد مند کوں
کہ منج نین کوں نور اچھے اس کوں دیک		بڈے اس سوں چوندھر مرا نام نیک
یہی آرزو دل میں دھرتا اچھے		خدا کن مناجات کرتا اچھے
کیا عاجزی جب او حد سوں زیاد		دیا حق نے لئی دن کوں اس کی مراد
ہوا بن میں امید کا پھول ایک		بخت دار فرزند مقبول نیک

قصے کا اختتام ان دعائیہ اشعار سے ہوتا ہے:

انو چوں کے پائے تھے اپنی مراد		ہوئے تھے انپڑا اپنے مطلب کوں شاد
یو قصہ سنن ہار بھی شاد اچھو		جنم سکھ سوں اچ غم تے آزاد اچھو
خدا پاس پائیں اپن مدعا		منجے بی کریں مغفرت کی دعا
الٰہی تو ساریاں کوں کر رستگار		دلا سب کوں جنت میں دارالقرار
تن اس کا بچھڑ جائے جب جان سوں		ملا روح کوں اپنے رضوان سوں
جداں لگ جہاں جگ کوں معمور اچھے		یو سخناں جہاں بیچ مشہور اچھے
کروں کیوں شکر اس کے انعام پر		ہزاراں شکر ہے یو اتمام پر
اتھا جس وقت سال ہجری ہزار		دس اوپر نود اوس کے اوپر چہار

کیا قصہ رضوان شہ کا تمام		نبی ہور ولی پر ہزاروں سلام

(تمام شد کتاب قصہ، رضوان شاہ)

[مصنف کا نام غالباً محمد زماں ہے اور تخلص فائز۔ مثنوی کے بعض نسخوں اور ایک مرثیے میں تخلص فائض آیا ہے۔ اس مثنوی کے نسخے ادارہ، ادبیات اردو، حیدر آباد۔ کتب خانہ سالار جنگ حیدر آباد۔ برٹش میوزیم، لندن اور کتب خانہ انجمن ترقی اردو کراچی۔ کتب خانہ شاہانِ اودھ اور اورینٹل مینوسکرپٹ لائبریری حیدر آباد میں محفوظ ہیں۔ مولوی سید محمد نے برٹش میوزیم، کتب خانہ سالار جنگ، کتب خانہ، آصفیہ (اورینٹل مینوسکرپٹ لائبریری) اور ادارہ، ادبیات اردو کے مخزونہ دو نسخوں کی مدد سے اس مثنوی کو مرتب کر کے ۱۹۵۶ء میں مجلسِ اشاعت دکنی مخطوطات حیدر آباد کی جانب سے شائع کیا۔

(بہ حوالہ تذکرہ، اردو مخطوطات جلد اول، مرمہ ایڈیشن)]

(۱۲)

شرح ادب المریدین

ایک کتاب کا نام ہے جو حضرت سید محمد حسینی گیسودراز بندہ نواز کی تصنیف ہے۔ اس میں عذابِ قبر کے متعلق لکھا ہے کہ اگر بندہ نیک ہے تو اس کے اعمال ایک حسین کی شکل میں ہو کر قبر میں اس کے رفیق ہوتے ہیں۔ اگر بد ہے تو اس کے اعمال بے حد بد صورت کریہہ المنظر بدبودار گندہ جسم کی صورت میں اس کے ہم نشین بنتے ہیں جس سے اس کو اذیت ہوتی ہے

[آداب المریدین شیخ ضیاء الدین ابوالجنیب عبد القادر سہروردی کی تصنیف عربی زبان میں ہے (۴۹۰۔ ۵۶۳ھ) حضرت خواجہ بندہ نواز نے اس کا ترجمہ فارسی میں کیا۔ محمد عبد الباسط نے اس کو اردو میں منتقل کیا۔ دکنی زبان کے بعض رسائل حضرت خواجہ بندہ نواز سے منسوب ہیں جو در حقیقت ان کی تصنیف نہیں ہیں۔ شرحِ ادب المریدین بھی ان کی تصنیف نہیں ہو سکتی۔]

(۱۴)

شمائل نامہ

یہ مختصر سی مثنوی دکنی زبان میں ہے عبدالمحمد ترین نے اخوند رویزانی کے پشتو شمائل نامے سے دکنی میں ترجمہ کیا۔ سنہ تصنیف نا معلوم ہے۔ آں حضرتؐ کا شمائلِ مبارک بیان کیا ہے۔ دیگر مصنفین کے شمائل نامے بھی ہیں جو دکنی زبان میں ہیں۔ شروع اس طرح ہوتا ہے:

الٰہی سچا توں ہے پروردگار　　دونو جگ میں قدرت تری آشکار
سچا توں ہے صانع، سچا توں رحیم　　سچا توں ہے قادر، سچا توں حکیم
سراؤں تجے میں سدا یاد کر　　نبی کے کلمہ سوں دل شاد کر
محمدؐ پو پیغمبری کر ختم　　کیا تس پو مہرِ نبوت کرم
بہ حقِ محمد دگر چار یار　　مناجات میری توں کر کام گار
شمائل نبی کا منگوں بولنے　　کریما کرم کر زباں کھولنے
کیا قصہ عبدالمحمد ترین　　شمائل نبی کا کہوں بہترین
اخوند رو یزانی نے پشتو منے　　کیا ہوں سو منگتا ہوں میں بولنے
قریب الفہم نظم دکنی اچھے　　ہر یک کس کا دل اس کوں سکنے اچھے

ختم اس طریقے پر ہوتی ہے:

صفاتاں نبی کی سچ بہترین　　کیا نظم دکنی میں عبد و ترین
اگر کوئی پڑے یا دگر کوئی سنے　　دعا نیک سوں یاد کرنا انے
بہ حقِ محمد دگر چار یار　　مناجات میرا تو کر کامگار
ہزاراں درود و ہزاراں سلام　　زبا بر محمد علیہ السلام

الہیٰ بیا مرز ایں بر سہ را		مصنف وقاری نویسندہ را

(تمت تمام شد)

[اس مثنوی میں ستر ابیات ہیں۔ ادارہ ادبیاتِ اردو میں اس مثنوی کے دو نسخے شمائل النبی کے نام سے موجود ہیں۔ (مخطوطہ نمبر ۱۰۹۔ ۸۴۱) شمائل النبی کے مزید چودہ نسخوں کا علم ہوا جس کی تفصیل یہ ہے:

کتب خانہ انجمن ترقی اردو، کراچی (مخطوطہ نمبر ۲۲۳۔ ۲۴۷۔ ۲۵۳۔ ۲۵۵۔ ۲۵۹۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴) کتب خانہ، سالار جنگ حیدر آباد ۴ نسخے (مخطوطہ نمبر ۶۷ / ۹۴۲۔ ۱۶۵ / ۹۴۳۔ ۹۴۳۔ ۳۴۶ / ۹۴۴۔ ۵۰۹۔ ۹۴۵ / ۹۴۵) قومی عجائب گھر۔ کراچی ایک نسخہ (مخطوطہ نمبر ۳۱ / ۲۴۵) اورینٹل مینوسکرپٹ لائبریری حیدر آباد (کتب خانہ آصفیہ) دو نسخے (مخطوطہ نمبر: ۲۱۶۔ ۱۵۴۵) (تذکرہ، اردو مخطوطات مرمہ جلد اول)]

(۱۴)

شمائل نامہ

یہ مختصر سی مثنوی خاتمے کے شعر سمیت ایک سو اکتالیس اشعار پر مشتمل ہے۔ زبان صاف اور قدیم معلوم ہوتی ہے سنِ تصنیف معلوم نہ ہو سکا۔ شمائل نامے اور لوگوں نے بھی لکھے ہیں مصنف کا تخلص عثمان ہے۔ اس مثنوی میں رسولِ کریمؐ کی صورت مبارک کا مذکور ہے اور اس کے اسناد کا بیان ہے۔ آنحضرت کے ننانوے نام بھی منظوم کیے ہیں۔ مثنوی کا آغاز اس طرح ہے:

الہیٰ گلشنِ دیدار میں توں		نبی کے نور سوں کر دو جہاں کوں
محمدؐ کے شمائل کوں سراپا		کیا توں گلشنِ اسرار زیبا
مدرسہ دید بانی کا نظر میں		کیا توں جلوہ گر دل کے بحر میں

درس کے طالب العلم ہے دو عالم		مدرس ذات واحد، روحِ اعظم
الٰہی مجھ کوں دے توفیق ایسی		جہاں میں یادگاری کچھ رہے سی

مثنوی کا خاتمہ برین نمط ہے:

یو بیتاں سو پہ ہیں چالیس سارے		دیو صلی رسول اللہ کے پیارے
لکھیا عثمان عاشق ہو شمایل		ہمیشہ کر رکھوں گل میں حمایل
محبت ہے رسول اللہ سوں مج کوں		ہور ان کے آلِ پاک باصفا سوں
ہزاراں سوں درو داں ہور سلاماں		ہے نت آل و اصحاب و اماماں

(تمت تمام شد)

[عثمان کی اسی مثنوی کا ایک مخطوطہ جامعہ، عثمانیہ کے کتب خانے میں محفوظ ہے۔ (مخطوطہ نمبر ۱۰۸) ایک نسخہ ادارہ، ادبیاتِ اردو میں (مخطوطہ نمبر ۱۳۸۰) ایک نسخہ کتب خانہ، انجمن ترقی اردو کراچی میں محفوظ ہے (مخطوطہ نمبر (۳) ۵،۹)۔ (بہ حوالہ تذکرہ، اردو مخطوطات ادارہ، ادبیاتِ اردو حیدر آباد جلد اول مرمہ ایڈیشن۔ ص: ۵۴)]

(۱۵)

عشق نامہ

مصنف کا نام عبدالمومن ہے۔ یہ مہدوی عقائد کا تھا اور ۱۰۵۰ھ میں پیدا ہوا۔ "الٰہی ایمان بخش" سے تاریخِ ولادت نکلتی ہے۔ اس کی بیوی کا نام بی فاطمہ تھا۔ عبدالمومن، ابراہیم شاہ کا مرید تھا۔ عبدالمومن کا عرس دہم جمادی الثانی کو ہوتا تھا اور اس کی بیوی بی فاطمہ کا ہشتم جمادی الثانی کو۔ مثنوی عشق نامہ ۱۰۹۳ھ میں لکھی ہے۔ اس میں اول حمد ہے۔ بعد ازاں نعت پھر چہار صحابہ کی منقبت بعد ازاں سید محمد خدا بخش جونپوری جن کو یہ مہدی موعود اور پیغمبرِ آخر الزماں مانتا ہے اور ان کے نام کے ساتھ درود تحریر کرتا ہے، تعریف ہے۔ بعد ازاں (ان) کے

صحابہ اور پھر براہیم شاہ کی۔ پھر سببِ تالیف۔ اس مثنوی میں سید محمد جونپوری کے پیدائش سے لے کر مرگ تک کے حالات ہیں۔ یہ مثنوی دکنی زبان میں ہے۔ زبان بیجاپوری معلوم ہوتی ہے۔ مثنوی میں سید محمد خدا بخش جونپوری کی سلطان حسین شرقی سے ملاقات اور دلپت رائے راجہ گونڈ سے جنگ، قندہار کا سفر، علماءِ خراسان سے مباحثہ اور گجرات کا قیام، علاء الملک گجراتی سے تنازعہ وغیرہ خوب تفصیل سے تحریر ہیں۔ تیئیس فارسی نثر کی سرخیاں ہیں۔ تقریباً چار سو اٹھتر صفحے ہیں ہر صفحے پر گیارہ شعر ہیں۔ اشعار کی مجموعی تعداد پانچ ہزار دو سو پندرہ ہے۔ مثنوی کا آغاز اس طرح سے ہوتا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقالہء اول در توحیدِ ایزو متعال قادرِ لایزال حضرت ذوالجلال جلِ شانہ وعز سلطانہ کہ معشوقِ ازل و محبوب ابداست۔

بکھانو حمد اس معشوق کا آج　　　کیا جے عاشقاں کیرا نول کاج
سنو ہر روز چھب یک تازہ ترشان　　　نظر بازاں کے لبدایا نظر آن
انا المحبوب کا کر جشن عام ان　　　پٹھایا (پڑھایا) عشق کا نازک پیام ان

کل تراسی اشعار حمد میں ہیں جن میں سے تین نقل ہوئے۔

مقالہ دوم در ثبوت بااصطفا و ولایتِ مجتبیٰ کہ ہر دو صفت ذاتِ سید الانبیا محمد مصطفیٰ است صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہِ الحبا و اصحابہ الشرفاء۔

ادر دھر عشق آپ آپس جو دیٹھا　　　لگیا یہہ آپنا آپس کوں میٹھا
منگیا کرنے کوں ظاہر عشق بازی　　　بچاریا سو بری یک کار سازی
کہ آ کثرت میں وحدت تھے نکل بھار　　　زمیں ہور آسماں میں ہوئے اظہار

اس کے ایک سو انچاس اشعار ہیں۔ نعت اس طرح شروع ہوتی ہے:

مقالہ سوم در نعت سید النبیئن مختار المرسلین حبیبِ ذات و قدوہ صفات محمدن المصطفیٰ صلی اللہ علیہ و علی آلہِ الطیبین و اصحابہ الطاہرین۔

ایا محبوب وقتِ عشق بازاں		حبیبِ روح بخشِ جاں گدازاں
سبب تیرا ہے یو سب عشق بازی		سراسر کیا حقیقی کیا مجازی
حجابت کی پٹ توں خوش لکھیا تھا		سکندر نے مگر تج گن سکیا تھا
جسے تیری حقیقت پر نظر ہے		اچھے توں کون سوتس تجھ خبر ہے
احد توں گرچہ احمد ہو نہ آتا		تو کیوں تجھ دیکھنے دیدا ٹھراتا
یو ابراہیم تجھ خورشید اگل		نہ ہوتا تو گیا تھا جگ سگل جل

کل ترسٹھ اشعار نعت میں ہیں۔

مقالہ ہشتم در مدحِ فیض بخش مرشدِ دوراں، مطلوب ہزاراں، ناصرِ شریعت۔ مبین، حافظِ حقیقتِ دین، واقفِ اسرارِ الٰہی ماہرِ روز نامتناہی کہ اشارہ الفقر فخری خلاصہ، اوست، دایمائے مارایت شئیاً اگرلا دورایت اللہ خاصہ، اوست بدر، آسمانِ توکل و تسلیم سید ابراہیم ابن سید زین العابدین ابن سید حسین ابن سید عبدالحی روشن منور ابن صدیقِ ولایت یعنی میراں سید محمود ابنِ خاتمِ ولایت محمدی سید محمد خدا بخش سلمہ اللہ و حفظ اللہ و امامہ، اللہ الیٰ یوم الدین۔

کروں اب مدح میں بچہ پیر کیرا		ابراہیم شاہ عالم گیر کیرا
زہے عاشق نول مہدی کا پوتا		جہاں بے عشق تھا جے وے نہ ہوتا
اوتم دو نیک ہے نزل سجاتی		شرافت آشرف جس پاس پاتی
سپوتا شاہ زین العابدیں کا		مقرب خاص رب العالمیں کا

غرض اسی طرح کے تیئیس مقالے ہیں اور ان ہی سرخیوں کے تحت نفسِ مضمون منظوم ہے۔

مثنوی کا خاتمہ ان اشعار پر ہوتا ہے:

مبدّل کر تری رحمت سوں مجھ بیم		بہ حق و حرمتِ سید براہیم
کہ جس کے فیض کالے پاک خامہ		لکھیا میں ختم کر یو عشق نامہ
ہوا جب یو مبارک ختم مجھ قال		ہزار ایک ہور نودِ پر تین تھے سال
کہاں ساقی براہم شاہ کا جام		کہ جس سوں ختم ہوئے ہر شوق کا کام
مجھے دے جو خواتم کاچ اوصاف		بہ ہر دم تازہ بولوں شوق سوں صاف

یہی مطلب برانے طبع میرا — توجہ سوں دھریا دامن ہے تیرا
ارے مومن ازل سوں شاہ کا جام — کیا تیری طلب کا خوش سر انجام
اتا کر رقص اکت تازہ بنانا — تنن ناتن تنا ۔ ناتن تنانا

میاں عبدالمومن فارسی میں بھی کہتے تھے ان کے فارسی قصیدے کے یہ اشعار ہیں۔

اے جذبِ جمال تو بود دیدہ ، مارا — بنواز بہ عشقِ تو کہ بینیم لقارا
ہر دیدہ قالب بہ چرا زلف نہ پیچید — چوں والہ گی چہرہ بود چشم مشارا

اس قصیدے کے کل بیانوے اشعار ہیں۔ یہ خاتمے کے اشعار ہیں:

در تار سرائے دلِ مومن زجمالت — باشد کہ فروز ند سراجاً منیرا
یاشاہ براہیم بہ مہدی و محمد — یک مرتبہ بینیم زد و چشمِ تو خدارا

(۱۶)

غزل تراب

[یہ غزل غالباً شاہ تراب کی ہے جو پیر بادشاہ حسینی (نبیرہ، حضرت امین الدین اعلیٰ) کے مرید تھے۔ شاہ تراب گیان سروپ (طویل نظم) اور من سمجھاون (طویل نظم) کے مصنف ہیں۔ ان کی غزلیں مختلف بیاضوں میں ملتی ہیں۔ (م۔ت)]

مجھے حسنِ ستم گر کی قسم ہے — مجھے اس زلفِ دلبر کی قسم ہے
چرن پر اس کے جاں قرباں کروں گا — سو اس قدِ صنوبر کی قسم ہے
کروں گر عاشقی میں کچھ تفاوت — تو اس گلہارِ بے سر کی قسم ہے
دیوں گا جان اس پا پوش اوپر — اسی پا پوش کے زر کی قسم ہے
لگن کا نہ فلک تک غل کروں گا — مجھے اس چرخِ چنبر کی قسم ہے
کروں گا پر توِ خورشید تاریک — سراپا ماہ انور کی قسم ہے
تراب یک رنگ غلامِ حیدری ہے — مجھے نعلینِ حیدر کی قسم ہے

(۱۷)

غزلیاتِ سلطان

سلطان تخلص ہے۔ کوئی صوفی مشرب شاعر ہیں۔ نام و زمانہ نامعلوم ان کی تین غزلیں میرے زیرِ مطالعہ ہیں۔ دو پانچ پانچ شعر کی ہیں اور ایک سترہ شعر کی۔

اس پاک عشق باز کوں جب نہ اثر ہوا
تب نورِ ذات جوش ہواز گنج بر ہوا
تس نور ذات نام رکھیا احمد و صفات
اس وصف کے زباں ستی کُن کا اچھر ہوا
تب احمد صفات سوں مشغول ہو رہیا
اس مشغولی سبب منے آدم پسر ہوا
اس خاک کے پنجر کوں چڑا اس بدل شرف
اس شاہ کی گمت کوں جدھاں تن پو گھر ہوا
سلطان تر جگت کا ہوا ہے نزول یو
اد کچھ ہنر کیا سو ہنر میں ہنر ہوا

مقطعے

سلطان تن کی خصلت نئیں جاتا ہے کیسی
ہے فعل ہور فاعل سب خاصیاتِ روح
سلطان روح ہو کر لے نفسِ دل کی شاہی
لیتا ہے ذوق اپنا شہ ہور شہر ہے روح

[سلطان، میراں شاہ معروف کے خلیفہ تھے۔ ادارہ، ادبیات اردو کے کتب خانے میں سلطان کی نو غزلوں پر مشتمل ایک بیاض ہے (مخطوطہ نمبر ۲۰۶) اس کے علاوہ اس کا کلیات بھی

محفوظ ہے (مخطوطہ نمبر ۲۰۵) جس میں ۲۸۰۰ سے زیادہ اشعار ہیں ۔ اس کے علاوہ سلطان نے تصوف میں ایک نثری رسالہ دررالاسرا کے نام سے تصنیف کیا تھا (بہ حوالہ تذکرہ ء اردو مخطوطات جلد اول مرمہ ایڈیشن) ۔]

(۱۸)

فقہ ء محفوظ خانی

یہ مثنوی دکنی زبان میں ہے ۔ چار ہزار سے زاید اشعار ہیں ۔ اکثر جگہ احادیث اور آیاتِ قرآنی کا عنوان قائم کر کے ان کے مطالب و معانی کو دکنی میں منظوم کیا ہے اور بعض جگہ بعض مسائل کو جہاں نظم نہ چل سکی نثر ہی میں لکھ دیا ہے ۔ زبان صاف اور سیدھی ہے ۔ میرے زیرِ مطالعہ نسخے میں حمد اور نعت کا کچھ حصہ غائب ہے اور خاتمے میں دعا کے بھی چند اشعار غائب ہیں ۔ سترہ سطری دو سو چھیاسٹھ صفحے ہیں ۔ تمام ضروری مذہبی مسائل لکھ دیے ہیں ۔ مصنف کا نام قدرِ عالم ہے ۔ کتاب کو محفوظ خاں ابن کریم خاں قوم افغان کے نام سے منسوب کیا ہے ۔ یہ مثنوی ۱۰/ جمادی الثانی ۱۱۹۹ ھ میں تصنیف ہوئی ہے ۔ چناں چہ خود لکھتے ہیں ۔

الٰہی قدرِ عالم کی دعا کو
تو کر مقبول دل کے مدعا کو
ہوا آغاز نامہ مجبر احمد
جو نو اوپر نود گیارا اتھے صد
اچھے دسویں جمادی الثانی آغاز
ادپند راباب ایک سو دو فصل ساز

مصنف کے والد اور پیر کا نام بدر عالم ہے اور دادا کا نام سید محمد قادری ہے ۔ بدر عالم کے پیر شاہ رحمت اللہ ہیں ۔ نعت میں سے کچھ اشعار جو میرے نسخے میں باقی ہیں وہی گویا میرے نسخے کا آغاز ہے ۔ نقل کیے جاتے ہیں :

کہ جس پر حق کیا ختمِ نبوت
وحی کر سب دیا قرآں کی آیت
ہوا قرآں صفت میں جن کی نازل
محمد سب نبیاں میں حق کے فاضل
اگرچہ صورتِ انسان اتھے او
سراسر معنیِ سبحان اتھے او

مثنوی کا خاتمہ ان اشعارِ دعائیہ پر ہوتا ہے۔ خاتمے کے کچھ اشعار کم ہیں۔

الا اے قدرِ عالم عذر خواہی
دعا کن بہ درگاہِ الٰہی
بہ حقِ حضرت شیخ المشائخ
الٰہی کر دعا کو میرے راسخ
پچھانت دے ترے کلمے کی یا رب
نہ رکھ ای تو اس معنے میں سوں یا رب
زباں کو ذکر اس کلمے کا دے توں
نظر کوں رکھ توں روشن نور اس سوں
صلواتِ خمس میں رکھ تن کوں معمور
صلواتِ دائموں رکھ روز مسرور
یو روزہ ظاہری دے نفسِ قوت
لقائے باطنی دے تو ۔ ۔ ۔
زکوات ۔ ۔ ۔

اس میں مشرکانہ رسم و رواج کے چھوڑنے پر بہت زور دیا ہے۔ جس سے اس زمانے کی رسوم پر روشنی پڑتی ہے۔

(۱۹)

فقہ ہندی

یہ مختصر سی مثنوی دکنی زبان میں ہے۔ ایک سو چوراسی اشعار ہیں۔ زبان بہت صاف ہے۔ مذہبی مسائل کو سمجھایا ہے۔ مصنف کا تخلص فاضل ہے۔ تیرھویں ہجری کے نصف اولین حصے میں لکھی گئی ہے۔ آغازِ مثنوی ملاحظہ ہو:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نام حق کا زباں پہ جاری کر جان اور دل سے اس سے یاری کر
بادشاہ کاری گر ہے دانا قدیم وہ تو ہے پیدا کرنے والا رحیم

خاتمہ ملاحظہ ہو:

اور تاریخ بھی لکھی میں نے سعد و احسن سمجھ کے کچھ ایام
کہا ہاتف نے خوب ہے فاضل فقہ ہندی جو تو نے کی اتمام

اس نام کی کتابیں اوروں نے بھی لکھی ہیں۔ ۱۰۷۴ھ میں عبد نے چوپائی کے وزن میں کہی ہے۔

(۲۰)

فقہ ہندی (عبدوامین)

جنوبی ہند کی قدیم اردو میں فرق معلوم ہوتا ہے جنوبی ہند کی قدیم اردو میں ہندی الفاظ بہ کثرت ہیں۔ یعنی پینسٹھ یا ستر فی صدی ہوں گے۔ لیکن بحریں تمام فارسی کی ہیں۔ برخلاف

فقہ، ہندی کے کہ اس میں عربی فارسی الفاظ ساٹھ ستر فی صد ہوں گے لیکن بحر ہندی کی ہے اور اکثر جگہ بحر و وزن قائم رکھنے کو لفظ "آن" زیادہ کیا گیا ہے اور کہیں کہیں لفظ "مول" جیسے اکثر سانگیت، خیال، چوپائی اور گیتوں میں اس قسم کے بے معنی الفاظ وزن اور بحر قائم رکھنے کے لیے رکھ دیے جاتے ہیں۔ فقہ، ہندی میں جو مذکورہ بالا الفاظ استعمال ہوئے ہیں وہ ملاحظہ ہوں۔ اس میں چند جگہ کے مستعملہ "آن" پیش کیے جاتے ہیں:

فرض حج کے حاجیان تین صنوف
طواف، زیارت احرام بھی عرفہ آن وقوف
واجبات چھے حج میں ہر یک لے پہچان
احرام آن میقات سو یہ مسلہ کر کان

(ص: ۳۲)

جو غالب عروض ہوتس کی قیمت آن
جو پہنچے نصاب کو زکات واجب جان

(ص: ۳۰)

قولِ نعمان یک روز کمتر درنگ نہ آن
قولِ محمد دوپہر مسجد میں گذران

(ص: ۲۹)

پیچ زکات دو فرض ہیں ہر یک کے پہچان
قدر واجب جدا کرے نیت دل میں آن

(ص: ۲۹)

پیچ قبر کے بند کھول قبلہ کو منہ آن
پیچھو ڈالو خاک کو گچ کی قبر نہ مان

(ص: ۲۶)

حکم ضحیٰ کا فطر کا سبھی شرط میں آن
کھانا پینا شرط نہ امساک مستحب جان

(ص:۲۵)

وغیرہ وغیرہ۔ بہت سی جگہ تو اس کے کھینچ تان کر معنے "آنا" کے حاصلِ مصدر کے لگا سکتے ہیں لیکن عام طور پر تو بالکل بے معنی ہے۔ہاں مصرع وزن سے گر جائے گا۔ مول بہ معنی "جان" اور "سمجھ" جاننا اور سمجھنا کے فعلِ امر صیغہ واحد حاضر کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے اور بہت سی جگہ صرف وزن قائم رکھنے کے لیے برتا گیا ہے:

امامت صاحبِ عذر کی جائز ناہیں مول
یہ مسئلہ پہچان لے لازم کیا رسول

(ص:۱۳)

موزہ پھاٹا بہت کے مسح نہ جائز مول
مقدار تین انگلی پاؤں کی منع کیا رسول

(ص:۱۴)

نمازِ جنازہ سوار ہو جائز ناہیں مول
مسجد بیچ مکر وہ ہے کبھی نہ آوے بھول

(ص:۲۶)

فقہ ہندی کو موماناں انو زباں پر یاد
مسلہ آوے دین کا مول نہ ہو فساد

(ص:۳۳)

پنجابی کا "نال" بہ معنی ساتھ اکثر جگہ استعمال ہوا ہے اور پنجابی "چنگا" بہ معنی تندرست خلاف محاورہ، اردو بغیر بھلے کے تابعِ مہمل کے استعمال ہوا ہے۔ "دیسنا" بہ معنی "دیکھنا" اور "بیٹھنا" بہ معنی لنڈھانا۔بہانا۔ ڈالنا پانی کے ساتھ استعمال ہوئے ہیں۔اس نظم کا اس زمانے کی دکنی نظموں سے مقابلہ کیا جائے تو بڑا لطف آتا ہے۔ سلطان عبداللہ قلی قطب شاہ

اور علی عادل شاہ کے زمانے کا کلام جو میرے پیشِ نظر ہے۔ اس میں بالکل اسی مناسبت سے ہندی الفاظ کی بہتات ہے۔ ہاں بحریں فارسی کی ہیں۔ بلکہ محمد قلی قطب شاہ کا دیوان تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ حافظ اور جامی کو پیشِ نظر رکھ کر مدون ہوا۔ البتہ تمام تلمیحات، استعارات، تشبیہات اور الفاظ ہندی ہیں۔ عجیب بات ہے کہ اکثر اہلِ دکن نے اپنی تصنیفات کی زبان کو ہندی سے موسوم کیا ہے اور بہت سوں نے تو اسے دکنی ہی کہا ہے۔ اسی طرح شمالی ہند کے ملکی زبان میں تصنیف کرنے والوں نے کہیں اپنی زبان کو دکنی سے منسوب کیا اور کہیں ہندی سے۔ اس میں ایک آدھ جگہ کتابوں کا حوالہ بھی دیا ہے۔ میں نے اس کے الفاظ کو حالاں کہ وہ دکنی نہیں ہیں دکنی لغت میں اس لیے جگہ دے دی ہے کہ شمالی ہند کی قدیم اردو کی تصانیف بہت کم ہیں۔ کمال محمد قاضی کا صدسی مسئلہ بھی قدیم معلوم ہوتا ہے۔ جس کا نسخہ میرے پاس ہے۔ لیکن اس کا سنہِ تصنیف نہ معلوم ہوسکا۔ اس لیے ان کتابوں کے الفاظ کو بھی مجبوراً دکنی لغت میں جگہ دے دی اور حضرت شاہ سید علی رفاعی جیو گام دھنی احمد آبادی گجراتی جن کا دیوان سب سے قدیم ہے اور ردیف وار ترتیب دیا گیا ہے، پرانی وسطی ہند کی اردو کا بہترین نمونہ ہے۔ اس کی بحر بھی دوہوں اور چوپائیوں کی ہے۔ افسوس ہے کہ دلی پیاری کی تباہی سے سینکڑوں اردو کی کتابیں تباہ و برباد ہوگئیں اور بدیشی فاتح قوم نے بے دردی سے ان کو جلا کر خاکِ سیاہ کردیا۔

فقہ، ہندی کا آغاز اس طرح ہوتا ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد و ثنا سب رب کوں خالق کل جہاں　　　لائق حمد و ثنائی کے اور نکوئی جان
علمِ شریعت کاڑنے بھیجا پاک رسولؐ　　　جو کچھ بھیجا رب نے سب ہم کیا قبول
یا رب اپنے کرم سے بے حد بھیج درود　　　نبی محمدؐ مصطفےٰؐ تس تے ہو خوشنود

حنفی مسائل ہیں۔ خاتمہ ان اشعار پر ہوتا ہے۔

لبیک لبیک راہ میں اکھے بہت درود　　　منزلیں بیچ اور راہ میں ٹھاڈا بیچ قعود

کعبہ آدے نظر میں پڑھے درود دعا　　　اور تہلیل تکبیر کہ جو ہے امر خدا
فقہ ہندی کو موناں انو زباں پر یاد　　　مسلہ آدے دین کا مول نہ ہو فساد
سن ہزار چوہتر بیچ ماہِ رمضان تمام　　　اورنگ زیب کے دور میں نسخہ ہوا نظام

تمت تمام شد

[ڈاکٹر زور کے بیان کے مطابق فقہ ہندی کے مصنف کا نام عبدالامین ہے۔ اس کا تخلص عبدی تھا۔ حافظ محمود شیرانی نے لکھا ہے کہ اس کتاب کے مصنف کا نام شیخ عبداللہ انصاری ہے (مقالاتِ شیرانی) ۔ اس مثنوی میں مختلف عنوانوں : فرضِ ایماں، فرائضِ وضو، سنت ہائے غسل، صلوات، ترادیح، زکواۃ، حج وغیرہ کے تحت شرعی مسائل بیان کیے گئے ہیں۔ اس کتاب کے متعدد نسخے مختلف کتب خانوں میں محفوظ ہیں جن کی تفصیل یہ ہے :

(۱)　کتب خانہ ادارہ ادبیاتِ اردو، حیدرآباد۔ مخطوطہ نمبر ۹۔

(۲)　اورینٹل مینوسکرپٹ لائبریری حیدرآباد۔ مخطوطات نمبر ۸۹، / ۹۰ ۔ ۱۰۴۴ / ۹۱ ۔ ۳۴۴ / ۹۲ ۔

(۳)　قومی عجائب گھر، کراچی۔ مخطوطہ نمبر ۲۰ / ۲۴۵ ۔ ۱۹۵۸ ۔ N. M.

(۴)　ذخیرہ شیرانی ۔ مخطوطات نمبر ۳۸ ۔ ۳۵۳۴ / ۵۱۰ ، ۴۷ ۔ ۳۵۸۷ / ۵۶۴ ، ۱۵۱ / ۴۳۹۹ / ۱۳۴۸ ۔

(۵)　کتب خانہ انجمن ترقی اردو (ہند) دلی۔ مخطوطات نمبر ۲۰۷ / ۴۲ ، ۲۰۸ / ۴۳ ، ۳۶۶ / ۱۴۲ ۔

(۶)　کتب خانہ پیرس۔ مخطوطہ نمبر ۸۱۷ ۔

(۷)　مولانا آزاد لائبریری، علی گڑھ۔ مخطوطات نمبر ۴۲۹ / ۲۵۰ U ۴۳۰ / ۸ / ۹۶ S ، ۴۳۱ / ۵ / ۱۱ S ۔ (بہ حوالہ تذکرہ اردو مخطوطات جلد اول مرمہ ایڈیشن ۔)]

○

(۲۱)

قصّہ ٔ ابو شحمہ

یہ مثنوی قدیم دکنی زبان میں ہے۔ مصنف عادل ہے۔ جس کا پتہ اس شعر سے چلتا ہے۔

کرامت بے نہایت جان کر سب
لیا عادل زباں گردان کر تب

ان کا حال کسی تذکرے میں میری نظر سے نہیں گزرا حتیٰ کہ گارساں دی تاسی بھی خاموش ہے۔ چوں کہ اس میں حضرت عمرؓ کو بہت سراہا گیا ہے۔ مثنوی کے ڈھنگ سے اور قصّے کے بعض واقعات کے پیرائے سے حضرت علیؑ پر حضرت عمرؓ کی فضیلت ظاہر کی ہے۔ اس سے گمان ہوتا ہے کہ فاروقیوں کے عہدِ حکومت میں لکھی گئی ہے۔ زبان بھی دسویں صدی ہجری اور اوائل گیارہویں صدی ہجری کی معلوم ہوتی ہے۔ اس میں حضرت عمر کی کرامتیں بھی بیان کی ہیں۔ مثلاً حضرت عمرؓ کے بیٹے حضرت محمد مدینہ و مکہ کا انتظام کرکے جہاد پر تشریف لے جاتے ہیں۔ حاکمِ کفار اپنے وکلا حضرت عمرؓ کی خدمت میں بھیجتا ہے تاکہ ابو جہل و ابولہب کی وساطت سے ان کو توڑ لیا جائے۔ حضرت عمر مکان کی دیوار اٹھا رہے ہیں اور گارے کا لگدا ہاتھ میں ہے۔ جب سفرا سے ان کی منشا کا اظہار ہوتا ہے تو آپ جذبے میں آکر ان کی طرف دیکھتے ہیں۔ جس سے ان کے جسم میں رعشہ پیدا ہوتا ہے اور خود فرماتے ہیں کہ لو میں نے تمھارے بادشاہ کا سر قلم کر دیا۔ یہ کہہ کر گارے کا لگدا توڑ دیتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ بادشاہ میدانِ جنگ میں قتل ہو جاتا ہے۔ دوسری کرامت ابو شحمہ کو دوبارہ زندہ کرنے کی ہے اور عدل وغیرہ کے متعلق تو یہ سارا قصہ ہی ہے۔ ابو شحمہ حضرت عمرؓ کے بہت ہی چہیتے اور لاڈلے بیٹے ہیں اور روضہ ٔ رسولؐ پر قرآن خواں ہیں۔ ان کی قرات کے تمام صحابیؓ حتیٰ کہ حضرت علیؑ تک شیفتہ ہیں۔ یہ حسنِ صورت میں بھی لاثانی ہیں۔ بیمار ہوتے ہیں۔ صحابیِ رسولؐ چوں کہ مدت سے ان کی قرات سے محروم رہے ہیں اس لیے حاضر ہوتے

ہیں اور ان کو روضہ ، رسولؐ پر لے جاکر قرآن سنتے ہیں ۔ بہ وقت ختم یہ سب سے علاحدہ ہوکر روانہ ہوتے ہیں ۔ راستے میں شیطان ملتا ہے اور ایک دوست کی صورت میں نمایاں ہوکر انھیں پھسلاکر شراب پلادیتا ہے ۔ یہ شراب کے نشے میں ایک باغ میں جانکلتے ہیں ۔ وہاں ایک اکیلی لڑکی مل جاتی ہے ۔ اس سے ملتے ہیں ۔ آخر میں منفعل ہوکر آتے ہیں اور خوفِ الٰہی سے لرزاں و ترساں رہتے ہیں ۔ نو مہینے بعد اس لڑکی کے ہاں بچہ پیدا ہوتا ہے ۔ وہ ان کی شکایت حضرت عمرؓ سے آکر کرتی ہے ۔ حضرت عمرؓ اس کی دل جوئی و تشفی کرتے ہیں اور حضرت عثمانؓ ، حضرت علیؓ و دیگر صحابہ کرام کو بلاکر مشورہ کرتے ہیں ۔ تمام صحابی ابوشحمہ کی معافی کی درخواست کرتے ہیں ۔ لیکن حضرت عمرؓ ان پر مطابق حکمِ شرع حد جاری کرتے ہیں ۔ افلاح جو ابوشحمہ کا رضاعی بھائی ہے، درے لگانے پر مقرر ہوتا ہے ۔ ابوشحمہ کی حالت بہت سقیم ہوجاتی ہے ۔ حضرت علیؓ بہت سفارش کرتے ہیں لیکن حضرت عمرؓ نہیں سنتے ۔ ابوشحمہ کی والدہ کو خبر ہوتی ہے ۔ وہ آتی ہیں اور حضرت عثمانؓ و حضرت علیؓ سے سفارش چاہتی ہیں ۔ ان کی حالت کا اظہار مرثیے کے رنگ میں ڈوبا ہوا ہے اور جو حالت کربلا میں حضرت شہربانو بالخصوص حضرت فاطمہؓ کی ہوتی ہے، اسی قسم کی بے قراری کا سماں باندھا ہے ۔ حضرت عثمانؓ ، حضرت علیؓ بہت حضرت عمرؓ سے سفارش کرتے ہیں لیکن وہ امورِ شرع کی تکمیل میں کسی کا کہا نہیں مانتے اور جھڑک دیتے ہیں ۔ نوے دروں میں ابوشحمہ کا انتقال ہوجاتا ہے ۔ اور ان کے صدمے سے افلاح بھی مرجاتا ہے ۔ باقی کے دس درے افلاح کا بھائی میّت پر پورے کرتا ہے ۔ تجہیز و تکفین حضرت علیؓ کے سپرد ہوتی ہے ۔ نمازِ جنازہ حضرت عمرؓ پڑھاتے ہیں اور مغفرت کی دعا فرماتے ہیں ۔ پھر ابوشحمہ کو دوبارہ زندہ کرتے ہیں اور ان سے بعد از موت جو ان کا اور خدا کا معاملہ ہوا ہے، وہ دریافت فرماتے ہیں ۔ ابوشحمہ کے حضرت محمدؐ سے ملنے اور جامِ کوثر سے سیراب ہونے اور حضرت محمدؐ کا حضرت عمرؓ کی مدح فرمانا اور یہ ظاہر فرمانا کہ خداوندِ عالم حضرت عمرؓ سے بہت خوش نود ہے اور ان کو بلانے والا ہے ___ میرا نسخہ ناقص الآخر ہے اور دوسرا نسخہ کسی کتب خانے میں میری نظر سے نہیں گزرا ۔ میرے نسخے میں بارہ سطری پینتالیس صفحے ہیں باقی ماندہ اشعار کی مجموعی تعداد پانسو گیارہ ہے ۔ واللہ اعلم آخر کے کتنے اشعار غائب ہیں ۔

مثنوی میں حمد ہے ، نعت ہے ، الگ الگ ہر چہار صحابہ ، حضرت فاطمہؓ اور حسنینؓ کی منقبت ہے ۔ حضرت عمرؓ کی منقبت بہت طویل ہے ۔ حضرت ابو بکرؓ ، حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کے ہاں اختصار سے کام لیا ہے ۔ تاریخی واقعات کو مذہبی عقائد کا رنگ دے کر بیان کیا ہے ۔ زبان صاف اور قریب الفہم ہے ۔ مثنوی کا آغاز اس طرح ہوتا ہے :

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خدا وندا تہیں حق عالم الغیب
ہے دانا ہور بینا سا تر العیب
خدا وندا تہیں ہے پاک بے عیب
سنواریا کُن سوں کل منڈان پر غیب
رہے سلطان عادل توں الٰہی
رکھیا انصاف سیتی مرغ و ماہی
نہیں یاں کام عاقل ہور الڑکا
نہ پایا کوئی تیری قدرت کا کڑکا
نظارے میں نظر باز عارفاں کوں
دسے ہرسو تری قدرت کیراموں

میرے نسخے میں ان اشعار کے بعد کا حصہ غائب ہے ۔

نبی نے مج کوں جنت میں لے جا کر
بٹھائے تخت کے اوپر برابر
شتابی سوں منگا کر جامِ کوثر
پلائے مج کوں اپنے ہات سوں بھر
بہوت عزت دیے مج کوں سرا کر
کہے صد آفریں تیرے پدر پر

پدر تیرا نہایت صبر کیتا
اپس کوں غم میں سٹ تج اجر دیتا
کہے اتنے منے دو جگ کے سلطاں
تمارے باپ کا آیا ہے فرماں
منجھے بولے نبی عالم پناہی
کیے ہیں یاد تمنا قبلہ گاہی
شتابی جا اد ــــــــــــــــ

اس مثنوی میں ابو شحمہ کو بہ وقت حدِ پیاس کا غلبہ و تکلیف، پدرانہ جذبات کا عادلانہ صفات سے مغلوب ہونا اور دیگر امور کو دردناک پیرائے میں بیان کیا ہے۔ جس سے مرثیے کی سی کیفیت اکثر جگہ پیدا ہوجاتی ہے۔

[ابو شحمہ کا قصہ قطب شاہی دور کے اولیا نامی شاعر نے بھی لکھا ہے۔ اس نے نعمت اللہ نامی کی فارسی مثنوی کو ۱۰۹۷ھ میں دکنی میں نظم کیا۔ اس مثنوی کے نسخے اورینٹل مینوسکرپٹ لائبریری حیدرآباد۔ کتب خانہ ءسالار جنگ اور کتب خانہ انجمن ترقی اردو پاکستان میں موجود ہیں۔ عادل کی مثنوی اس سے مختلف ہے۔ دونوں مثنویوں کی بحر الگ ہے۔]

(۲۲)

قصہ ء بادشاہ جمجاہ

حضرت فرید الدینؒ عطار کی فارسی تصنیف ہے۔ اس کو دکنی زبان میں عوام کے لیے کمترین نے نظم کیا۔ شاید بارھویں صدی کے آخر میں تصنیف ہوا ہے۔

[ادارہ ادبیاتِ اردو کے کتب خانے میں قصہ ء جمجمہ کے نام سے دو مثنویاں ہیں یہ دونوں مثنویاں عطار کی مثنوی سے ماخوذ ہیں۔ تذکرہ ، مخطوطات جلد سوم میں اسے فیض محمد کی

تصنیف (قریب ۱۲۰۰ھ) بتایا گیا ہے خاتمے کے اشعار میں شاعر کا تخلص کمترین آیا ہے لیکن ایک شعر میں فیض کا لفظ آنے کی وجہ سے (مخطوطہ نمبر ۶۰۲) مغالطہ ہوا ہے۔ دوسرے نسخے کا ذکر تذکرہ، مخطوطات جلد سوم میں ہے۔ اس کے مصنف کا نام کمترین بتایا گیا ہے۔ نمونے کے طور پر جو اشعار دیے گئے ہیں وہی ہیں جو جلد سوم کے مخطوطہ نمبر ۶۰۲ میں دیے گئے۔ آغا حیدر حسن مرزا نے قصہ، جمجاہ کے مصنف کا نام بھی کمترین بتایا ہے۔ قیاس کہتا ہے کہ یہ مثنوی بھی قصہ جمجمہ ہی ہے اس کا ماخذ بھی خواجہ فریدالدین عطار کی فارسی تصنیف ہے۔

مثنوی کا خاتمہ ان اشعار پر ہوتا ہے:

فارسی نسخہ ہوا عطار سے		عطر پرورده کیا ہے ہر کسے
فارسی نئیں جانتے ہیں مرد و زن		کاں سمجھ سکتے ہیں اسرارِ کہن
اس لیے میں نے کیا دکھنی زباں		تا یہ سمجھیں ناقصاں و جاہلاں
اب دعا کر اس کے حق میں کمتریں		جن کیا تیرا سخن کرسی نشیں
یا الٰہی مقصدیں اس کی برار		از طفیلِ خواجگان و چار یار
نام اس کا اس منے سن ناشعور		فیض سے پر ہے محمدؐ کا ظہور
اس لیے نسخہ ہوا تیار یو		آفریں سن کے کہے استاد تو

اس کے دو نسخے قصہ، حضرت عیسیٰ و جمجمہ اور قصہ، عیسیٰ و بادشاہِ مصر و شام کے نام سے کتب خانہ، سالار جنگ میں موجود ہیں۔]

(۲۴)

قصہ بہن سران اور بھائی منصور

نام مصنف اور سنہ تصنیف نامعلوم۔ زبان دکنی اور قرینِ فہم، صاف اور سادہ ہے۔ عجیب قصہ ہے۔

(۲۴)

قصہء دل و حسن

اس مثنوی کا اصل نام نامعلوم۔ سنہِ تصنیف نامعلوم۔ مصنف نامعلوم۔ میرے زیرِ مطالعہ نسخہ، آخر میں ناقص ہے۔ اس میں چار سو تینتالیس اشعار ہیں۔ قصہ صوفیانہ ہے اور اول سے آخر تک صفات و جذبات کے استعارے استعمال ہوئے ہیں اور ان کو جامہء وجود میں ظاہر کر کے قصے کا ڈول ڈالا ہے۔ مغرب کے شہر کا بادشاہ ہے اس کا نام عقل ہے۔ اس کے ہاں لڑکا دل پیدا ہوتا ہے۔ دل کو آبِ حیات کا شوق چراتا ہے۔ نظر نامی ایک مصاحب اس کی تلاش میں نکلتا ہے۔ اختیار نامی گھوڑا اس کو سواری کے لیے عطا ہوتا ہے۔ نظر قلعہ دلاور نام کے قریب پہنچتا ہے۔ یہاں (کے) بادشاہ کا نام ہمت ہے۔ نظر اس سے ملتا ہے۔ ہمت آبِ حیات کا پتہ دیتا ہے کہ مشرق میں ایک شہر ہے نام اس کا دیدار ہے۔ بادشاہ وہاں کا عشق ہے۔ اس کی اکلوتی لڑکی کا نام حسن ہے۔ وہ گلشنِ رخسار میں رہتی ہے۔ ہمت کا بھائی اقامت اس کی خدمت میں رہتا ہے۔ نظر روانہ ہوتا ہے۔ راستے میں قلعہ خوں خوار ملتا ہے یہاں کا ایک دیو حاکم ہے جس کا نام نفس ہے یہ نظر کو قید کر لیتا ہے لیکن نظر اس سے کہتا ہے کہ مجھے کیمیا بنانی آتی ہے۔ اس کی دوا میں آبِ حیات پڑتا ہے۔ دیو کہتا ہے کہ اس کی بیٹی غیرت نامی شہزادی حسن کے پاس گلشنِ رخسار میں رہتی ہے اور اس باغ میں آبِ حیات کا چشمہ ہے۔ شہزادی حسن کی بہت سی خواصیں، ناز و غمزہ، وفا، خیال وغیرہ ہیں۔ نظر پہنچتا ہے اور ایک تصویر بنا کر شہزادی حسن کو دل کی دیتا ہے۔ حسن دل پر عاشق ہوتی ہے اور نظر سے کہتی ہے کہ تو شہزادہ دل کو لے آ۔ نظر جاتا ہے اور شہزادہ دل شہزادی حسن کا حال نظر سے سن کر مائل ہوتا ہے۔ شاہ عقل شہزادے کو روکتا ہے اور شاہ عشق پر شاہ عقل کی فوجیں حملہ کرتی ہیں جس میں عقل کی شکست ہوتی ہے۔ لڑائی میں شہزادہ دل گرفتار ہو کر شہزادی حسن کے پاس آتا ہے۔ دونوں عیش و عشرت میں مشغول ہوتے ہیں۔

غیرت قید کر کے شہزادہ دل کو نفس کے پاس بھیج دیتی ہے۔ شاہ عقل ہمت کی مدد سے شاہ عشق سے صفائی کرتا ہے اور شاہ ہمت دل کا پیام حسن سے دیتا ہے۔ غیرت کی چغلی کھائی جاتی ہے اور غیرت نکالی جاتی ہے۔ نفس کے قتل کا حکم ہوتا ہے اس کے آگے کا حصہ ناکمل ہے۔

زبان بہت صاف ہے اور مثنوی قدیم معلوم ہوتی ہے۔

مثنوی کا آغاز اس طرح ہوتا ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد بے حد اس خدائے پاک کوں		کیا شرف بخشا ہے مشتِ خاک کوں
نور سوں اپنے نبی پیدا کیا		شرف سب خلقت منے اس کوں دیا
او محمدؐ پاک ہے تیرا رسول		دین کوں جن کے کیا سب نے قبول
یک قصہ نادر سنو انسان کا		بولتا ہوں میں بڑی (ہی) شان کا
یوں سنیا ہوں شہرِ مغرب کی نقل		بادشاہ اس شہر میانے تھا عقل

میرے نسخے میں ان اشعار تک قصہؔ ہے۔

تب کہا شہ نے قلعہ خوں خوار جاؤ		دیو کوں کر قتل دل کوں لے کو آؤ
لوگ بیگی یہاں سیتے گئے چل دہاں		قتل کیتے دیو کے تئیں بعد زاں

[پروفیسر گیان چند جین نے تاریخ ادبِ اردو جلد چہارم (قومی کونسل برائے فروغِ اردو زبان) میں لکھا ہے کہ حاتم دکھنی نے ۱۱۵۰ھ میں مثنوی حسن و دل لکھی تھی مولوی عبدالحق کے پاس اس مثنوی کے دو ناقص الآخر نسخے تھے جس کی وجہ سے شاعر کا نام معلوم نہ ہوسکا۔ پروفیسر جین کا خیال ہے کہ ہوسکتا ہے ان کا مصنف حاتم ہی ہو۔ یہ دونوں نسخے کتب خانہ انجمن ترقی اردو کراچی میں محفوظ ہیں (مخطوطات نمبر ۲۹۱ و ۲۹۲)۔

ان نسخوں میں مثنوی کا آغاز ان اشعار سے ہوا ہے:

حمد بے حد اس خدائے پاک کوں		کیا شرف بخشیا مٹھی بھر خاک کوں
نور سوں اپنے نبی پیدا کیا		شرف سب خلقت منے اس کوں دیا

آغا حیدر حسن مرزا کی مملوکہ مثنوی قصہ، دل و حسن کا آغاز بھی انھیں اشعار سے ہوا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ کتب خانہ انجمن ترقی اردو، کراچی کی مثنویوں اور آغا حیدر حسن مرزا کی مملوکہ مثنوی کا مصنف ایک ہے۔ اور یہ ایک ہی مثنوی کے تین مخطوطے ہیں۔

کتب خانہ انجمن ترقی اردو کراچی کے ناقص الآخر مثنویوں کا اختتام ان اشعار پر ہوا ہے:

دل کے تئیں لے آئے جب اپنے مکاں دیکھ اُس کے زخم کوں ہوں مہرباں
بیگ دی مرہم شفقت کا منگائی ہات سوں اپنے زخم اوپر لگائی

ایک اور شاعر خواجہ خیرالدین خواجہ نے بھی ۱۲۶۴ھ میں مثنوی حسن و دل لکھی تھی پروفیسر جین کی اطلاع کے مطابق اس کے کئی نسخے انجمن ترقی اردو پاکستان میں ہیں۔

پروفیسر محمد علی اثر کی فراہم کردہ تفصیلات کے مطابق خواجہ خیرالدین، نواب میر منور علی خاں بہادر (خلف نواب سکندر جاہ خلف آصف جاہ ثانی میر افضل علی خاں) کی سرکار سے متوسل تھے۔ وہ حافظ محمد علی خیر آبادی کے مرید اور حافظ شمس الدین فیض کے شاگرد تھے۔ خواجہ خیرالدین کی یہ مثنوی ۱۲۵۹ھ سے قبل کی تصنیف ہے۔ سبب تالیف میں انھوں نے لکھا ہے:

اگرچہ پیش ازیں اس داستاں کو لکھے دکنی میں استادانِ خوش گو
خصوصاً شیخ ابراہیم ذوقی کیے ہیں کیا ہی موزوں مرد شوقی
لکھے ہیں نثر میں وجدی نے اس کو پر یہ دونوں کی ہے فہمید کس کو

خواجہ کے یہ اشعار بڑی غلط فہمی پیدا کرتے ہیں۔ ذوقی کا نام انھوں نے شیخ ابراہیم بتایا ہے جب کہ خود ذوقی نے شیخ حسین لکھا ہے۔ اسی طرح سب رس کے مصنف کا نام بھی خواجہ صاحب نے وجہی کے بجائے وجدی بتایا ہے۔"

شاہ حسین ذوقی نے سب رس کے قصے پر مبنی عہدِ اورنگ زیب ۱۱۱۱ھ میں مثنوی حسن و دل لکھی تھی (تاریخِ ادبِ اردو جلد اول مرتبہ ڈاکٹر جمیل جالبی) جس کا دوسرا نام "وصال العاشقین" ہے۔ شاہ حسین ذوقی شاہ امام الدین کے مرید تھے۔ مرشد نے انھیں "بحرالعرفان" کا لقب عطا کیا تھا۔

ذوقی کی مثنوی کے دو شعر یہ ہیں:

ادل قادر کی قدرت کوں سرانا بسیا جی تن نگر جس تے نورانا
زہے صنعت ہے صانع کی رنگا رنگ بجھانے تئیں سوں جیوں میں ہوئے دنگ

ان اشعار کی بحر آغا حیدر حسن مرزا کی مملوکہ مثنوی قصہ، دل و حسن سے مختلف ہے۔ اس لیے شاہ حسین ذوقی قصہ، دل و حسن کے مصنف نہیں ہوسکتے۔

شاہ بیر اللہ مجری نے فارسی قصے حسن و دل کا خلاصہ مثنوی کی شکل میں تحریر کیا تھا اور اس کا نام گلشنِ حسن و دل رکھا تھا۔]

(۲۵)

قصہ گلسری خاتونِ جنّت

سنِ تصنیف معلوم نہ ہوسکا۔ اس کا مصنف اسماعیل ہے۔ زبان دکنی ہے اور صاف ہے۔

[اس مثنوی کے مزید نسخے گلسر نامہ، خاتون جنت کے نام سے ادارہ، ادبیات اردو، کتب خانہ، سالار جنگ، کتب خانہ، انجمن ترقی اردو کراچی میں موجود ہیں۔ مصنف کا نام اسماعیل عاصی ہے۔ ڈاکٹر زور کے خیال میں یہ اواخرِ بارھویں صدی کی تصنیف ہے۔ محمد اسماعیل عاصی کی ایک اور (مثنوی) رسالہ، فقہ و عقائد (قریب ۱۲۵۰ھ) ادارہ، ادبیاتِ اردو کے کتب خانے میں موجود ہے (تذکرہ، مخطوطات جلد: سوم نمبر ۶۱۵)]

(۲۶)

قصہ، لعل و گوہر

اس قصے کا مصنف عاجز ہے۔ اکثر جگہ اپنے تخلص کو بڑی خوبی سے نبھایا ہے۔ زبان بہت ہی صاف اور منجھی ہوئی ہے۔ عبدالجبار خاں صاحب مؤلف تذکرہ، شعراء دکن نے عاجز کا

نام رفیع الدین خان بتایا ہے اور اورنگ آباد مسکن ٹھہرایا ہے۔ ان کے کلام کا نمونہ بھی دیا ہے۔ خیال صاحب نے عاجز کا نام سید محمد لکھا ہے اور عالم گیری سید بتایا ہے لیکن کوئی حوالہ نہیں دیا ہے۔ اس لیے عبدالجبار کی روایت صحیح معلوم ہوتی ہے کیوں کہ مولوی صاحب مذکور دکنی ہیں اور اپنے وسیع معلومات و دیرینہ تجربے کی بنا پر مستند ہیں۔

[۱۔ ڈاکٹر زور کی تحقیق کے مطابق مثنوی قصہ، لعل و گہر ۱۱۶۵ ہجری کے بعد اور ۱۱۷۵ ہجری سے قبل لکھی گئی۔ عاجز کے بارے میں ڈاکٹر زور نے لکھا ہے کہ "عارف الدین خاں عاجز" اورنگ آباد کے مشاہیر شعرا سے ہیں۔ کم عمر تھے جب ان کے والد فوت ہوگئے اور انھوں نے نواب لشکر خاں نصیر جنگ رکن الدولہ کی سرپرستی میں پرورش پائی اور انھیں کی سفارش سے نواب آصف جاہ اول اور نواب ناصر جنگ شہید کے دربار میں جگہ اور خطاب و جاگیر حاصل کی۔ آخر زمانے میں اپنے ایک عزیز کے ہاں جو ناندیڑ کے حاکم تھے گئے ہوئے تھے کہ ۱۱۷۸ھ میں فوت ہوئے۔" (تذکرہ، مخطوطات جلد سوم)۔

۲۔ خلیل الرحمٰن داؤدی نے مثنوی لعل و گوہر کو ایک مطبوعہ نسخہ اور چند قلمی نسخوں کی مدد سے مرتب کر کے ۱۹۶۰ء میں مجلسِ ترقی ادب لاہور سے اس کا متن اپنی کتاب "اردو کی قدیم منظوم داستانیں" میں شائع کیا۔

۳۔ اس مثنوی کے قلمی نسخے حسبِ ذیل کتب خانوں میں موجود ہیں:

(الف) اورینٹل مینوسکرپٹ لائبریری حیدر آباد (کتب خانہ، آصفیہ) میں اس کے نو قلمی نسخے ہیں۔

(ب) کتب خانہ گارساں دتاسی۔ فرانس۔ دو نسخے۔

(ج) کتب خانہ جامعہ، نظامیہ۔ حیدر آباد۔ دو نسخے۔

(د) کتب خانہ شاہانِ اودھ۔ ایک نسخہ۔

(ہ) ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ۔ ایک نسخہ۔

(و) برٹش میوزیم لائبریری۔ لندن۔ ایک نسخہ۔

(ز) کتب خانہ انجمن ترقی اردو۔ کراچی۔ آٹھ نسخے۔

(ک)	فیڈرل پبلک لائبریری۔ جرمنی۔ ایک نسخہ۔

(ل)	کتب خانہ پٹنہ یونیورسٹی۔ پٹنہ۔ ایک نسخہ۔

(ہ)	کتب خانہ ادارہء ادبیاتِ اردو۔ حیدر آباد۔ تین نسخے۔

(ملاحظہ ہو تذکرہء مخطوطاتِ اردو جلد دوم و سوم) مرتبہ ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور۔ ترمیم و اضافہ ڈاکٹر محمد علی اثر۔ ناشر: ادارہء ادبیاتِ اردو۔ حیدر آباد۔ (اے پی) انڈیا۔)

(۴۷)

قصّہء ملّا

یہ مختصر مثنوی پانسو چونتیس (۵۳۴) اشعار کی ہے۔ زبان بہت صاف اور قدیم معلوم ہوتی ہے۔ اس کے مصنف تراب ہیں۔ ان کے پیر حسینی صاحب ہیں۔ اس مثنوی میں ان کے دو مطلع استعمال کیے ہیں اور ایک اپنی غزل بھی لکھی ہے۔ قصہ عشقیہ ہے جس کو تصوف کے رنگ میں ڈلویا ہے۔ ایک شادی شدہ گھر گرہست جو نیکی میں معروف ہے۔ اس کا شوہر باہر چلا جاتا ہے۔ ان کی خیریت معلوم نہ ہونے سے گھر والی متردد ہوتی ہے۔ خط لکھنے لکھوانے ایک زاہد ملا کو بلاتی ہے۔ ملا جھلک دیکھ دیوانہ ہوتا ہے اور اس کی دیوانگی مشہور خاص و عام ہوتی ہے۔ دائی کی زبانی یہ بھی خبر سن کر متاثر ہوتی ہے اور اس سے ملنے کی تیاری کرتی ہے۔ اتنے میں شوہر آتا ہے اور اس کو لوگوں کی زبانی ملا کا حال معلوم ہوتا ہے۔ بیوی کے قتل کا قصد کرتا ہے۔ لیکن اس کی بے گناہی ثابت ہوتی ہے۔ آخر دونوں میں صلاح قرار پاتی ہے کہ اس موجب بدنامی کا کام تمام کیا جائے۔ دونوں زن و شو ندی پر جاتے ہیں۔ ملا کو خبر ہوتی ہے۔ وہ بھی پہنچتا ہے، شوہر بیوی کی جوتی دریا میں پھینکتا ہے۔ ملا اپنے محبوب کی جوتی نکالنے کود پڑتا ہے اور ڈوب جاتا ہے اس واقعے سے عورت متاثر ہوکر دریا میں جا پڑتی ہے اور دونوں کی لاشیں ہم آغوشں نظر آتی ہیں۔ میاں کو ان کے عشقِ حقیقی کا یقین ہوتا ہے اور وہ تارک الدنیا ہو جاتا

ہے۔ اکثر جگہ عورتوں کی زبان استعمال ہوئی ہے۔

مثنوی کا آغاز اس طرح ہوتا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کیا ضم کاف میں اس کاف کے تئیں رکھیا جا کاف ضم انصاف کے تئیں
دسر نقطہ الف ہور اوچ لی ہے اسی نقطے کوں سمجھے تو ولی ہے
وہی نقطہ ہے اول ہور آخر وہی نقطہ ہے باطن ہور ظاہر
ہوا جب اوچ نقطہ صورتِ جیم نبی بولے انا احمد بلا میم

خاتمہ اس نمط پر ہے:

ہمارا حق ہمیں کیوں چھوڑ دیں گے اچھے گا جس کنے اس کن سے لیں گے
نگوڑی کر نکو کچھ دل میں وسواس ہمارا ہے تو آوے گا ہمن پاس
ترے مقسوم کا ہے سو ملے گا زیادہ اُس تے جاکر کاں سوں لے گا

(۲۸)

قصّہ ءِ ملیکا شہزادیِ مصر

گیارہ سطری چھتیس صفحے کی یہ مختصر سی مثنوی تین سو اسی اشعار کی ہے۔ پہلے یہ قصہ فارسی نثر میں تھا، پھر دکنی نظم میں آیا۔ زبان قدیم معلوم ہوتی ہے۔ نامِ مصنف اور سنہِ تصنیف معلوم نہ ہوسکا۔ مصر کا بادشاہ فیروز شاہ ہے۔ اس کی ایک اکلوتی لڑکی ملیکا نامی ہے۔ بادشاہ مرجاتا ہے۔ ارکانِ سلطنت کی رائے سے ملیکا تخت نشین ہوتی ہے۔ جب بڑی ہو جاتی ہے تو وزیروں سے کہتی ہے کہ جو شخص میرے سوالوں کے جواب دے گا اس سے شادی کروں گی۔ بہت سے لوگ جاتے ہیں اور لاجواب ہوکر مارے جاتے ہیں۔ ہند کا ایک عالم عبداللہ نامی جاتا ہے۔ وہ تمام سوالوں کے جواب دیتا ہے۔ آخر میں دونوں کی شادی ہو جاتی ہے اور عبداللہ

تخت نشین ہوتا ہے۔ دونوں ہنسی خوشی زندگی کے دن پورے کرتے ہیں۔ سوال مذہب کا رنگ لیے ہیں اور اس زمانے کے عوام کے توہم و عقائد سے متعلق ہیں۔ بعض بہت پُر لطف ہیں۔ مثلاً بعض جانوروں کی تخلیق کہ وہ پہلے انسان تھے بعد ازاں مغضوب ہو کر حیوان ہوئے۔ ہاتھی ایک متکبر و تارکِ صلوٰۃ تھا، چوہا مغنی دولدادہ، راگ تھا، کتا مردم آزار تھا، ریچھ ہوا وہوس میں گرفتار تھا، فاختہ عابد تھا کہ زنا کی پاداش میں اس ہیئت میں آیا۔ چغد متمول تھا اور زعم میں دعویٰ خدائی کا کیا۔ چمگادڑ عورت تھی، زنا کی پاداش میں اس صورت میں آئی۔ مکڑی عورت تھی حالتِ ناپاکی میں شوہر پاس جو غیر متشرع تھا گئی اور مغضوب ہو مکڑی بنی۔ بھنورا بھی ایک عورت تھی جس نے شوہر کی محبت زیادہ ہونے کے لیے جادو کیا اور اسے تکلیف دی۔ غضب میں مبتلا ہو بھنورا بنی۔ سور ایک بردہ فروش تھا جو جھوٹ بہت بولتا تھا۔ بچھو کفن چور تھا۔ بسیا رہزن چور تھا۔ مونگس مسرف قرضدار تھا۔ بندر ایک قوم تھی کہ روزِ ممنوعہ مچھلیاں پکڑتی تھی۔ اس طرح کے سولہ انسان تھے جو مختلف حیوانوں میں تنسیخ ہوئے۔ غرض بہت مزے مزے کی باتیں جو اس زمانے کے لوگوں کے عقائد و توہم کا پتہ بتاتی ہیں اور دل چسپی سے خالی نہیں۔ چار پرندوں کا مارنا منع بتاتا ہے۔ کوا حضرت داؤد کا خدمت گار ہے۔ چیل نے حضرت نوح کی مدد کی تھی۔ ہدہد حضرت سلیمان کا چھتر بردار ہے۔ چغد نے حضرت سلیمان کو نصیحت کی تھی اس لیے ان چاروں کا مارنا برا ہے۔

مثنوی کا آغاز ملاحظہ ہو:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رکھیا ہے معلق زمین آسمان — چلاتا ہے یو نت زمین و زماں
دو پاتا ہے یو دیس نت سورتے — کریں رین روشن چندر نور تے
بنایا ہے آدم کوں گل آب تے — اسی دھات خلقت بنایا جنے
دیا سب کوں نادر جتے نعمتاں — فہم، عقل، دل، جیو، امرت زبان
سمجھتا ہر یک کے وہ راز کوں — او دانا اچھے راز آواز سوں

مثنوی کا خاتمہ اس طرح ہوتا ہے:

رھیا بعد ازاں دئینچ نت ذوق سوں مل اس شاہزادی ستی شوق سوں
دیا رب مراد اس غرض وند کا کیا دفع درد اس درد مند کا
الٰہی اپس کے کرم فضل سوں مراداں دے ہر یک کی اس دھات سوں
مرتب ہوا یہاں تے قصہ تمام درود بر محمد ہزاراں سلام

[غالباً اس کا مصنف محمود ہے جس کا ذکر نصیر الدین ہاشمی نے دکن میں اردو میں کیا ہے۔ (بہ حوالہ ڈاکٹر زور، تذکرہ، اردو مخطوطات جلد اول)]

(۲۹)

قصہّ ء نور جہاں بیگم

یہ مثنوی دکنی زبان میں ہے۔ زبان بہت صاف ہے سنِ تصنیف اور مصنف کا پتہ نہ چل سکا۔ لیکن بارھویں صدی کے آخر زمانے کی زبان معلوم ہوتی ہے۔ میرے زیرِ مطالعہ نسخے میں اٹھتر صفحے گیارہ سطری ہیں اور اشعار کی جملہ تعداد آٹھ سو اڑتیس ہے۔ کاتب نتھوبی ہیں۔ تاریخِ سنِ کتابت روز سہ شنبہ اکیس رجب المرجب ہے اور سنہ شاید ۱۲۶۶ھ ہے۔ سنِ کتابت میں شبہ یوں کیا گیا کہ حاشیے پر چند اشعار ہیں جو دلہن بیگم اور نور جہاں کے سوال و جواب میں ہیں۔ ان کا خط اور سنہ کا خط ایک ہی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سنہ بعد میں ڈالا گیا ہے اور اصلی سنہ کتابت ضرور اس سے کہیں قدیم ہوگا۔

سوال دلہن بیگم:

سر سے پا تک ہے سفیدی اس کے اوپر ہے یہ حال
شمع کی مانند میں دیکھی نہیں بوڑھی چھنال

جواب نور جہاں:

پردہ، فانوس میں رکھتی ہے عصمت کوں سنبھال

کاٹ لے اس کی زبان جو شمع کوں بولے چھنال

مثنوی کا موضوع یہ ہے کہ ملکہ ، دوراں ، نور جہاں کو گود لے کر پرورش کرتی ہیں ۔ اس کی پرورش بہت ناز و نعم اور ٹھاٹ باٹ سے ہوتی ہے ۔ اس ضمن میں بہت سی رسوم کا ذکر آیا ہے جو حیدر آباد میں اب تک مروج ہیں ۔ یہاں تک کہ سنِ بلوغ کو پہنچتی ہے اور جوان ہونے کی خوشی بڑی دھوم دھام سے کی جاتی ہے اور اس کی الگ سرکار و کارخانہ قائم کر دیا جاتا ہے ۔ عیدِ نوروز پر جہاں گیر اس کو دیکھ کر عاشق ہو جاتا ہے ۔ نور جہاں جب اپنے محل واپس ملکہ ، دوراں سے مل کر جارہی ہے تو جہاں گیر زبردستی اس کو لپٹ جاتا ہے اور یہ سہم کر گر پڑتی ہے اور مارے ہول کے بخار چڑھ آتا ہے ۔ خواصیں اٹھا کر محل میں لے جاتی ہیں ۔ بادشاہ اور ملکہ ، دوراں کو خبر ہوتی ہے ۔ جہاں گیر محل سے نکال دیا جاتا ہے اور اکبر، شیر افگن سے نور جہاں کا عقد کر دیتا ہے ۔ یہاں شادی کی رسوم اور شبِ زفاف وغیرہ کو بہ صراحت لکھا ہے ۔ جہاں گیر جب بادشاہ ہوتا ہے تو شیر افگن کو اس کے صوبے سے طلب کرتا ہے اور اس کو قید کر کے بہ عقوبت مروا دیتا ہے ۔ نور جہاں قید ہو کر آتی ہے ۔ کچھ مدت بعد بہت کوشش سے رام ہو جاتی ہے ۔ یہاں شاعر نے بہت ہی بازاری زبان ملکہ ، ہندستان کی شان میں استعمال کی ہے ۔ حیرت ہوتی ہے کہ مغل حکومت کے زمانے میں مثنوی کس طرح لکھی گئی ہے ۔ جہاں گیر اور شاہ جہاں میں جو شکر رنجی ہو گئی تھی اس کی وجوہ شاعر نے ملکہ کی بدنیتی بتائی ہے کہ نور جہاں کے سوال پر شاہ جہاں نے انکار کیا ۔ نور جہاں جل گئی اور بادشاہ سے جا لگایا کہ شاہ جہاں کی نظرِ بد ہے جہاں گیر برافروختہ ہوا اور شاہ جہاں کو جب اس کا علم ہوا تو کوکن بھاگ گیا ۔ جب خود بادشاہ ہوا تو نور جہاں کو قید کیا ۔ نور جہاں اسی رنج و الم میں مر گئی ۔ مثنوی میں پہلے حمد ہے پھر نعت ہے ۔ پھر منقبت حضرت علیؑ ہے اور مناجاتِ مصنف ہے ۔

مثنوی کا آغاز حمد سے ہوتا ہے :

○

کروں حمد سے ابتدائے سخن کہ بالخیر ہو انتہائے سخن

اگرچہ ہے قاصر زبانِ قلم　　مگر حق الامکان جو ہو رقم
اگر ایک نکتہ بھی ہووے قبول　　تو ہوں نعمتیں دو جہاں کی حصول
بھلائی کا دنیاں میں سامان ہو　　حصولِ یقین اور ایمان ہو
یہی دم کی امید اب ساتھ ہے　　کہ ذات اس کی قاضی الحاجات ہے

مثنوی کا اختتام اس طرح ہوتا ہے:

ہوا جب جہاں گیر جنت مکاں　　دیا تخت کو زیب شاہ جہاں
تھا مدت سے نورِ جہاں پر غضب　　بیاں اس کا کرتا ہوں یارو سبب
نہایت حسیں تھا وہ شاہِ جہاں　　ہوئی اس پہ عاشق تھی نورِ جہاں
کئی اس نے ایک روز اس سے سوال　　تو کر مجھ سے صحبت اے بدرِ کمال
کہا کھا کے شاہ جہاں پیچ و تاب　　میری والدہ ہو کرو تم حجاب
جو نورِ جہاں کو خجالت ہوئی　　تو تدبیر اس کی یہ اس نے کئی
جہاں گیر سے یوں کہی رات کو　　سنے ہم تتیں تم نے یہ بات کو
تمھارا خلف یعنی شاہِ جہاں　　کیا مجھ سے پیغامِ خلوت نہاں
جہاں گیر کو یہ ہوا سن کہ جوش　　کیا خون اپنا وہ اپنے میں نوش
کہا گر نہ ہو قتل کا اس کے کام　　تو کھانا و پینا ہے مج کو حرام
یہ شاہِ جہاں کو جو پونچی خبر　　اسی وقت بھاگا وہ عالی گہر
یہاں سے وہ کوکن کے جا شہر کو　　لگا رہنے پوشیدہ وہ نیک خو
ہوا جب جہاں گیر کا انتقال　　تب آکر ہوا شاہ وہ خوش خصال
غرض اس کے دل میں بھرا تھا یہ کیں　　کیا قید نورِ جہاں کے تتیں
ہوا داستاں بس یہاں سے تمام　　کریں دوست تحسیں سنے یہ کلام

تمت تمام شد

مثنوی کے ضمن میں اس کی بحروں میں تین چار غزلیں آگئی ہیں۔ تخلص تشیعہ ہے۔ شاید صاحب مثنوی نے اپنی ہی غزلوں کو استعمال کیا ہو لیکن کھوانے کا انداز ضمیرِ غائب ہے۔

نہ پڑنے پہ دل اور نہ لکھنے کا شوق　　تشیعہ کی لیکن غزل سے یہ ذوق
بھلا کس طرح سے مناؤں تجھے　　بہانے سے کیا میں بلاؤں تجھے
کرے گر کوئی بات تو بر محل　　تشیعہ کی اکثر یہ پڑتا غزل
تپ ہجر نے یوں جلایا مجے　　گویا زندگی سے اٹھایا مجے
جدائی نے تیری اے صاحب مرے　　کہ نقشِ زمیں کر بیٹھایا مجے
نہ ہے دن کو آرام نہ رات کو　　تری یاد نے کیوں ستایا مجے
طلب کس سے جاکر کروں دادِ دل　　سنے گا مری کون فریادِ دل
مہ قول تشیعہ کو ہو دادِ خواہ　　طلب کس سے جاکر کروں دادِ دل

(۳۰)

محی الدین نامہ

یہ مثنوی دو سو سولہ اشعار کی ہے۔ جس میں حضرت پیرانِ پیر دستگیر کی کرامات وغیرہ بیان کی گئی ہیں۔ مصنف کا نام عبدالملک ہے۔ سنِ تصنیف نہ معلوم ہوسکا۔ زبان صاف اور سہل ہے اور لوگوں نے بھی محی الدین نامے لکھے ہیں شبہ ہوتا ہے کہ کاتبوں نے اکثر ادھر کے شعر اُدھر، اُدھر کے ادھر کر دیے ہوں گے۔ مثنوی اس طریقے پر شروع ہوتی ہے:

تہیں قطبِ عالم محی الدین قدیر　　دو جگ ہے تیرے ہات، توں دستگیر
تہیں چاند، تج نور دو جگ منے　　توں سلطان روشن ہے ابکے کنے
محمدؐ کی اولاد میں توں رتن　　علیؑ فاطمہؑ کے توں دل کا چمن

مثنوی کا اختتام اس طریقے پر ہوتا ہے:

مرا پیر حضرت خداوند ہے　　حقیقت کے اس میں کیتک چھند ہے
جو اس کے طرف سے ہوا مجھ عیاں　　میں دو میم کا کچھ کیا ہوں بیاں

سو عبدالملک ہے یو بندہ کمین حقیقت خداوند سب ہے زمین

محمدؐ کیا قادر ستان ختم کہ سلطان پو بھیجو درود دم بہ دم

تمت تمام شدہ

ایک مطبوعہ کتاب بازودہ مجلس بھی حضرت کی شان میں ہے۔ اہلِ دکن حضرت کے بہت معتقد ہیں۔ اور گھر گھر حضرت کے چلّے ہیں۔

[ادارہ ادبیات اردو کے کتب خانے میں یہ مثنوی محمد افضل قادری کے نام سے محفوظ ہے۔ مصنف کے بارے میں لکھا گیا ہے کہ "افضل ایک دکنی شاعر تھا اس نے خواجہ بندہ نواز کی مدح لکھی اور اپنے مرشد میراں شاہ معروف کی صفات بھی تفصیل سے پیش کی ہیں۔ ادارہ ادبیاتِ اردو کی مخزونہ مثنوی کا آغاز انھیں اشعار سے ہوا ہے جو آغا حیدر حسن مرزا کی مملوکہ مثنوی میں دیے گئے ہیں۔ محی الدین نامہ کے مزید چودہ مخطوطات کا پتہ چلا ہے جو اورینٹل مینوسکرپٹ لائبریری حیدر آباد، کتب خانہ انجمن ترقی اردو، کراچی۔ کتب خانہ سالار جنگ، حیدر آباد اور کتب خانہ ادارہ ادبیاتِ اردو، حیدر آباد۔ میں محفوظ ہیں۔ ضیافت نامہ، خاتونِ جنت کے ساتھ اس مثنوی کو مطبعِ رحمانی مدراس نے ۱۹۱۲ء میں شائع کیا۔

ملاحظہ ہو تذکرہ، اردو مخطوطات مرتبہ ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور، ترمیم و اضافہ ڈاکٹر محمد علی اثر۔ ادارہ ادبیاتِ اردو حیدر آباد۔]

(۳۱)

منصور نامہ

۱۱۸۵ھ میں لکھا گیا۔ مصنف فیاض ہے۔ زبان کافی صاف ہے۔ کوئی ٹھیٹ دکنی لفظ اس میں استعمال نہیں ہوا۔ افعال کی املا البتہ دکنی ہے۔

(۳۲)

مینا ستونتی و لورک

فارسی کے قصے سے دکنی زبان میں ترجمہ ہوا ہے۔ اخلاقی فسانہ ہے۔ اچھا دل چسپ قصہ ہے۔ مصنف لاپتہ اور سنہ تصنیف نامعلوم۔ زبان بہت صاف اور قرینِ فہم ہے۔

[مثنوی مینا ستونتی و لورک کا مصنف غواصی ہے۔ ڈاکٹر غلام عمر خاں نے اس مثنوی کو نو مخطوطوں کی مدد سے مرتب کیا ہے۔ یہ قلمی نسخے کتب خانہ، آصفیہ، حیدر آباد اور سالار جنگ، اسٹیٹ لائبریری، حیدر آباد کے مخزونہ ہیں۔ مثنوی کا مختصر قصہ یہ ہے کہ شہزادی چندا نوجوان چرواہے لورک پر عاشق ہو جاتی ہے اور اسے ورغلاتی ہے کہ کہیں بھاگ چلیں۔ لورک کہتا ہے کہ میں شادی شدہ ہوں، میری بیوی مینا غیر معمولی حسین ہے، میں یہ کام نہیں کرسکتا لیکن چندا کی ترغیب اور تحریص پر وہ راضی ہو جاتا ہے اور شہزادی کو لے کر فرار ہو جاتا ہے۔ چندا کا باپ بادشاہ بالا کنور گوالے کی بیوی مینا پر فریفتہ تھا وہ ایک دوتی کو اس کام پر مامور کرتا ہے کہ وہ مینا کو محل میں لے آئے۔ دوتی مینا کے پاس جاتی ہے اور اسے طرح طرح سے ترغیب دیتی ہے کہ لورک کا خیال چھوڑ کر محل میں آجائے۔ مینا اس کے مکر کے جال میں نہیں پھنستی اور صاف انکار کر دیتی ہے۔ دورانِ گفتگو کئی ذیلی قصے آتے ہیں۔ بادشاہ چھپ کر مینا اور دوتی کی گفتگو سن رہا تھا۔ وہ مینا کی باتوں سے متاثر ہوتا ہے۔ وہ لورک اور چندا کو طلب کرتا ہے۔ لورک کو مینا سے ملا دیتا ہے اور دوتی کا سر منڈوا کر شہر میں گشت کرتا ہے۔ اپنی بیٹی کو سنگسار کرنے کا حکم دیتا ہے۔ مینا ستونتی اور لورک کی داستان لوک کہانیوں پر مبنی ہے۔ اس داستان کو مختلف انداز سے چودھویں صدی میں مولانا داؤد نے چند این کے نام سے اور سولھویں صدی میں میاں سادھن نے میناست کے نام سے اودھی میں نظم کیا۔ ہندستان کی دوسری زبانوں میں بھی یہ قصہ ملتا ہے۔ حمیدی نے ۱۰۱۶ھ م ۱۶۰۷ء میں اس قصے کو فارسی میں عصمت نامہ کے نام سے

مثنوی کا روپ دیا (تاریخِ ادب اردو جلد اول۔ ڈاکٹر جمیل جالبی)۔ غواصی نے لکھا ہے کہ اس نے کسی فارسی رسالے کو دکنی میں نظم کیا۔ ہو سکتا ہے کہ وہ عصمت نامہ ہی ہو یا پھر اور کوئی فارسی رسالہ جو اب تک دریافت نہیں ہوا۔ معلوم ہوتا ہے کہ غواصی نے محض ترجمہ نہیں کیا بلکہ اپنے تخیل سے کام لیتے ہوئے قصے میں تبدیلیاں اور اضافے کیے۔]

(۳۳)

نظم مخارج

یہ مختصر سی نظم ایک سو چھیالیس اشعار کی دکنی زبان میں ہے۔ تمام اشعار "کو" کی ردیف میں ہیں۔ "الف" سے لے کر "یا" تک تمام عربی حروف کے مخارج کو بیان کیا ہے۔ مصنف کا نام میر محی الدین ہے جو قاری نور علی کے شاگرد اور حضرت سید شاہ محی الدین قادری ویلوری کے مرید ہیں سنِ تصنیف ۱۲۵۰ھ ہے۔ فخر الدین کوئی صاحب ہیں، ان کے بچوں کے لیے لکھی گئی تھی۔ نظم کا آغاز اس طرح ہوتا ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمامی حمد ہے اس بے نشاں کو　　جنے پیدا کیا ہے جسم و جاں کو
فصاحت او دیا ہے سب سے برتر　　مسلماں کو پڑیں تا خوش قراں کو
فصاحت میں سبوں سے جان اولیٰ　　محمد یعنی ختمِ مرسلاں کو
درود اں اور سلاماں بھیجو ہر دم　　محمدؐ اور آل و تالیاں کو

خاتمہ اس طرح ہوتا ہے:

کہ ہر ہر بیت میں مفعول لاکر　　بیاں کرنا بھی اس کے مطلباں کو
سہل نئیں اس طرح کے شعر کہنا　　نہیں معلوم غیرِ شاعراں کو

الٰہی ہو کے تو میرا مددگار دے شوق اس کا تمامی موماں کو
جہاں میں اس کو رکھ تو سب کا مرغوب پڑیں تاشوق سے اس کے بیاں کو
اگرچہ شعر میرا زشت تر ہے و لیکن دے محبت طالباں کو
کیا نسخہ محی الدین اتمام درود اں بھیج ختم مرسلاں کو
ہیں بتیاں ایک سو چالیس پر چھے عدد کر کر کہا میں شائقاں کو

اس نظم میں بتیس دانتوں میں سے ہر ایک دانت کے الگ الگ نام بھی بتائے گئے ہیں۔

(۳۴)

نکاح نامہ

یہ مختصر سی مثنوی دکنی زبان میں ہے۔ مصنف کا تخلص صوفی ہے۔ نام معلوم نہ ہوسکا، نہ سنہ تصنیف کا پتہ چلا۔ زبان سے اواخر بارھویں صدی یا اوائل تیرھویں صدی کا پتہ چلتا ہے۔ اس میں نکاح کے متعلق ترغیب دی گئی ہے اور عقدِ بیوگاں پر زور دیا گیا ہے۔ اس موضوع پر میرے خیال میں یہ سب سے پہلا رسالہ ہے۔ میرے زیرِ مطالعہ رسالے میں دو سو ستاون اشعار ہیں۔ مثنوی کا نام معلوم نہ ہوسکا۔ صرف موضوع سے میں نے متذکرہ، بالا نام رکھ دیا ہے۔ یہ مثنوی اس طرح شروع ہوتی ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

توں اب یہاں سے صوفی میاں شرع شروع کر لکھے ہیں جیوں اہلِ ورع
قلم کوں شریعت کی توں پر لگا کہ منزل شریعت میں اس کوں اڑا
سنو گوشِ دل سے تم اے موماں بیانِ شریعت کو از ہوشِ جاں

آغاز کے اس طرح بغیر حمد و نعت کے شروع ہوجانے سے شبہ ہوتا ہے کہ کچھ حصہ رہ گیا ہے لیکن میرے زیرِ مطالعہ نسخہ بہت صاف اور اچھا خوش خط ہے۔ سرور نگر میں ۱۲۶۶ھ میں لکھا گیا ہے اور حضرت غازی میاں صاحب نے بلند خاں محمد زئی کے لیے لکھوا کر قمر نگر روانہ کیا تھا۔ اختتام اس طریقے پر ہوتا ہے:۔

نصیحت کرے صوفی تو شور سے تو دیکھ اپنے افعال ٹک غور سے
شرع کے بہ موجب ترے گر ہیں کار نہیں خوف جب تج کو روزِ شمار
خلافِ شرع گر ہو تجھ سے صدور اسی آن تو ہووے گا حق سے دور

تمت الکتاب

[صوفی کا تعلق اورنگ آباد سے تھا۔ ضیاء الدین پروانہ نے ایک قصیدے میں ان کا ذکر کیا ہے۔ صوفی کی ایک بیاض "ادارہ ادبیات اردو کی مخزونہ ہے جس میں مثنوی قیامت نامہ اور مثنوی مدحِ غوث صمدانی کے علاوہ ایک مسدس اور چند غزلیں شامل ہیں۔ (بہ حوالہ تذکرہ، مخطوطات ادارہ ادبیاتِ اردو۔ جلد چہارم)]

(۳۵)

نور نامہ

یہ نور نامہ دکنی زبان میں منظوم ہے۔ مصنف کا نام احمد ہے۔ سنہِ تصنیف ۱۱۳۶ھ مندرجہ ذیل شعر سے نکلتا ہے۔

کہ تاریخ اس کا کہا یو نقل کیا مشتہر نامہ یو بے بدل

میرے زیرِ مطالعہ نسخے میں پانسو چالیس اشعار ہیں لیکن مصنف ان کی تعداد خود بتاتا ہے۔

عدد بیت کے پانچ سو ہور بیس مرتب کیا نور نامہ الخمیس

اور لوگوں نے بھی نور نامے لکھے ہیں ایک نور نامہ گیارہ سو گیارہ کی تصنیف کا میری نظر

سے گزر چکا ہے جو میرے کتب خانے میں موجود ہے۔ دوسروں کے شاید اشعار کاتب نے غلطی سے اس میں ملا دیے ہوں تو کچھ تعجب نہیں۔ اسی وجہ سے پانسو چالیس ہوگئے ہیں۔ اس نور نامے کی زبان بہت صاف ہے۔ دو مطبوعہ نور نامے دلّی میں میری نظر سے گزرے۔ ایک نور نامہء کلاں اور دوسرا نور نامہ خورد۔ دلّی میں اب تک یہ نور نامے منّت کی نیّت سے پڑھے جاتے ہیں اور عام طور پر لوگوں کا ان کے حسنات پر بہت اعتقاد ہے۔ مطبوعہ نور نامے میں نے چھٹپن میں پڑھے تھے اور کم از کم کوئی ڈیڑھ سو مرتبہ پڑھے ہوں گے۔ اس کے ختم پر شیرینی تقسیم ہوتی تھی۔ میرا دھیان مٹھائی میں ہوتا تھا اور جلدی ختم کرنے کی جلدی۔ اس لیے وہ یاد نہ رہے اور دوسرے زبان بھی ان کی بہت قدیم تھی۔ یقیناً وہ دکنی نژاد تھے۔ یاد پر زور ڈالنے سے ان کے دکنی پن کا پتا چلتا ہے۔ یہ نور نامہ اس طرح شروع ہوتا ہے:

الٰہی نرنجن نرنکار توں　　　　نرادھار نردھار کرتار توں
توں قدرت سوں پیدا کیا سب جہاں　　　　پون ہور پانی زمین آسماں

ان دو اشعار سے مصنف کے نام کا پتہ چلتا ہے۔

یہی آرزو دل میں احمد کا ہے　　　　سدا دل میں کلمہ محمدؐ کا ہے
گنہہ گار احمد کوں مغفور کر　　　　کرم لطف سوں اپنے مسرور کر

حمد، نعت اور منقبت صحابہ کے بعد قصّے کا آغاز ہے۔ حضرت رسولِ کریمؐ کے نور کا ذکر ہے۔ جس سے تمام عالم کی تخلیق ہوئی۔ ختم نور نامہ ان دو اشعار پر ہوتا ہے۔

مرتب ہوئے پر پڑو فاتحہ　　　　بہ ارواحِ حضرت نبی مصطفےٰ
مصنف کے حق پر پڑو فاتحہ　　　　دعا خیر کیجیے زبہرِ خدا

[نور نامہء احمد دراصل نور نامہء عنایت کی توسیع ہے۔ شاہ عنایت کے نور نامے کے آخر میں احمد نے کئی سو اشعار دربیانِ اربع عناصر کے عنوان سے شامل کیے ہیں۔ ادارہء ادبیاتِ اردو حیدر آباد کے کتب خانے میں ایک مخطوطہ نمبر (۸۴۲) نور نامہ از شاہ عنایت و احمد ۱۱۱۱ھ و ۱۱۳۶ھ موجود ہے۔]

(۳۶)

نور نامہ

یہ نور نامہ دکنی نظم میں ہے۔ مصنف کا نام عنایت شاہ ہے جو حضرت شاہ حسین قادری کے مرید ہیں۔ پہلے فارسی نثر میں تھا۔ دکنی نظم کا جامہ گیارہ سو گیارہ ہجری میں عنایت شاہ نے پہنایا۔ میرے پاس اس کے دو قلمی نسخے ہیں۔ ایک قدیم ہے اور دوسرا جدید۔ قدیم نسخے میں تین سو گیارہ اشعار ہیں۔ یہ آٹھ نو، دس سطر کے چونتیس صفحے ہیں۔ جدید نسخہ بوسیدہ ہے۔ کاتب نے زبان کی اوز اشعار کی بہت اصلاح کی ہے۔ یہ آخر میں ناقص ہے۔ لیکن اشعار کی مجموعی تعداد تین سو اڑتیس ہے۔ بعض قدیم نسخوں میں اس سے بھی زائد ملتی ہے۔ یہ نور نامہ بہت مقبول ہے کچھ ردو بدل سے مختلف مطابع میں چھپ بھی چکا ہے۔ دلّی کے گھر گھر میں پڑھا جاتا ہے اور لوگوں نے بھی نور نامے لکھے ہیں۔ لیکن عنایت شاہ کا نور نامہ سب سے قدیم ہے۔ اس سے قبل کا ترجمہ شدہ دکنی نور نامہ کبھی نظر سے نہیں گذرا۔ اس کا آغاز ملاحظہ ہو:

الٰہی کر نہار کرتار توں　　　سنواریا ہے قدرت کے سنسار کوں
زمیں کوں بھی ایسے توں خلعت دیا　　　رنگ آمیز کرتن کوں گلشن کیا
فلک کا موافا عجب دھات کر　　　معلق رکھیا ہے زمیں کے اپر
سوتس بیچ کر روشنی چاند سور　　　اجالا دکھایا دونو سوں ظہور
سخن کوں زبان پر توں پہچان ہار　　　منگیا سب کنے کا سو توں دین ہار

خاتمہ اس طرح ہوتا ہے:

اتھا فارسی نور نامہ نثر　　　سو دکھنی کیا شعر میں سر بسر
تخلص میرا ہے عنایت شاہ　　　میرا جد ہے مج کوں محمد پناہ
میرے پیر استاد شاہِ حسین　　　محی الدین کی خاص اولادِ عین
کہ ہجرت نبی سے ہزار ایک سال　　　ہوئے سو یہ گیارہ کیا میں منال

کہ یہ نور نامہ پڑے پر سدا نبی پہ لکھے فاتحہ ابتدا
مرتب کیا نور نامہ تمام بہ حقِ محمد علیہ السلام

تمت تمام شد

[نور نامے مختلف شاعروں نے لکھے ہیں لیکن عنایت شاہ کے نور نامے کو زیادہ مقبولیت حاصل ہوئی ۔ ادارہ ادبیاتِ اردو حیدر آباد کے کتب خانے میں اس کے چھے قلمی نسخے ہیں ۔ اورینٹل مینوسکرپٹ لائبریری ، حیدر آباد ۔ میں پانچ قلمی نسخے محفوظ ہیں ۔ کتب خانہ انجمن ترقی اردو ، کراچی میں بھی پانچ مخطوطات موجود ہیں ۔ کتب خانہ سالار جنگ میں ایک نسخہ ہے نور نامہ عنایت شاہ نور نامہ رسول مقبول کے نام سے متعدد بار شائع ہو چکا ہے ۔

ڈاکٹر زور نے تذکرہ مخطوطات جلد اول میں عنایت شاہ کے بارے میں لکھا ہے کہ تذکرہ اولیاءِ دکن (جلد اول) اور گلزارِ آصفیہ میں ایک بزرگ شاہ عنایت کا ذکر ہے جو ۱۱۰۰ھ میں رحلت کر گئے اور حیدر آباد میں مدفون ہیں ۔ زور صاحب کا خیال ہے کہ یہ وہی بزرگ ہیں جو ٹاٹ شاہ کے لقب سے مشہور ہیں ۔ نور نامہ میں عنایت شاہ نے اپنے بارے میں بتایا ہے کہ وہ حضرت محبوبِ سبحانی کی اولاد میں ہیں حضرت حسین شاہ ان کے مرشد یا والد تھے ۔ نور نامہ فارسی نثر کا رسالہ تھا جسے عنایت شاہ نے دکنی میں نظم کیا ۔]

(۳۷)

وفات نامہ حضرت فاطمہ

سنِ تصنیف نامعلوم ۔ طالب مصنف معلوم ہوتا ہے ۔ زبان دکنی اور صاف ہے ۔ تعقید کم ہے ۔

[ادارہ ادبیاتِ اردو میں طالب کی یہ تصنیف وفات نامہ خاتونِ جنت کے نام سے موجود ہے (مخطوطہ نمبر ۱۴۰ و مخطوطہ نمبر ۱۴۱) ۔ دونوں نسخوں میں اختلافات ہیں ۔ وفات نامہ خاتونِ جنت (مخطوطہ نمبر ۱۴۱) کا آغاز ان اشعار سے ہوا ہے :

کیا ابتدا میں بہ نامِ خدا — کہ مارے جلاوے وہ پالے سدا
محمد نبی سید المرسلین — حبیبِ خدا رحمت العالمین

خاتمے کے اشعار یہ ہیں:

دگر نئیں تو بے حد ہی خوار ہوؤگے — جو کچھ یاں کردگے سو واں پاؤگے
قیامت میں طالب شفاعت کے دن — شفاعت سے بخشے تجے پنجتن
ہوا یہ مراتب تمامی تمام — درود بر محمد علیہ السلام

وفات نامہ خاتونِ جنت کے قلمی نسخے ادارہ ادبیاتِ اردو کے علاوہ اورینٹل مینوسکرپٹ لائبریری، حیدر آباد۔ اور کتب خانہ جامعہ عثمانیہ، حیدر آباد۔ میں موجود ہیں۔ مطبعِ محمدی بمبئ کے مطبوعہ "مجموعہ بارہ قصے" میں یہ مثنوی شامل ہے۔ (ملاحظہ ہو تذکرہ اردو مخطوطات ادارہ ادبیاتِ اردو جلد اول مرممہ ایڈیشن۔)

(۳۸)

وفات نامہ حضرت صلعم

۱۱۱۱ھ کی تصنیف ہے۔ زبان صاف اور سادہ ہے نام مصنف نامعلوم۔ اشعار کی تعداد دو سو بائیس ہے۔ اکثر جگہ قافیہ کی پابندی نہیں کی گئ ہے۔ شاعری مقصود نہیں۔ صرف ثواب کی خاطر معلوم ہوتا ہے کہ قلم اٹھایا ہے۔

○●○

حوالے

۱ ۔ تذکرہ، اردو مخطوطات کتب خانہ ادارہ، ادبیات اردو (جلد اول) مرتبہ ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور۔ ترمیم و اضافہ ڈاکٹر محمد علی اثر زیرِ نگرانی پروفیسر مغنی تبسم۔ مطبوعہ ادارہ، ادبیات اردو، حیدر آباد۔ سنہ اشاعت ۱۹۹۶ء۔

۲ ۔ تذکرہ، مخطوطات کتب خانہ ادارہ، ادبیات اردو (جلد دوم و سوم) مرتبہ ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور۔ ترمیم و اضافہ ڈاکٹر محمد علی اثر زیرِ نگرانی پروفیسر مغنی تبسم۔ غیر مطبوعہ

۳ ۔ تذکرہ، مخطوطات ادارہ، ادبیاتِ اردو (جلد چہارم) مرتبہ ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور۔ مطبوعہ ادارہ، ادبیاتِ اردو، حیدر آباد۔ سنہ اشاعت ۱۹۵۵ء

۴ ۔ تاریخِ ادب اردو (جلد اول) مرتبہ ڈاکٹر جمیل جالبی مطبوعہ ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی۔ (دوسرا ایڈیشن) ۱۹۸۶ء۔

۵ ۔ تاریخِ ادب اردو (جلد دوم) مرتبہ پروفیسر سیدہ جعفر و پروفیسر گیان چند جین مطبوعہ قومی کونسل برائے فروغِ اردو زبان۔ دہلی ۱۹۹۸ء

۶ ۔ مینا ستونتی مصنفہ غواصی مرتبہ ڈاکٹر غلام عمر خاں مطبوعہ شعبہ، اردو۔ عثمانیہ یونیورسٹی، حیدر آباد۔ ۱۹۶۵ء

○●○

آغا حیدر حسن مرزا ریسرچ سنٹر کی دیگر مطبوعات

○

پسِ پردہ

(مجموعہ مضامین پروفیسر آغا حیدر حسن مرزا مرتبہ مولوی [illegible]ط۔ ۱۹۲۶ء)

○

نُدرتِ زبان

(مضامینِ پروفیسر آغا حیدر حسن مرزا مرتبہ مہرالنساء معظم حسین۔ ۱۹۹۶ء)

○

حیدرآباد کی سَیر

(مضامینِ پروفیسر آغا حیدر حسن مرزا۔ مرتبہ مہرالنساء معظم حسین۔ ۱۹۹۷ء)

○

دکنی لغت و تذکرۂ دکنی مخطوطات

(تالیف پروفیسر آغا حیدر حسن مرزا۔ مرتب پروفیسر مغنی تبسم۔ ۲۰۰۲ء)